ما آتکم الرسول فخذوہ وما نھٰیکم عنہ فانتھوا

جو کچھ رسول تمکو دے (مرف) اُسے لو۔ اور جس چیز سے روک دے رک جاؤ

من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد (متفق علیہ)

جو شخص ہمارے اس دین میں نئی بات پیدا کرے جو اسمیں نہ ہو وہ مردود ہے

سیف حقانی

بجواب زلزلہ و جماعت تبلیغی

جن میں ہمارے پاکیزہ خصال اکابرین پر سب وشتم کے ساتھ ان کے بارہ میں مغالطہ انگیزی و اتہام تراشی کی انتہا کی گئی ہے۔ ہم نے دلائل سے بتایا ہے کہ یہ اتہامات محض ہیں۔

مؤلف خادم اکابر علماء دیوبند محمد عمر قریشی ڈیرہ غازیخان

ڈاکخانہ کالا چاہ سجادل خان حمدانی

یہ کتاب صحیح العقیدہ سنی اور وابستگانِ اکابرین دیوبند کے تحفظ کے لئے لکھی گئی ہے

ناشر .. .. محمد عمر قریشی

مطبع .. .. رشید اینڈ سنز ناظم آباد کراچی

تعداد .. .. ۲ ہزار ستمبر ۱۹۷۵ء

قیمت .. .. آٹھ روپے

ملنے کا پتہ

محمد عمر قریشی معرفت سعید اختر عباسی کتب خانہ آدم جی اسماعیل جی بلڈنگ جونا مارکیٹ کراچی

فہرست مضامین

گزارش احوال واقعی

ہمارے اکابرین نے دعوتِ دین اور تحفظِ دین کے لئے شر پسندوں کے تعنت اور مخاصمانہ روش کے باوجود ہمیشہ رواداری صلح جوئی اور متانت سے دلائل و براہین سے احقاقِ حق کیا ہے۔ جس سے مخاصم معاند الٹا مائل بفساد ہوا ہے۔ نتیجہ سامنے ہے۔ کہ خلافِ دین کو دین بنا کر متبعینِ دین پہ بددینی کا مسلسل الزام ہے۔ جس پر قریب پون صدی گواہ ہے۔ حال ہی میں ہماری مقدس سرزمین مملکت خداداد پاکستان میں ہند سے آئی ہوئی دو بدنامِ زمانہ کتابیں زلزلہ۔ اور تبلیغی جماعت نامی جن کی پاکستان میں بڑے پیمانے پر اشاعت ہوئی ہے جن کے مصنف انڈین تو جن کے ورلڈ اسلامک مشن کا صدر دفتر بریڈ فورڈ انگلینڈ میں ہے جن کی اشاعت کے لئے امداد بھی باہر سے ملتی ہے دیکھو محضر نامہ کتاب زلزلہ یعنی نقل مراسلہ حکومت امریکہ بابت کتاب زلزلہ جس میں ہند و پاک کے اکابر اہلِ دین پہ اتہام تراشی کی گئی ہے ان کے دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں متوسلین کی دل آزاری کی گئی ہے۔ ہم نے اہلِ حق کا دفاع کیا ہے۔ اور تنبیہہ ہے کہ اگر اس روشِ بد سے باز نہیں آتے تو پھر آسمان کی مخلوق تمہارے اکابر بھی نہیں۔ ہم نے کتابِ زلزلہ و تبلیغی جماعت کا مدلل جواب دیا ہے۔ تو اکابرین فرقہ رضاخانی کا حقیقی چہرہ اور کردار بھی دکھا دیا ہے۔ جس کے لئے ہمیں مجبور کر دیا گیا ہے۔

فقط محمد عمر قریشی

ڈیرہ غازیخان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

کچھ کتاب زلزلہ و جماعت تبلیغی اور جماعت اسلامی کے بیان میں

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ
اما بعد فان اصدق الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدیٰ
ھدی محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وازواجہ
وجمیع امتہ وسلم وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ
ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار قال اللہ تبارک وتعالیٰ الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

میرے کرم فرما دوست حضرت محمد عثمان صاحب جو حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ کے خاص عقیدت مندوں میں سے ہیں بیک وقت تین کتابیں لاکر دکھائیں اور حکم فرمایا کہ اپنے تاثرات سے مجھے آگاہ کرنا چنانچہ میں نے تینوں کتب جو کسی علامہ ارشد القادری صاحب کی تالیف ہیں تین چار دن میں بالاستیعاب دیکھ لیں اور اس کے بعد دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی اس لئے کہ از آغاز تا اختتام جملہ کتب میں ایک ہی بات کا تکرار اتنے التزام کیساتھ ہے کہ جی متلانے لگے۔ اور دوبارہ دیکھنے کے تصور سے ہی کوفت ہونے لگے۔ کئی سو صفحات کی تینوں کتب کا خلاصہ صرف اتنا ہی ہے کہ دیو بندیوں کی کتب میں بے پناہ تضاد ہے اور جملہ تضادات کا حاصل

یہ ہے کہ جن امور و معتقدات کو یہ انبیاء و اولیاء کے لئے ناجائز، حرام یا تحریف دین اور کفر و شرک تصور کرتے ہیں وہی امور و معتقدات اپنے گھر کے بزرگوں کے لئے دھڑلے سے اور بڑی شد و مد کے ساتھ ثابت کرتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ یہی امور جو انبیاء کے لئے باعث شرک اور خلاف قرآن و سنت تھے یہاں آکر اپنے بزرگوں کے لئے جائز بلکہ عین دین بن گئے ہیں۔ دیکھئے موصوف مؤلف زلزلہ سبب تالیف میں خود یہی کچھ بتلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ایک طرف وہ (یعنی دیوبندی) جن باتوں کو قرآن و حدیث کے حوالہ سے انبیاء و اولیاء کے حق میں شرک اور مخالف توحید قرار دیتے ہیں۔ دوسری طرف انہیں باتوں کو اپنے گھر کے بزرگوں کے حق میں عین اسلام سمجھتے ہیں۔ بلفظہ ص۳

عقل حیران ہے کہ اس ایک بات کے تکرار میں سینکڑوں صفحات سیاہ کر ڈالے اور اپنی موروثی و قلبی نفرتوں کے طوفانوں میں ڈوب ڈوب کر وہ گالیاں دی ہیں کہ الامان والحفیظ۔ یہ غیظ و غضب اور سب و شتم محض اسی کتاب کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مصنف زلزلہ کی چھوٹی موٹی دوسری کتب کی بھی یہی حالت ہے۔ مثلاً جماعت تبلیغی اور جماعت اسلامی۔ البتہ غیظ و غضب کے تیور اور سب و شتم کی شدت و حدت میں نمایاں اور واضح فرق موجود ہے۔ مثلاً جماعت اسلامی کے حق میں موصوف خاصے فراخ دل اور نرم گفتار نظر آتے ہیں لیکن یہی معتدل مزاج علامہ جب جماعت تبلیغی اور اکابرین دیوبند کی بات کرتے ہیں تو خاصے برہم اور زبان دراز نظر آتے ہیں۔ اس کی وجہ ہم یقین سے تو بیان نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ ہم یا ہمارے اکابرین دلوں کے بھید سے نہ تو واقف ہیں اور نہ مدعی۔ البتہ قیاس بتاتا ہے اور کتاب زلزلہ کا محضرنامہ یعنی (نقل مراسلہ حکومت امریکہ بابت کتاب زلزلہ) چغلی کھاتا ہے اور کچھ دوسرے قرائن اس کے مؤید ہیں کہ مرکز ہدایت طرفین کا ایک ہے اور اسی رشتے کی بناء پر نرم روی برتی گئی۔

معذرت کے ساتھ

اگرچہ ہمارے اکابرین کثر اللہ سوادھم کا طریق اپنے مخالفین کے بارے میں بڑا نرم اور سنجیدہ رہا ہے اور ہمیشہ اعتدال و میانہ روی جو طریق صواب بھی ہے اور طریق سلف بھی کے پابند رہے ہیں اور یہ سنجیدگی ان کے شایانِ شان بھی تھی لیکن ہم خدام کے لئے تو کئی مجبوریاں ہیں۔ نہ ویسا ظرف ہے نہ ویسا یارائے ضبط و تحمل۔ کہ ہم اشتعال انگیزیوں کو برداشت کر سکیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مؤلف زلزلہ نے جگہ جگہ جہاں مکر وحیل سے بات کا بتنگڑ بنا کر جذبات کو مشتعل کر کے پھر اتہام و الزام تراشی کے جھوٹے مظاہرے کئے وہیں تنقیص و تضحیک کا خوب خوب کمال دکھایا ہے اور بڑے جذباتی انداز میں تفریق بین المسلمین کا الزام دے کر تہذیب و شائستگی کی جس طرح مٹی پلید کی ہے یہ مؤلف علّام کا حصہ ہے۔ بہرحال ہمارے اکابرین اگر آپ اپنے معیار بلند سے ہمیں فروتر پائیں تو ہمیں معاف فرمائیں اور قارئین کرام ہماری تحریر کے آئینہ میں ہمارے بلند کردار اکابر کو نہ دیکھیں اگر کہیں بے احتیاطی نظر آئے یا ضبط کا دامن چھوٹ جائے تو ہمیں مطعون کرنے کے بجائے اکابرین و اصاغرین فرقہ رضاخانیہ کی تحریرات و فتاوے دیکھیں جن کا یہ معمولی سا ردعمل ہے۔

بہرحال جابجا مصنفِ زلزلہ نے جہاں تضحیک و تمسخر کی سوقیانہ اشتعال انگیزی کی انتہا کردی ہے وہیں اپنے فرقہ رضاخانی کو محافظ ایمان و اسلام اور ترجمان اسلام بتایا ہے لیکن کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی کہ جواب دیا جائے محض دعاوی سے کام چلایا ہے دوسری طرف فریب و عیاری کے وہ کرتب دکھائے ہیں کہ خوفِ خدا کو بھی بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ مثلاً

اکابرین دیوبند کی کتب عقائد سے عبادات نقل کر گئے لیکن بغیر بیان کردہ سیاق و سباق

سے دلائل کے ان کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں پھر آسمان سر پر اٹھا لیا کہ لوگو قیامت کیوں نہ آگئی، آسمان کیوں نہ پھٹ پڑا کہ دیوبندیوں نے تضاد بیانی سے کام لیا ہے گویا فریب اور منافقت کے پردے میں یہ دین کو برباد کرنا چاہتے ہیں مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

لیکن دیانت کا یہ حال ہے کہ کتب عقائد میں مذکور دلائل کا وہ حصہ جو قرآن و حدیث پر مشتمل ہے اس کو ہضم کر جائیں گے شائد اس خوف سے کہ کہیں حقیقت عوام پر منکشف نہ ہو جائے بھلے آدمی قرآن و حدیث کی روشنی سے ماخوذ عقائد کی تغلیط کرتے ہوئے یہ نہ سوچا کہ خود قرآن و حدیث کا انکار اور تغلیط ہو رہی ہے۔

اہل حق کی دشمنی میں اور قبوری شریعت کے عشق میں قرآن و حدیث کو غلط قرار دینا بھلا کون سی اسلام دانبیاد دوستی کا ثبوت ہے، پھر دیوبندیوں کی دشمنی میں یہ نرالا قاعدہ اختراع کیا ہے کہ کتب عقائد کا مقابلہ چند سوانحی خاکوں سے کیا ہے، بھلا سوانحی خاکوں سے بھی عقائد بنا کرتے ہیں کبھی، اس پر ہم آگے چل کر بات کریں گے سب سے زیادہ رونا اس بات کا رویا ہے کہ لوگو، کیا اندھیر ہے کہ دیوبندی اپنے عقیدوں سے منحرف ہو گئے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

کوئی پوچھے کہ بھلے آدمی اس میں واویلا مچانے رونے اور بدحواسی کا مظاہرہ کرنے کی آپ کو کیا ضرورت لاحق ہوئی، اس صورت میں تو آپ کو خوش ہونا چاہیے تھا کہ جب وجہ نزاع نہ رہی تو دشمنی ختم ہوئی بلکہ فی الواقع اگر آپ کو اپنے مسلک سے ہمدردی ہوتی تو خوش ہوتے کہ طاقت ور صاحب دلائل و براہین ۔ دشمن سے نجات مل گئی صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اہل علم کا سواد اعظم آپ کے عقائد کا ہمنوا میسر آگیا، لیکن وائے افسوس کہ کسی حال چین نہیں بلکہ خوب جانتے ہیں کہ ان اہل اللہ کے عقائد کی بنیاد کتب سوانح پر نہیں بلکہ قرآن و سنت پر ہے اور وہ علیٰ حالہٖ محفوظ و موجود ہے اور تا قیامت باقی رہے گا۔

البتہ کوئی صاحب درد ان سے اتنا تو پوچھ لے کہ اللہ کے بندو زندگی کے وسیع میدان میں اہل حق کی دشمنی کے علاوہ پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے اور کوئی مشغلہ نظر نہیں آتا قریب ستر اسی برس ہونے کو آئے فساد فی سبیل اللہ کے کار خیر میں ہمہ تن مصروف ہو۔ رہ رہ کے جیسے خیالی ہنڈیا میں ابال آتا ہے پہلوں نے انگریز کی خوشنودی کے لئے اگر اس دشمنی کی بنیاد رکھی بھی تو اب تو مدت ہوئی انگریز مردود اپنی ابلیسانہ شاطری اور گھمنڈ کے پشتارے سمیت سات سمندر پار جا چکا اور تم اب تک اسی کی کھینچی ہوئی لکیر کو سانپ سمجھ کر پیٹے جا رہے ہو۔ گالیاں اور سب وشتم کا بازار گرم ہے۔

پچھتر برس کا طویل عرصہ کوئی معمولی مدت نہیں۔ اسی فساد فی سبیل البرطانیہ میں گزار دیا کیا ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ اتنے طویل عرصہ میں آپ کے رضاخانی فرقہ نے مسلمانان ہند اور دین حق کی کون سی خدمت انجام دی۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو آخر کب تک مسلمانوں کے لئے آپ وبال جان بنے رہیں گے۔ متولی انگریز جدھر گیا ہے ادھر ہی پدھا رئیے مہاراج یا خاموش ہی رہیے۔ آپ کا کردار انگریزی سیاست کے آلہ کار کی حیثیت سے پوشیدہ نہیں بلکہ اب تاریخ کا ناقابل فراموش اور ناقابل تردید حصہ بن کر محفوظ ہو چکا ہے لیکن ہٹ دھرمی کی انتہا ہے کہ دین مصطفےٰ کے پروانے آزادی وطن کے جگر دار سپاہی اور علم و دیانت اخلاق و شرافت کے پیکر اہل حق کے کارناموں اور کردار کو چلے ہیں مسخ کرنے یہ تو ان اکابرین کی وسیع النظرفی ہے کہ اس طرح کی غوغا آرائی سے ہمیشہ بے نیازانہ گزر گئے۔ اور ربانی اصول پر عمل پیرا رہے کہ واذ خاطبہم الجاھلون قالوا سلاماً اس لئے کہ کون تضیع اوقات کرے ان بندگان ابلیس کے بچھائے ہوئے کانٹوں کو چننے پر یہی وجہ ہے کہ اکابرین دیوبند کی عظیم تاریخ کا یہ ایک درخشاں باب ہے کہ تفریق بین المسلمین جیسی ذلیل حرکت سے ہمیشہ اپنے دامن تقدس کو محفوظ رکھا۔ تعمیری کام کے لئے اللہ کی مخلوق کے لئے عموماً اور ملت اسلامیہ کی فلاح و سعادت کی خاطر اپنی عمریں کھپا دیں اور رشد و ہدایت کے وہ خزانے

چھوڑ گئے کہ رہتی دنیا تک خلق خدا اُن خزانوں سے مستفیض ہوتی رہے گی ۔ اگر وہ بھی رضا خانی لوٹے کی طرح غیروں کے اشارے پر چند سکوں کے عوض مسیحی دین کے مبلغ اور ماسوا اللہ پرستی اور رسومات مشرکانہ کو تسلیم کر لیتے تو آج برِ صغیر میں مسلمان نام کو بھی کوئی نہ ملتا اور نہ دینی قلعے یعنی مدارس عربیہ کا یہ وسیع سلسلہ نظر آتا جن کی بدولت اللہ نے ہزار ولی پاک باز اور اولوالعزم رجال ایسے پیدا فرمائے کہ آج جن کے نقش پا زندگی کے ہر شعبہ میں ثبت نظر آتے ہیں علوم دینیہ میں دیکھئے قرآن وحدیث فقہ و تفسیر اصول وحکمت عدلِ اجتماعی وعمرانی اخلاق و اعمال منطق و اقتصاد ہر فن میں اس مقدس طبقہ سے وہ گوہر یگانہ و گرانمایہ ملیں گے کہ تاریخ عہد مشہود بہا خیر القرون کے ماسوا اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے ۔

علوم کے بعد عمل کے میدان میں دیکھیں تو پیشوائی و سیادت ہو یا مسندِ علم و عرفان غرض حق گوئی و بےباکی ایثار و قربانی و بلند کرداری ہر میدانِ عمل میں آگے نظر آئیں گے ۔ رشد و ہدایت ارشاد و تبلیغ تزکیۂ نفوس و بلند نگہی ہر جگہ انہیں غلامانِ محمد ﷺ کے ثبت کردہ نشانِ راہ نظر آئیں گے لیکن دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے ۔

دشمنی میں انسان اندھا ہوتا ہے جس کا کوئی علاج نہیں

علمبرداران تثلیث کی عیاری

چنانچہ ایسے ہی بلند نگاہ و پاک باز نفوس کی رفعت خیالی و اولوالعزمی سے تثلیث کے پجاری گھبرا اُٹھے ۔ اور ان غلامانِ محمد کو نصب العین سے دور کرنے حتیٰ کہ ان کے مٹانے کے لئے وہی قدیم نسخہ استعمال کیا کہ لڑاؤ اور وہ بھی مذہب کے نام پہ اور حکومت کرو ۔ مذہب کے نام پہ نام نہاد اہلِ مذہب کو سچے پرستاران مذہب پر چھوڑ دو ۔ یہ ہم کسی اور عنوان کے تحت بتائیں گے کہ کس چابکدستی سے اور عیاری سے ایک تیر سے کئی شکار کئے ۔ مثلاً عیسائی حکمران حکومت کے ساتھ برِ صغیر میں اسلام کو مٹا کر عیسائیت کو پھیلانا چاہتے تھے ۔ اسی

نصب العین کے حصول کے لئے اپنی پالیسی وضع کی نظام تعلیم کو یکسر بدلا تحریص و لالچ کے حربے استعمال کئے عیسائی پادریوں کو جمع کیا اور پورے ملک میں حکومت کی سرپرستی میں مسلمانوں کی متاعِ ایمانی کو لوٹنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا لیکن ان کے تحفظ سے غافل نہ ہوئے جب دیکھا کہ عیسائیت کی ترویج عیسائیت کے نام سے مسلمانوں میں کبھی نہیں پنپ سکتی تو اب عیسائیت کے وہی مشرکانہ عقائد اسلام کے نام پر چند نوکر پیشہ زرخرید ملاؤں کے ذریعہ رسول عربی سے محبت کی آڑ میں پھیلاؤ۔ یہ پالیسی خاصی سستی اور بے ضرر نظر آئی اس لئے کہ جس مذہب نصرانیت کو پیسے فوج اور پادری نہ پھیلا سکے لٹریچر کی فتنہ سامانی بھی بے سود رہی ولیکن چند مذہب فروش بندگانِ نفس و پیٹ اگر یہ خدمت کر گزریں تو ظاہر ہے یہ سودا تو انتہائی سستا ہے، اور چند مذہب فروش ملاؤں کے لئے تلذذات نفس کا سامان فراہم کر دینا یا پیٹ کے جہنم کی آگ کو ٹھنڈی کرنے کے لئے ان کی شکم پوری کرا دینا کون سا مشکل کام ہے چنانچہ یہی ہو کر رہا کسی دوسرے عنوان کے تحت ہم نے اس بات کو دلائل اور وضاحت سے بیان کیا ہے کہ گدی نشینان مارھرہ انگریز بہادر کے وظیفہ خوار تھے خود اس آلہ کار فرقہ کے پیش رو یعنی اپنے قبلہ فضل رسول بدایونی مولوی محمد صادق آنریری مجسٹریٹ جو بانیانِ تحریک میں سے ہیں بڑی خوبیوں اور شہرتوں کے مالک ہیں انگریز بہادر تو اللہ نظر بد سے بچائے ایسا گرویدہ ہوا کہ چار پشتوں تک آپ کے بعد آپ کی اولاد کے عشق میں مبتلا رہا اور مفت خوری کی عادت کے لئے راستہ مہیا کرتا رہا۔ پھر جب اس خدمت کی نوبت ماشاءاللہ ہمارے خان بابا یعنی وہی اپنے اعلیٰ حضرت جو خدائی قوتوں کے مظہر نبی کے غلام بھی اور نبوت کے مقام سے تو کیا کام کے اعتبار سے بھی اونچے شفیع محشر آپ قبر میں ساتھ نشر میں ساتھ تو حشر میں بھی ساتھ جو چاہیں کر گزریں گے، جو زندگی بھر انگریز کی نازبرداری کرتے رہے کتنے طاقتور ہو گئے، غرض جب نوبت ہمارے اعلیٰ حضرت کی آئی تو اللہ قسم کیسے کیسے فتنے جگا گئے کر سب سے بازی لے گئے۔ انہی شیوع فتن و احیاءِ فساد کی بناء پر تو سبحان اللہ مجدد مائۃ حاضرہ

قرار پائے وگرنہ تو کون سا اُمت کے لئے ذخیرہ علمی چھوڑ ہے تفسیر قرآن یا شروحات کتب احادیث فقہ، اصول فقہ اصول حدیث یا جدید فتنوں کے سامنے کیا بندھ باندھ گئے ۔ ماسوا امت کے اکابرین علماء حق کی کفر سازی یا علم جفر یعنی رمل میں مہارت کے علاوہ اور کون سا کارنامہ ہے یا اور کون سے علمی میدان ہیں جن کے کہ یہ حضرت شہ سوار ہوں ۔

ہاں ہندوستان بفضلہ دار السلام جیسے گمراہ کن فتوے دے کر خدمت انگریز کا حق ادا کر گئے پھر پولس یہودی نے جو سلوک تعلیمات مسیحؑ سے کیا وہی سلوک آپ نے امت مسلمہ اور تعلیمات نبوی سے کیا ۔ کہ مسیحؑ عقائد کو عین اسلام قرار دیا اس میں بھی کئی فتنے پنہاں تھے ۔ کہ لامحالہ ان حالات میں اہل حق علماء راسخین اس فتنہ عظیمہ کے انسداد اور عامۃ المسلمین کو ہلاکتِ مذہبی سے بچانے کی سعی کریں گے ۔

ان حالات میں علماء کی قوت کا جو انگریز پہ دباؤ ہے وہ عوام الناس کی طرف منعطف ہوگا انگریز پہ سے دباؤ کم ہوگا مسلمانوں میں تفریق ہو جائے گی ۔ اور یوں مسلمانوں کی اجتماعی قوت آپس کی لڑائی میں برباد ہو جائے گی ۔ علماء عوام سے کٹ جائیں گے تو عوام عیسائیت کے جال سے مانوس ہوں گے رہی تو مقاصد تھے لارڈ میکالے کی تعلیمی پالیسی کے جس کی تکمیل کے دنیا پرست نام نہاد علما کی ایک ڈار رضا خان اور اس کے ہم نوالہ و ہم پیالہ دنیا طلبوں اور عاقبت نا اندیشوں کی شکل میں بے بہاؤ کے میسر آگئی ۔ بس پھر کیا تھا اٹھارہ سو ستاون جیسی کوئی منظم اجتماعی تحریک نہ چل سکی اور یوں برسوں تک مسلمانان ہند غلامی کی لعنت میں جکڑے رہے ۔ اور انگریزوں کو اہل مذہب کی راہ میں مزید مستقل کانٹے بچھانے کے مواقع مل گئے دریں اثنا انسانیت اور مذہبی قدروں پر کیا بیت گئی ۔ کتنا خون ناحق بہہ گیا ۔ انسانیت پہ مصائب کے کتنے پہاڑ ٹوٹے یہ ایک الگ داستان ہے جو ہمارے موضوع سے خارج ہے ۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ برِّ صغیر کی مسلم قوت کے شیرازہ کو اگر اس رضاخانی دین کے ذریعہ منتشر نہ کیا جاتا تو انگریز کا یہاں ٹکنا محال تھا اور

یہاں سے فرار کے بعد نہ ایشیا و افریقہ کے دوسرے خطوں پر تسلط ممکن ہوتا نہ خلافت برباد ہوتی نہ اندرون ملک دیگر فتنوں کی آبیاری کے مواقع میسر آتے۔ اب جبکہ بعد از خرابی بسیار انگریز جا چکا ہے پر اس کی روحانی ذریت سے مسلم عوام اور علماء کا پیچھا نہیں چھوٹا۔ اپنے پروردوں کو جو سبق پڑھا کر گیا تھا نت نئے اسلوب و انداز سے تفریق بین المسلمین کا الاؤ دھکاتا رہتا ہے۔ جن کا مرکز ہدایت آج بھی مکہ مدینہ کے بجائے لندن اور پیرس ہے یقین نہ آئے تو دیکھ لو علامہ ارشد القادری کا مرکزی دفتر لندن میں ہے اور امریکہ سے راتب ملتا ہے دیکھو مراسلہ حکومت امریکہ بابت کتاب زلزلہ جو کتاب مذکور کا محضر نامہ ہے ظاہر ہے کہ اردو ادب کا کوئی شاہکار تو نہیں یہ کتاب پھر اس کتاب کو امریکی لائبریریوں کے لئے منتخب کرنا چہ معنی دارد۔ در اصل کسی نہ کسی شکل میں امداد بہم پہنچائی ہے سو پہنچ رہی ہے یار لوگوں کی ڈھٹائی دیکھئے کہ مخلوق کی شرم بھی نہیں بلکہ فخریہ اپنے مراسلوں کو شائع کرتے ہیں سچ ہے، اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔

بہر حال اپنی علمی بے بضاعتی کے باوجود مسلمانان پاکستان کو اس فتنہ سے باخبر کرنے کی حقیر سی سعی کر رہا ہوں اللہ مسلمانان پاکستان کو فتنوں سے محفوظ رکھے آمین۔

وباللہ التوفیق

نوٹ: ہم اگلے صفحات پر اس فرقہ کے کفریہ فتاوے نقل کریں گے۔ تاکہ قدیم سے ان کے مشاغل اور مسلم دشمنی کا آپ اندازہ کر سکیں اس کے بعد ان کے مسیحی و برہمنی عقائد کا تذکرہ انہیں کی کتب سے کریں گے تاکہ دین دشمنی واضح ہو جائے آخر میں انگریز سے ربط اور وفاداری کا ذکر ہو گا تاکہ یہ سارا دھندا یا کھڑاگ کس کا اشارہ ابرو پاکر رچایا رکھا ہے۔ تاکہ ان کی محبت و عشق نبوی کا مصنوعی لبادہ اتر جائے۔ تاکہ مسلمان اس فتنہ کی خطرناکی کا احساس کر کے اپنی نئی نسلوں کو اس کی ہلاکت آفرینی سے بچانے کی سعی کریں اس کے

بعد ہم اپنے اکابرین کا کردار ان کے عقائد اور خدمات کا ذکر کریں گے تاکہ تصویر کے دونو رخ سامنے آجائیں اور بین السطور ہی میں کتاب زلزلہ و جماعت تبلیغی کا طلسم بھی آپ کو ٹوٹتا نظر آئے گا۔ وباللہ التوفیق

محمد عمر

تکفیر مسلم کا مشغلہ

۱۸۵۷ء کی ناکامی کے بعد مسلمانان برِ صغیر پہ کیا بیت گئی، یہ تاریخ کا حصہ ہے صرف تیرہ ہزار علماءِ حق تختہ دار پر لٹکا دیئے گئے، لیکن انگریز کا جذبہ انتقام پھر بھی ٹھنڈا نہ ہوا۔ تو علماءِ حق بھی اتنی قربانیاں دے کر خاموش نہیں ہو گئے بلکہ جذبہ جہاد سوا ہو گیا کہ انگریز کی جان کو آگئے حکومت کی بنیادیں کھوکھلی کر دیں رضا خان کے فتوے بھی نہ بچا سکے۔

آخر ابلیس سیاست نے خزانوں کے دھانے کھول دیئے، بڑے بڑے مولوی اور گدی نشین خریدے گئے، لیکن اپنے خان بابا بانی رضا خانی دین سب سے بازی لے گئے۔ اس لئے بھی کہ دو فن تو گویا بابا کے ساتھ خاص تھے ایک تکفیر مسلم کا گر دوسرا علم جفر اور باقی لے دے کے شاعری بھی فرما گئے تھے اور بس باقی صفر، چنانچہ جب انگریز پوری دنیاء اسلام پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہا تھا تو خان بابا دوہری خدمت انجام دے رہے تھے تکفیر مسلم کا مورچہ اور انگریز بہادر کی تعریف اب آپ خان بابا کی عبارات دیکھئے کہ کہاں تک کامیاب رہے۔

فتویٰ ۱:۔ ایسے ہی وہابی قادیانی دیوبندی۔ نیچری چکڑالوی یہ جملہ مرتدین ہیں۔ کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد

۱ انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا۔ دیکھئے

ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ ۱۰۰ ہم تو آج تک یہی سمجھتے تھے کہ نکاح انسان انسان سے کرتے ہیں لیکن اب پتہ چلا کہ شاید آپ کے فرقہ میں حیوانوں سے بھی نکاح کرتے ہوں گے جب ہی تو حضرت نے نفی فرمادی ۔ (محمد عمر)

۲ ۔ آج کے وہابی رافضی چکڑالوی نیچری قادیانی جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہیں اُس سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا اُس کا نکاح کسی کافر مسلم مرتد سے اس کے ہم مذہب ہو یا مخالف مذہب غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہوگا محض زنا ہوگا مرتد مرد ہو خواہ عورت مرتدوں میں سب سے بدتر منافق ہے ۔ یہی وہ ہے کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت وجماعت کہتے حنفی بنتے چشتی نقشبندی اور نماز روزہ ہمارا سا کرتے ، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ ورسول کو گالیاں دیتے ہیں (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) (محمد عمر قریشی)

یہ سب سے زہر قاتل ہیں ۔ دیکھئے احکام شریعت حصہ اول ص۱۱۱

۳ ۔ رافضی تبرائی وہابی دیوبندی غیر مقلد قادیانی چکڑالوی نیچری ان سب کے ذبیحے محض نجس ومردار حرام قطعی ہیں ۔ اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے متقی وپرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں اور ولا ذبیحۃ للمرتد ، احکام الشریعۃ حصہ اول ص۹۸ ۔

۴ ۔ احکام دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق رافضی وہابی قادیانی نیچری چکڑالوی کہ کلمہ پڑھتے اپنے آپ کو مسلمان کہتے نماز وغیرہ افعال اسلام بجالاتے بلکہ وہابی وغیرہ قرآن واحادیث وغیرہ کا درس دیتے لیتے اور دیوبندی کتب فقہ کے ماننے میں بھی شریک ہوتے ، بلکہ

چشتی نقش بندی وغیرہ بن کر پیری مریدی کرتے اور علماء و مشائخ کی نقل اتارتے اور بایں ہمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ (لعنۃ اللہ علی الکذبین) محمد عمر قریشی یا ضروریات دین سے کسی کا انکار رکھتے ہیں۔ ان کی کلمہ گوئی وادعاء اسلام اور افعال واقوال میں مسلمانوں کی نقل اتارنے ہی نے اخبث واضر ہر کافر اصلی یہودی و نصرانی بت پرست مجوسی سب سے بدتر کر دیا ہے۔ احکام شریعت حصہ اول ص ۶۹ وحصہ دوم ص ۱۴۲

(۵)۔ رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ دیکھئے حسام الحرمین ص ۱۳۱

(۶)۔ نذیر حسین دہلوی وامیر احمد سہسوانی وامیر حسن سہسوانی قاسم نانوتوی و مرزا غلام احمد قادیانی ورشید احمد گنگوہی واشرف علی تھانوی اور ان سب کے مقلدین ومتبعین و پیروان ومدح خواں باتفاق علماء اسلام کافر ہوئے اور جو ان کو کافر نہ جانے ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی بلاشبہ کافر۔ عرفان شریعت حصہ دوم ص ۲۹ و ملفوظات حصہ اول۔

(۷)۔ دیوبندیوں کے بارہ میں مسلمانوں سے آخری اپیل جو انہیں کافر نہ کہے جو ان کا پاس لحاظ رکھے جو ان کے استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال رکھے۔ وہ بھی انہیں میں سے ہے انہی کی طرح کافر ہے، قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔ فتاوی فریقہ۔

دیکھ لیا آپ نے یہ مندرجہ بالا جملہ عبارات خان بابا صاحب بریلوی کی ہیں مطالب و معانی کے اعتبار سے محتاج بیان نہیں بلکہ واضح ہیں۔ واقع یہ ہے کہ شرعی فتوے ہیں، دیکھا

جائے تو علماء کے فتاوے اور ادھر اپنے خان بابا بریلوی کے فتوے کوئی مناسبت اہل فتوی سے نہ ہوگی ویسے آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس میدان میں بھی لاشریک اور بینظیر ہیں۔ بے شک بنائے سرزجان ان فتووں کو گنبد خضری کے مکین کیا تمہارے آقا کے ان فتووں سے خوش ہوں گے اور یہ فتوے آقائے دوجہاں کی خوشنودی کیلئے ہیں یا انگریز کے تحفظ کے لئے ۔۔۔ خدارا کچھ تو بتایئے ہم اگر کہیں گے تو شکایت ہوگی۔

خیر سے اعلیٰحضرت ٹھیرے بڑے میاں اب چھوٹوں کی سنئے، اب ہم آپ کو مشہور زمانہ اور معتبر ترین کتاب تجانب اہل سنت کی چند عبارات سنوا کر اس باب کو ختم کرتے ہیں اس لئے کہ اس خانوادہ کا شرعی مزاج قارئین نے سمجھ لیا ہوگا مذکورہ کتاب جس پر اس خانوادہ کی تصدیقات بھی ہیں علی الخصوص شیر بیشہ مولوی حشمت علیخاں لکھنوی کی تصدیق بھی ہے، دیکھئے۔

(۱) بحکم شریعت جینا اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے (تجانب اہل السنت ص ۱۲۲)

(۲) سان صلح کل لیڈروں میں اعظم گڑھ کے مولوی شبلی اور الطاف حسین حالی اور زمانہ حال کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں ان کی صلح کلیت اپنی حد سے گزر کر شدید نیچریت اور دہریت تک پہنچی ہوئی ہے (تجانب اہل سنت ص ۲۸۹)

(۳) وہابیہ دیوبندیہ وقادیانیہ وروافض ونیاچرہ وخاکساریہ وچکڑالویہ وجبہ دھاریہ (حسن نظامی دہلوی کے مریدہ) وآغاخانیہ ووہابیہ غیر مقلدین ووہابیہ نجدیہ ولیگیہ غالیہ وصلح کلیہ غالیہ اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر بحکم شریعت قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کفار ومرتدین ہیں جو مدعی اسلام ان میں سے کسی قطعی یقینی اطلاع رکھتے ہوئے بھی اس کو مسلمان کہے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک یا توقف کرے وہ بھی یقیناً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحق نار ابد (تجانب اہل السنت ص ۵۲)

(۴) فرقہ اصرار اشرار بھی فرقہ نیچریہ کی ایک شاخ ہے اور اس ناپاک فرقہ کے بڑے بڑے مکابین (رکھتے) یہ ہیں ملکی شیخ جی امام الخوارج مبلغ وہابیہ ایڈیٹر انجم عبدالشکور کاکوروی صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد اجودھیا باشی رشبیر احمد دیوبندی عطاء اللہ بخاری حبیب الرحمٰن لدھیانوی احمد سعید دہلوی نافی عن الاسلام کفایت اللہ شاہجہانپوری عبدالغفار سرحدی گاندھی اس فرقہ کے سرغنہ ابوالکلام آزاد ہے جو امام الاصرار کہلاتا ہے رتجانب اہل السنت صد ۱۹۰ جملہ عبارات ماخوذ عن المنہاج الواضح۔

ذرا غور فرمایئے برصغیر کا کوئی فرقہ ملکی لیڈر کوئی عالم دین یا ان کے متبعین میں کوئی ایسا نہیں بچا جو اس غالی اور گم کردہ راہ فرقہ کے نزدیک کافر نہ ہو پھر غضب دیکھئے کس عیاری کے ساتھ امام غزالی کی آڑ میں قتل وغارت گری مسلم کا ثواب بتایا ہے کہ حاکم کو ان میں سے ایک کا قتل ہزار کافر کے قتل سے بہتر ہے کہ دین میں ان کی مضرت زیادہ سخت تر ہے۔

یہ خان اعظم بابا یہ بلوی ہیں دیکھئے حسام الحرمین صد ۱۰۱ ۔ ایسا لگتا ہے جیسے خان اعظم میں ہلاکو وچنگیز کی ارواح خبیثہ حلول کر گئی ہوں رچونکہ کوئی بھی دین کا نام لیوا اس طرح مسلم دشمنی میں اندھا نہیں ہوسکتا جس طرح یہ بریلی کا مجنون بھلا اب ایسے فتوے کے بعد کون احمق ہوگا جو انگریز سے ارادہ جہاد کو نکلے جبکہ ایک مسلمان کا قتل ناحق ہزار کافروں کے قتل سے بہتر ہو۔ اندازہ کیجئے یہ دشمن دین تو قادیانی دجال سے بھی بازی لے گیا کہ وہ جہاد منسوخ کرکے انگریز کا تحفظ چاہتا ہے تو یہ صرف انگریز کے تحفظ پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ انگریز کے دشمنوں کو بھی مٹا دینا چاہتے ہیں خواہ اس میں متاع محمدی ہی کیوں نہ جل جائے رگلشن نبوی اگرچہ ویران ہو اسے کیا فکر۔ خون کے آنسو روئیے اپنے اعلیٰ حضرت کے اس فتوے پر کہ چشم فلک نے آج تک اتنا بڑا دشمن اسلام نہ دیکھا ہوگا۔ اعاذنا اللہ من شرورھم۔

اکابرینِ دیوبند کے چند سوانحی خاکوں سے ایوانِ بریلی میں زلزلہ آ گیا لیکن اپنے اعلٰی حضرت کے فتوے سے کیوں نہ تم زمین میں گڑ گئے کہ کس بری طرح تمہاری مسلم دشمنی کے ناپاک ارادے عیاں ہو گئے، کل داورِ محشر میں کیا جواب دو گے۔

دارالتکفیر بریلی ... بہارستان ص۲۱۰ از ظفر علی خاں

اوڑھ کر حامد رضا خاں آئے بدعت کا لحاف

ذات ان کی ہے مجدد بات ان کی لام کاف

مانچسٹر کے کفن سازوں سے لایا ہے اُدھار

شرک کی انٹی بریلی کا یہ بڈھا نور باف

بیچ میں کھٹمل بھرا گودڑ ہے پھیلایا ہوا

گرچہ آتا ہے نظر اُجلا رضائی کا غلاف

پیکر طاغوت ہے یا ہے رضائے مصطفٰے

باپ تھا اس لاش کا سر اور بیٹا اس کی ناف

مشغلہ اُن کا ہے تکفیرِ مسلمانانِ ہند

ہے وہ کافر جس کو ہو ان سے ذرا بھی اختلاف

جب سے پھوٹی ہے بریلی سے کرن تکفیر کی

دید کے قابل ہے ان کا انعکاس و انعطاف

جو حریف اسلام کا ہو آپ ہیں اُس کے حلیف

اُس کے دشمن آپ پہلے جو ہو نصاریٰ کے خلاف

ہم مٹا دیں گے زمانہ میں نشان اسلام کا

بندہ پرور کہہ نہیں دیتے ہیں کیوں صاف صاف

زندگی اس کی ہے ملت کے لئے پیغام موت
کر رہا ہو جو بجائے کعبہ قبروں کا طواف

ظفر علی خاں مرحوم نے اعلیٰ حضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا ہے۔

تحفظ انگریز کا جذبۂ صادقہ ایمان کا پہلا رکن ہے

فرقۂ ضالہ کے ایمان کی اساس انگریز کا تحفظ ہے رحا شاد کلا یہ کوئی الزام محض نہیں بلکہ تاریخی حقیقت ہے ایسی ٹھوس حقیقت کہ اگر برصغیر کے دوسرے ٹاڈٹ قسم کے طبقات وافراد سے موازنہ کیا جائے تو واقعہ یہ ہے اور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ فرقہ اور اس کے پیشوا سب سے گوئے سبقت لے گئے ہیں کہ کسی کو دعوائے ہمسری کی مجال نہیں۔

فہرست تو بہت طویل ہے ہم اجمال سے اشارے کئے دیتے ہیں۔ مثلاً

جو لوگ علمی و عملی میدان میں انگریز کے خلاف سرگرم عمل تھے اور اپنی جملہ قوتوں کو مجتمع و یکجا کر کے اس خبیث پودے کو بیخ و بن سے اکھاڑ دینا چاہتے تھے۔ تو اس فرقہ کے پیش رو یعنی مولوی فضل رسول بدایونی اور ان کے ہمعصر گدی نشیناں مارہرہ و بدایوں اور نوابان مارہرہ و بدایوں نیز آنریری مجسٹریٹ مولوی محمد صادق صاحب مالک صبح صادق پریس سیتاپور اور خطاب یافتہ سر سب مل کر ان مجاہدین سبیل اللہ کے خلاف وہابیت کے فتوے لگانے میں مصروف تھے۔ لطف یہ کہ فتوے لگانے والے کون تھے انگریز کے پیسے پر پلنے والے سررشتہ داری کے عہدے کے عوض دیکھیے سوانح فضل رسول اکمل التاریخ آپ کے خاندان کے چشم و چراغ محمد یعقوب حسین ضیاء القادری ص ۲۷ و ص ۳۸ ، ص ۵۱ کو فکر معاش نے عرصہ تک کسی ہندو راجہ کی دربانی کرائی۔ پھر

حکام وقت (انگریز) اور والیانِ ملک (راجے نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے) آپ کی خدمات کو سرکاری کاموں کی انجام دہی کے لئے مانگنا چاہا۔ پہلے مفتی اور پھر سررشتہ داری کے عہدے پر فائز رہے اور خدمات عالیہ وجوہر ذاتی سے حکام وقت کو گرویدہ لیاقت بنائے رکھا

اس دور کے علماء کی روش اور طرزِ عمل کے بارہ میں مولوی طفیل احمد منگلوری مصنف مسلمانوں کا روشن مستقبل کے ص ۱۸۷ و ص ۱۸۵ پر کہتے ہیں بالخصوص علماء انگریز کی نوکری کو حرام جانتے اور اس سے پرہیز کرتے تھے حتیٰ کہ انگریزوں کے وفادار راجے مہاراجے ان کے چندے تک اپنے مدارس کے لئے ناجائز جانتے تھے۔

ادھر اپنے مولینا اپنی کارکردگی سے حکام وقت کو گرویدہ کئے دے رہے تھے کہ حکام وقت نے ریاست حیدرآباد دکن سے سترہ روپیہ یومیہ کا وظیفہ بندھوا دیا جو بعد میں گھٹ کر گیارہ روپیہ رہ گیا حتیٰ کہ یہ گیارہ روپیہ یومیہ آپ کے بیٹے مولوی عبدالقادر صاحب اور ان کے بعد عبدالمقتدر پھر فرزند ثانی عبدالقدیر کو ملتا رہا۔ دیکھئے (اکمل التاریخ) مارہرہ کے گدی نشینوں کے لئے بھی وظائف مقرر رہے۔

علماء حق دیوبند کے لئے مشکلات دہ چند تھیں۔ انہیں انگریز جیسی عظیم طاقت سے جہاد بھی جاری رکھنا تھا اور ان کے پادریوں کو علمی میدان میں لاجواب کر کے خاموش بھی کرانا تھا۔

جہاں یہ دونوں فریضے وہ خوش اسلوبی سے انجام دے رہے تھے وہیں علمی ورثہ یعنی دین اور علوم دین کی بقاء و تحفظ کا بھی حق ادا کیا عوام اور علماء کے ربط کو برقرار رکھا بلکہ عوام کے کردار و اخلاق کا تحفظ کیا۔ معاندین حق سے دفاع کی جنگ بھی لڑی اگرچہ ان اہل اللہ کی قوتیں مختلف میدانوں میں بٹ گئیں پھر بھی حیرت انگیز طور سے کامیاب رہے۔ اس کے برعکس ان محافظین انگریز اور دشمنان اہل حق کے کردار کو دیکھئے کہ انگریز کو ظل اللہ بنا کر نوکریاں کر رہے تھے، وظیفے اور تنخواہیں پا رہے تھے تو ساتھ ہی دینی اقدار

کی جگہ مسیحی افکار و عقائد کو اپنے مریدوں میں پھیلا رہے تھے۔ روہیل کھنڈ کے سقوط کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز رح نے فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالحرب ہے اس کی جزئیات کا بھی ذکر فرمایا غرض یہ تاریخی فتویٰ جس پر ہندوستان بھر کے علماء عمل کرتے رہے اور کسی نے اختلاف نہ کیا، جہاں بدایوں بریلی مارہرہ و علی پور انگریز کے پشتیبان تھے وہیں ان کے باوجود اس فتوے کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہ کر سکے تا آنکہ اپنے اعلیٰحضرت جرأت رندانہ سے آگے بڑھے اور مستانہ وار نعرہ لگایا کہ ہندوستان بفضلہ دارالاسلام ہے۔ دیکھئے احکام شریعت حصہ دوم صـ ۔ حتیٰ کہ شوق نے جہمیز کی اور جذبات عشق و محبت نے جب وارفتہ کر دیا تو ایک اور الٹی زقند لگائی کہ سارے حجابات اٹھا دیئے میرا مطلب ہے اس فتوی کے بعد خوشنودی سرکار کے لئے مستقل ایک رسالہ لکھا جس کا نام ہی بیان داستان سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالسلام۔

غضب خدا کا غالباً اس وجہ سے تو انگریز کے مخالفین کے خلاف فتووں کی توپیں داغتے رہے کیسی مشابہت و ہم آہنگی ہے مرزا غلام احمد قادیانی دجال کے ساتھ۔ اللھم احفظنا من شرورھم۔

باب دوم

توحید کی حقیقت

دین میں توحید کی اہمیت

توحید کیا ہے خدا کو واحد یعنی ایک جاننا ایک ماننا اور دل کی گہرائیوں فکر و شعور کے کامل اذعان کے ساتھ علی وجہ البصیرت ایک یقین کرنا۔ یہ یقین کہ وہ واحد ہے الھکم الٰہ واحد اپنی ذات میں واحد اپنی صفات میں ایسا واحد کہ نہ کوئی ذات میں شریک اور نہ کوئی صفات میں شریک دیکھیم یعنی مذکورہ بالا آیت کا باقی کلمہ پڑھو لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم یعنی خدا کی ذات اور اس کی پاک صفات دونوں سے ماسوا کی نفی کردو انکار کردو ماسوا اللہ کے انکار کا نام یا مطلب توحید ہے دیکھنا یہ ماسوا اللہ کا انکار، شرکت فی الذات والصفات باللہ ہے کسی کے وجود اور مناصب و مراتب کا انکار نہیں فافھم کہنا یہ ہے کہ غیر اللہ کی معبودیت الوہیت رزاقیت کے کفر و انکار کا نام توحید ہے کوئی نبی کوئی ولی کوئی پیر یا مولوی کوئی ملک مقرب یا جن نہ نفع دیں نہ نقصان پہنچانے کی طاقت نہ کوئی زندگانی کا مالک نہ موت کا نہ کوئی عالم الغیب اور نہ کوئی متصرف و مالک گویا یوں نہ ہو کہ عبادت اللہ کی رازق اللہ بھی نافع وضار اللہ بھی، بلکہ یوں کہو کہ عبادت صرف اللہ ہی کی رازق نافع وضار اللہ ہی ہے گویا توحید اللہ ہی کی عبادت کا نام ہے اللہ ہی کی حاکمیت مالکیت رزاقیت کے اعتراف کا نام توحید ہے۔ اسلام اللہ واحد کے

سوا ہر معبود کی نفی کرتا ہے، اور حقیقت توحید ہر طرح کے طور ہر اعتبار کے شرک کی نفی ہے گویا توحید نفی شرک کا نام ہے۔ مطلب یہ کہ خدا کے اقرار کا نام توحید نہیں اس لئے کہ خدا کے منکرین زمانہ قدیم میں بھی نہیں تھے بلکہ اللہ واحد کے منکر تھے۔ گویا خدا کے وجود کا تصور وعقیدہ تو ہر دور میں مسلم رہا ہے۔ مکہ والے جو بنو اسماعیل تھے خدا کے قائل لیکن شرک بھی کرتے تھے، برملا کہتے تھے مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ۔ یعنی ہم ان کی عبادت خدا سمجھ کر نہیں بلکہ خدا کے قرب و رضا کے حصول کے لئے کرتے ہیں،

تو سارا جھگڑا اس میں نہ تھا کہ خدا ہے یا نہیں بلکہ ایک اور اکیلا ہے کا جھگڑا تھا واذا ذکرت ربک فی القرآن وحدہ ولوعلی ادبارھم نفورا، جب آپ قرآن میں اکیلا اپنے رب کا ذکر کرتے تو وہ نفرت کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں۔ انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون جب ان کو کہا جاتا کوئی معبود ہی نہیں سوائے خدا کے تو بڑا گھمنڈ کرتے،

اجعل الالھۃ الٰھا واحدا ان ھٰذا لشیٔ عجاب، اتنے معبودوں کی جگہ ایک معبود بنا دیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے۔ واذا ذُکِرَ اللہُ وَحدَہٗ اِشمَأزّت قلوب الذین لایؤمنون بالاخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون، جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل گھٹ جاتے منقبض اور تنگ ہو جاتے ہیں۔ جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوائے اوروں کا ذکر کیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں گویا جس عقیدہ پر مدار نجات ہے۔ جیسے حضور بازار ذو المجاز میں اعلان فرماتے پھر رہے تھے۔ یا یھا الناس قولوا لا اِلٰہ الا اللہ تفلحوا۔ لوگو لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے، مدارِ نجات کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے جس کے دو جز ہیں۔ منفی اور مثبت۔

ہر دور کے منکروں اور انبیاء میں وجہ نزاع مثبت جز نہیں، بلکہ منفی جز رہا ہے یعنی خدا کو مانتے تھے اور اللہ واحد کے علاوہ دوسروں کے انکار کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔ گویا بڑی تعظیم اور محبت والے تھے۔

لیکن موحد اعظم سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں سنئے۔ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم والذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برآء منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ ۔ بے شک تمہارے لئے ابراہیم اور ان لوگوں میں جو ان کے ساتھ تھے ایک عمدہ نمونہ ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور ان سے جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو بیزار ہیں ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے بغض ظاہر ہو گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔

دین میں توحید کی اہمیت

دین میں توحید کو وہی اہمیت حاصل ہے جو انسانی جسم میں دل کو حاصل ہے اگر دل ٹھیک تو سارا جسم ٹھیک ہے، اگر دل خراب ناکارہ تو سارا جسم برباد یہی راز ہے اس حقیقت میں بھی کہ توحید کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں اور نہ امکان بخشش ہے، ہاں توحید کے ساتھ ہر غلطی معاف ہو سکتی ہے۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون بے شک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرے گا۔ کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ معاف کر دے گا، عدم شرک اور نفی شرک ہی توحید ہے۔

سارے دین کی عمارت تین حقیقتوں پر ہے، توحید رسالت، معاد، تو گویا توحید دین کا ثلث ہے یہی وجہ ہے سورہ توحید و اخلاص کو ثلث القرآن کہا گیا ہے۔ لیکن غور کیجئے تو واضح ہو جائے گا کہ رسالت معاد بھی توحید کے ضمن و تحت میں

آتے ہیں، اس لئے کہ خدا کو شارع اور قانون ساز ماننا بھی تو تقاضائے توحید ہے اور اللہ
اپنے قوانین اپنے رسول کے ذریعہ سے بھیجتا ہے، اس لئے زندگی کے ہر شعبہ میں اطاعت
رسول توحید ہی کا جزء لاینفک ہو جاتا ہے۔ باقی رہا معاد تو وہ بھی کئی پہلوؤں سے
توحید کے تحت میں داخل ہے اس لئے کہ معاد خدا کے صفات کا لازمی اقتضا ہے۔
بلکہ معاد کی ساری روح یا حقیقت توحید ہی تو ہے، دیکھئے اگر کوئی معاد کا قائل ہے
لیکن ساتھ ہی شرکاء و شفعا کو بھی مانتا ہے جو ان کے زعم باطل میں ان کو بخشوا لیں گے
ایسے لوگوں کے لئے معاد کا عقیدہ بے جان ہے، اس لئے کہ وہ خدا کے سامنے
جوابدہی کی ذمہ داری اور اس کے قانون عدل کے ظہور سے ویسے ہی بے نیاز ہو جاتے
ہیں جیسے منکرین معاد، دیکھئے اہل عرب یا یہود و نصاریٰ کی ساری خرابی کی بنیاد
یہی تو تھی کہ معاد کی اہمیت شفاعت اور کفارے کے عقیدے سے باطل کر دی۔
آگے ہم بتائیں گے کہ یہی حال بدعتی گروہ فرقہ رضاخانیہ کا ہے۔

قرآن میں جابجا توحید و معاد کا ذکر ساتھ ساتھ ہوتا ہے چونکہ تصور توحید
میں ذرا سا خلل بھی معاد کی ساری حقیقت کو ہوا کر دے تو معلوم ہوا کہ دین کی ساری
روشنی آنکھ کی پتلی کی طرح توحید سے ہے اس کے بغیر نہ کوئی عقیدہ مؤثر اور نہ کوئی
عمل ثمر آور یہیں سے دین کا پہلا قدم اٹھتا اور یہیں پر ختم ہوتا ہے، جتنے انبیاء
دنیا میں تشریف لائے۔ ان سب نے اپنی دعوت کا آغاز توحید سے کیا اور اسی
نقطے پر ایسے جمے کہ کسی حال میں بھی بال برابر اس سے سرکنا گوارا نہ کیا، لالچ کے
پھندے اور مخالفتوں کے دل بادل سے بے نیاز رہے، سارے دنیاوی رشتے
تک قربان کر دیئے جملہ انبیاء کی سرگزشت ہجرت دیکھو اسی ایک مسئلہ توحید کے لئے
ساری حرمتیں اٹھ گئیں اپنوں کے ہاتھوں اپنوں کی گردن کٹنی کس بناء پر ضروری
قرار پائیں، خون کی ہولی کھیل کر مجاہدین و غازی کا خطاب کس بناء پر ملا یہی توحید ہی

تو ہے۔ تو معلوم ہوا کہ توحید سب سے بڑے حق یعنی خدا کے حق کا اقرار ہے یہی عدل و قسط کی بنیاد ہے جو اس حق کو نہیں پہچانتا وہ کسی کے حق کو پہچان ہی نہیں سکتا۔

پس انبیائے کرام کی سیرتوں کو دعوتِ توحید کے معاملہ میں دیکھو تو تمہیں کہیں کوئی مُداھنت نظر نہ آئے گی۔ بلکہ توحید ہی کو تمام حقوق کی بنیاد قرار دیا پھر اس حق کے لئے نہ باپ کو معاف کیا نہ بھائی کو نہ بیوی کو نہ بچوں کو جو بھی اس حق کی ادائیگی میں حائل ہوا اسے پتھر سمجھ کر راہ سے ہٹا دیا۔ بقول محمد علی جوہر

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے تھا

پس انبیاء کرام کی ساری جدوجہد محنت کا محور و مقصود توحید ہے اور اس کا قیام ہے۔ وہ دنیا میں اسی لئے آتے ہیں کہ خدا کے بندوں کو دوسروں کی بندگی سے چھڑا کر خالص خدا کا بندہ بنا دیں۔ وہ سب کے سب اسی ایک کو خالق مانیں اسی ایک کو بادشاہ اسی ایک کی طاعت و بندگی اور اسی ایک پہ اعتماد و توکل کریں۔ فریاد اسی سے، مدد صرف اسی کی ندا و پکار اس کے لئے خاص۔ راحت و نعمت آئے تو اس کا شکر۔ رنج و مصیبت آئے تو اسی سے استغاثہ کریں۔ طمع ہو یا خوف امید ہو یا بیم ہر حال میں سب کی نظریں صرف اور صرف اسی کی طرف لگی ہوئی ہوں گویا اپنے تئیں من کل الوجوہ اس کے سپرد کر دیں۔ پھر اس کو اس کی ذات میں اور اس کی صفات میں اس کے حقوق میں اس کی یکتائی کو تسلیم کریں۔ اور کسی پہلو سے ان چیزوں میں سے یعنی مخلوقات میں سے کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیرائیں صرف اتنا ہی نہیں کہ شریک نہ ٹھیرائیں بلکہ کفر و انکارِ شرک بھی لازمۂ توحید ہے۔

کہ کوئی فرشتہ کوئی جن کوئی انسان پھر انسانوں میں کوئی صالح ولی کوئی شہید کوئی صدیق حتیٰ کہ کوئی نبی بھی نہ تو اس کی ذات میں شریک اور نہ صفات میں سب

اس کے بندے ہیں اور وہ کائنات کا تنہا مدبر و منتظم اور جملہ اختیارات صرف اسی کے دستِ تصرف میں ہیں اور جملہ کائنات کا تنہا وہی عالم ہے اور کوئی نہیں یہ ہے خدا کی توحید کا وہ سادہ وصاف ستھرا تصور جو انبیائے سے ہمیں ملا اور جس پر فوز و فلاح دارین کی مدار ہے اس کے برعکس دین رضاخانی کو دیکھئے کہ کس طرح توحید کے تصور کو دلوں سے کھرچ کھرچ غیر اللہ کے نقش جمائے ہیں۔

(رضاخانی توحید کی اساس خدا کی توہین پر۔)

خدا کی توہین

کس کے آگے ہاتھ پھیلائیں گدا
چھوڑ کر در آپ کا احمد رضا ص۲۰

گر مصیبت میں کوئی چاہے آقا مدد
دفع فرما دیں بلا حضرتِ اعلیٰ رضا

مانگ لے اب جو مانگنا ہے محب
دینے والا ہے اعلیٰ ہمارا رضا ص۲۷

دین و دنیا میں میرے بس آپ ہیں
میں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا ص۲۷

کون دیتا ہے مجھے کس نے دیا
جو دیا تم نے دیا احمد رضا

دونو عالم میں ہے تیرا آسرا
ہاں مدد فرما شہا احمد رضا

ماخوذ از مدائح اعلیٰ حضرت ص۹

مسلمانو! غور کرو یہ ہیں احمد رضا جن کی شان دیکھی۔ خدارا بتاؤ یہ دین مصطفیٰ کی تعلیم کا احیا ہے یا اس کی بربادی یہ دین احمد رضا کی ترویج یہ مدائح اعلیٰ حضرت کی ایک جھلک ہے ورنہ مشرکانہ تعلیم سے پوری کتاب بھری پڑی ہے کیوں نہ ہو جب خود ہی اعلیٰ حضرت نے زندگی بھر ایسی تعلیم دی کہ دین حق سے متوازی رضاخانی دین اختراع کر کے رکھ دیا ہے۔ غضب خدا کا کوئی انصاف سے بتائے کہ یہ کیسے مسلمان ہیں جو اس طرح کے صریح کفر کو مدائح لکھ کر شائع کرتے ہیں۔ بھلا اس سے بڑھ کر تعلیمات محمدی کی تغلیط اور خدا کی توہین کیا ہو سکتی ہے۔ اور کس بدبخت نے ایسی عبارت کی ہو گی احمد رضا خاں نہ ہوا گویا خدا ہو گیا والعیاذ باللہ۔ پھر یار لوگ بھی عجیب ہیں۔ خدا کو منوں مٹی میں دھنسا دیا۔ کیسا بودا خدا ہے جو مر کر منوں مٹی میں دبکا پڑا ہے کہ اب تک کسی نے باہر نکلا نہیں دیکھا۔ اور دیکھئے

حشر میں ہو جب قیامت کی تپش

اپنے دامن میں چھپا احمد رضا

اب پتہ نہیں خدا ہے یا نبی جو سارے رضاخانیوں کو اپنے دامن میں چھپائے پھر رہے ہوں گے۔

تعلیمات محمدی میں تو یہ ملتا ہے کہ جب کوئی سایہ نہیں ہو گا تو مخصوص اعمال والوں کے لئے عرش الٰہی کا سایہ ہو گا۔

اب جس کا جو جی چاہے مانے

ہم کیا کر سکتے ہیں

ہم گنہگاروں کے لئے تو تعلیمات محمد بس ہے۔

☆ ☆ ☆

خدا حاضر و ناظر نہیں

خدا کی توہین ملاحظہ ہو حقیقی سلسلۂ اسلام ر ۲ ص ۳۹ فرماتے ہیں
اللہ عز وجل کے لئے لفظ حاضر و ناظر خاص نہیں۔
تو حضور والا پھر کس کے لئے خاص ہے اگر عام ہے تو کس کس کے لئے قرآن و
حدیث کی روشنی میں کچھ تو بتایئے کس کس کو اس منصب خدائی پر جائز کرنے کا ارادہ ہے
کیا اندھیر ہے دعوئ دینداری پر ایسا اصرار کہ اہل دین کو کافر کہیں۔ اور اپنا عالم یہ ہے
کہ قرآن کے ہر حکم کو باطل قرار دیں گے تو پھر ایسے لوگوں کو ہم کیا کہیں۔
قرآن کہتا ہے۔
وھو معکم اینما کنتم۔ وہ خدا تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔
اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ جس طرف تم منہ کرو وہاں متوجہ ہے اللہ۔
اینما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا۔ جہاں کہیں تم ہوگے کر لائے گا تم کو اللہ اکٹھا۔
کیا یہ اور اس قبیل کی متعدد آیات قرآنی خدا کے لئے ہیں۔ یقیناً خدا کے لئے ہیں۔
اور اتنا ہی مفہوم ہے حاضر و ناظر کا کہ خدا ہر جگہ ہے اور دیکھتا ہے اور دوسرا کوئی ایسا نہیں
تو پھر اس خصوصیت الہیہ کا انکار کر کے آخر کس کے لئے جگہ بنانے کا ارادہ ہے۔
الرقیب (نگہبان) کیا اللہ کا اسم صفاتی نہیں اگر اللہ حاضر و ناظر نہیں تو پھر نگہبان
و نگران کون ہے عجب اسلام ہے اللہ بچائے۔ اور سنئے اور داد دیجئے عبارت دنیا کی
کی کہ یاروں نے نبی کی آڑ میں توحید کے عقیدہ کو مسخ اور حاکمیت خدا کو کیسے کیسے چیلنج
دیئے ہیں۔ حیران ہیں کہ کیوں نہ آسمان سے پتھر برسے، یہ کہنا کہ وہ اپنے رب کے کسی
کے محکوم نہیں بظاہر رسول اللہ کی تعریف کرتے ہیں بھلا رسول اللہ کی عظمت تمہارے
ان کافرانہ تصورات سے بڑھے گی۔ کیا آپ کی عظمت و برگزیدگی کیلئے یہ کافی نہیں کہ اللہ نے

آپ کو اپنا اولوالعزم نبی بنایا دنیا اور آخرت میں ورفعنا لک ذکرک کا مژدہ سنایا۔ اللہ بڑا غیرت والا ہے وہ شرکت کو ایسے گوارہ نہیں کرتا جیسے کوئی باغیرت آدمی اپنی بیوی میں کسی قسم کی شرکت کا روادار نہیں۔ بات دور چلی گئی ہے یہ اللہ کا اعلان ہے اور دین رضاخانی کی ژاژخائی اور ہرزہ سرائی کا تقابل دیکھئے۔

فرمان خدا ہے

لَہُ الخلق وَالامرُ	مخلوق اسی اللہ کی ہے اور حکم بھی صرف اسی کا
للہ ما فی السموات وما فی الارض	اللہ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
لہ ما فی السموات وما فی الارض	اسی کیلئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔
قل اللّٰھم مالک الملک تؤتی	کہئے اے اللہ تو ہی مالک و مختار ہے ملک کا۔
الملک من تشاء وتنزع الملک	جسے تو چاہے دے دے جس سے چاہے چھین لے۔
ممن تشاء وتعز من وتذل	جسکو تو چاہے عزت دے جسے تو چاہے ذلیل کرے
من تشاء بیدک الخیر	اے اللہ تیرے ہاتھ میں اور اختیار میں ہیں۔
انک علی کل شیءٍ قدیر	ساری بھلائیاں بے شک تو ہی ہر چیز پہ قادر ہے

اس کے مقابل حنفی سلسلہ اسلام کا حصہ اول ص ۲۵ ملاحظہ ہو۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں تمام جہاں حضور کے زیر حکومت و تصرف میں ہے جو چاہیں کریں جسے چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لے لیں اور تمام جہان ان کا محکوم وہ اپنے رب کے کسی کے محکوم نہیں۔ احکام شریعت حضور کے قبضہ میں دیئے گئے جس پہ جو چاہیں حرام فرمائیں جس کے لئے جو چاہیں حلال کریں۔ فرض جس پہ سے چاہیں معاف فرمائیں۔ یہ ہے حنفی سلسلہ اسلام حصہ اول ص ۲۵۔

یہ ہے توحید رضاخانی دین کے پرستاروں کی۔ اب بتائیے خدا کے پاس کیا رکھا ہے غالباً اسی بنا پہ رضاخانی دین کے پرستاروں نے صاف صاف کہہ دیا۔

خدا کے پلے بجز وحدت کے رکھا کیا ہے ۔ جو لینا ہے ہم لے لیں گے مصطفےٰ سے ۔

غرض عبارات مذکورہ کا حاصل دیکھئے اللہ سے جو چھین کر آپ کو یعنی حضور کو جو ملا وہ یہ ہے حکومت آپ کی ، تصرف آپ کا ۔ ملک آپ کا فرض آپ عائد کریں ۔ اور ساقط بھی آپ کریں حرام وحلال بھی آپ کریں ۔ تعجب ہے کہ یہ اطلاعیں یا وحی ان پر کہاں سے آگئیں ۔ یا یہ ہے کہ جو کچھ یہ بندگان نفس لکھ دیں وہی دین بن جائے غرض حکومت ملک تصرف لینا دینا ان امور پر ہم پہلے بات کر چکے ہیں حلت وحرمت کا مسئلہ بھی واضح ہے ایسا لگتا ہے یاروں نے کبھی قرآن دیکھا ہی نہیں انہیں کیا معلوم کہ نبی وحی کا پابند ہے حلت وحرمت اللہ نے اپنے اختیار میں رکھی کیا ان کور چشم اخفشوں نے سورہ تحریم نہیں پڑھی یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ اے نبی آپ نے اللہ کی حلال کردہ کو کیوں حرام کیا ۔ دوسری جگہ بے نیاز رب نے ارشاد فرمایا ۔

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین وانہ لتذکرۃ للمتقین ۔	اور اگر (یہ نبی) ایک بات بھی بنا لاتا ہم پر تو ہم پکڑ لیتے اس کا داہنا ہاتھ پھر کاٹ ڈالتے اس کی گردن پھر تم میں کوئی ایسا نہیں جو اس سے بچا لے اور یہ (تنبیہ) نصیحت ہے ۔ ڈرنے والوں کے لئے ۔

ڈرو اس دن سے جب بے نیاز قہار کی بارگاہ میں پیشی ہوگی خدا کے دین کے خلاف کیسی کیسی جسارتیں کر گئے کہ اپنے پیش رو یہودیوں کو مات دے گئے ۔ حیران ہوں کہ اکابر محافظین دین علماء حق نے ان کی جسارتوں سے کیوں بے نیازی اختیار کی ہوئی ہے ۔ کیا یہ فتنہ اور اس کی خطرناکی قادیانی دجال سے کم ہے اور دیکھئے یہی حنفی سلسلہ اسلام ۲ ص ۲۴ ملاحظہ کیجئے ۔

اس پل پر سب سے پہلے مالک محشر حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف لائیں گے الخ۔

مالک محشر کون ہے اس کا بیان قرآن کی پہلی سورت میں کر دیا گیا جس کو دن میں ہر نماز کی ہر رکعت میں کتنی بار پڑھا جاتا ہے کہ اللہ رحمٰن رحیم جو مالک ہے روزِ جزا کا یہی روزِ جزا یوم محشر ہے۔

لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار (کس کی بادشاہی ہے آج کے دن اکیلے اللہ کے لئے جو قہار ہے۔

کہیں یہ لوگ منکرِ قرآن تو نہیں یہ دیکھنا اور فیصلہ کرنا تو اکابرین علماء ربانیین کا کام ہے ہم تو مشورے کے اہل یا مجاز بھی نہیں ہیں۔ یقیناً ان حضرات خاصانِ خدا علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا احساس ہم سے کہیں زیادہ اور نظر وسیع ہے۔

علم ماکان وما یکون

حضور کو ذرہ ذرہ کا علم ہے دلوں کے خطروں سے آگاہ ہیں، ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں شرح استمداد ص۵

خان بریلوی کی بھی سنئیے فرماتے ہیں اور کیا ہی خوب کہتے ہیں آپ کے علوم بے حد و بے حساب ہیں آپ کو روزِ اول سے آخر تک جمیع ماکان وما یکون کا علم ہے حسام الحرمین ص۲۲ وتمہید الایمان ص۲۴۔

اللہ مجھے معاف کرے خیال گزرتا ہے کہ یہ فرقہ حضورؐ پر کہیں سلسلۂ وحی کا منکر تو نہیں اس لئے کہ جو عالم ماکان وما یکون ہے تو پھر وحی کی ضرورت کیا رہی اور اگر آپ پر نزولِ وحی کے قائل ہیں تو پھر عالم ماکان وما یکون کہاں رہے۔ کیا اندھیر ہے کہ ایک ایک جملہ کیسے کیسے فتنے جگاتا ہے کہ خصوصیات الوہیت کا انکار سلسلۂ وحی کا انکار اور

کھلا ہوا ارتکابِ شرک گویا تہیہ ہے کہ قرآن کے ہر حکمِ ناطق کا انکار بہ بانگِ دہل کریں گے غالباً اس حصار کو محبت رسول کے لئے نہیں توڑا گیا بلکہ عام کر کے خود دعویدار بننا تھا اس لئے کہ جب یہ بات ذہنوں میں بٹھا دیں گے کہ آپ عالم الغیب تھے تو پھر آگے کے مراحل آسان ہو جائیں گے کہ عقل کے اندھو دیکھو قرآن میں ہے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۔ کہ وہ نبی غیب پہ بخیل نہیں جب بخیل نہیں تو سب کچھ بیٹھے بتا رہے ہیں اور اپنے خواص کو یعنی ہم کو وہی دیتے ہیں اور ہم لے کر تمہیں بھی بتا سکتے ہیں۔ چنانچہ دیکھئے کہتے ہیں۔

اولیاء بھی عالم الغیب ہیں۔

اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں اللہ تعالیٰ نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہے جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر سکتے ہیں غیب کی بات معلوم کر لینا ان کے اختیار و قابو میں ہے۔ دیکھو الامن والعلی ص ۲۰۵

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔ کوئی دلیل پوچھے تو ممکن ہے وہ آیات جن میں علم غیب اللہ نے اپنے لئے خاص بتایا ہے وہی پڑھ کر کہہ دیں دیکھا یہ اللہ کے لئے ثابت ہے کہ نہیں ٹھیک ہے بس یہی تو ثابت کرنا چاہتے تھے کہ جب اللہ کے لئے علم غیب ثابت ہے تو اور کیا ثبوت چاہتے ہو اس لئے کہ نبیوں اور ولیوں نے زور کر کے اس کے گھر کا تو سارا اثاثہ ہتھیا لیا ہے یا اس نے خود ہی دے دیا ہے۔ مثلاً

انما الغیب للہ و قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ و قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب اور وعندہٗ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو اور	بلاشبہ غیب کا علم اللہ کیلئے خاص ہے کہئے نہیں جانتا غیب کو کوئی بھی جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں سوائے خدا اور کہئے۔ میں نہیں کہتا تمہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانوں اور غیب کی کنجیاں اسی (اللہ) کے

لہ مقالید السموٰات والارض | پاس ہیں سوائے اس خدا کے کوئی جانتا ہی نہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں۔ یعنی اختیارات تصرف کے لائق صرف وہی ہے

بندے محمدؐ کے

ہم سب رسول کے بندے ہیں۔ خود خدا حکم دیتا ہے کہ اے محمدؐ آپ سب کو اپنا بندہ کہو۔ (اجتہاد کا نمونہ) یعنی بزرگوں کا بندہ کہنا کہلانا اور نام رکھنا جائز ہے رکشف ضلال دیوبند یعنی شرح استمداد صـ۵۵

کتنی بڑی جسارت ہے انکار قرآن کی اور کتنا بڑا بہتان ہے خدا اور رسول خدا پر ایمان کی کیسی بربادی اور محرومی ہے۔ پھر دیکھئے کس جابکدستی سے معاملہ انبیاء سے اولیاءؒ کی طرف منتقل کر دیا ہے اللہ بچائے۔

اب دیکھئے منصب نبوت کے لئے ایک عظیم شرط اللہ کی طرف سے رسولوں کے لئے جس کا خود اللہ نے ذکر فرمایا ہے۔

ماکان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین۔

کسی ایسے انسان کے لئے یہ اختیار ہی نہیں جس کو اللہ کتب حکمت اور نبوت دے پھر وہ لوگوں کو کہے اللہ کے علاوہ میرے بندے ہو جاؤ۔ بلکہ (وہ تو یہ کہتے ہیں) کہ اللہ والے بن جاؤ۔

مسلمانو! کیسا اندھیر ہے اور ظلم عظیم ہے یہ کہ فرماتے ہیں اور بڑی خیرہ چشمی اور ڈھٹائی سے فرماتے ہیں۔ کہ خدا بھی حضور علیہ السلام کی اطاعت کرتا ہے۔ شرح استمداد صـ۵۲

والعیاذ باللہ یہ محبت نہیں بلکہ صریح خدا و مذہب کی دشمنی ہے اور عظیم توہین۔ اللہ بچائے

شیاطین کے شر سے۔

قرآن کی توہین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری خدائی طاقت دی گئی ہے۔ جب ہی تو خدا کی طرح مختارِ کل ہیں اور خدا کے نائبِ کل۔ شرح استمداد صہ ۵۱۔ ممکن ہے کسی نے یہ کہہ دیا ہو کہ حضرت یہ کیا غضب فرماتے ہیں کہ یہ جملہ عقیدے تو بظاہر قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید حضرت کو بھی خیال آہی گیا ہوگا جس سے متاثر ہوئے ہونگے جوش کھا کر ایک نیاز رین اصول سپردِ قلم فرما دیا تاکہ آنے والوں کے لئے سند اور قرآن و حدیث کی بات کرنے والوں کے بولتی بند رہے۔ قربان جائیے ذرا سنو تو۔ کیا ہی عجیب دلیل الہامی تو کیا وحی توڑ دلیل لائے سنئے تو۔ قرآن و حدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول کو سند پکڑنا جائز ہے۔ کشف صلاح دیو بند صہ ۶۴

گل تمک گئی

بتلائیے قرآن و حدیث کے خلاف جو بات کرے گا وہ بے ایمان تو شیطان ہی ہوگا بزرگ کیسے ہو سکتے ہیں۔ کہ اس کے قول کو آپ سند پکڑنے چلے ہیں سچ کہا ہے۔ کہ رب رُسے مت کھسے سچ ہے مشرک کی عقل بھی شرک کی نحوست سے برباد ہو جاتی ہے قرآن نے کیسا عجیب نقشہ کھینچا ہے پڑھئے اور غور کیجئے۔

ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تھوی بہ الریح فی مکان سحیق

جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا گویا آسمان سے گرا پس پرندوں نے اُچک لیا یا جیسے ہوا دور دراز جگہ کی طرف پھینک دے

رضاخانی دین کا کچہ چٹھا یا قرطاس ابیض

گستاخیاں اور شرارتیں

سلسلہ دین میں اس فرقہ کے جس سرغنے نے بھی کچھ کہا تو خدا کے غضب ہی کو دعوت دی کبھی خیر تو بول ہی نہیں سکتے ان کی شرارتوں سے تو کچھ بھی محفوظ نہیں ۔ توہین خالق کائنات یہ کریں دین و قرآن ان سے محفوظ نہیں انبیاء کرام کی ردائے تقدس پہ یہ دست درازی کریں کیا یہی توشۂ آخرت سمجھ لیا ہے یا سرے سے آخرت پر ایمان ہی نہیں اللہ بہتر جانے ۔ لیکن ان کا چہرہ انہیں کے آئینہ سے دکھلائے دیتے ہیں ۔ فیصلہ قارئین خود ہی کرتے رہیں کہ یہ کیا بلا ہیں ۔

(توہین انبیاء)

حنفی سلسلۂ اسلام ۲ ص ۴۳ مصنف مولوی محمد احمد ابن مولوی دیدار علی امام مسجد وزیر خان لاہور کہتے ہیں ۔ پہلے پچھلے سب نبیوں سے افضل اُمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی ہیں ص ۴۳

کیا یہ منصب انبیاء کی کھلی توہین نہیں جن کی ذوات قدسی مدار ایمان ہیں ۔ جس سلسلۂ عالیہ کی کسی ایک ہستی کا انکار جہنم کا کندہ بنادے جن کی عظمت و برتری منصوص ہو اور جس سلسلۂ عالیہ میں اولوالعزم انبیاء بھی آجاتے ہیں ابو الانبیاء سیدنا خلیل جن کی ملت کی پیروی کا رسول عربی کو حکم دیا گیا واتبع ملت ابراہیم حنیفا ۔ حضرت سیدنا موسےٰ سیدنا عیسےٰ روح اللہ کوئی بھی نہ بچا آخر وہ کون سا صاحب قبر ولی ہے جن کو آپ افضل بنانے پر تُلے بیٹھے ہیں اس سے بڑی توہین انبیاء کی اور کیا ہوگی یہ معارضۂ اسلام کی جرأت نہیں تو اور کیا ہے اور کہتے دوسروں کو ہیں انبیاء کی توہین کرنے والا ۔ والعیاذ باللہ

یہ کیسی ظالمانہ جسارت ہے کہ انبیاء پر اولیاء کو بڑھانا اور وہ بھی دعوائے محبت کی

آڑ میں ۔ عجب تضاد ہے عظمت و تنقیص کے کیسے کیسے روپ بہروپ ۔

میاں ڈرو خدا کے غضب سے کہ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے ۔ خیر یہ تو تنقیص رسالت بھی اپنے خان بابا یعنی اعلیٰ حضرت اپنے ملفوظات میں بہت اونچی پر بات کرتے ہیں اور وار بھی کیا غضب کا کرتے ہیں ۔ یقین نہ آئے تو ہم بتلاتے ہیں داد دیجئے کیسے اللہ کی توحید کے بخئے ادھیڑ کر رکھ دیئے ہیں ۔ فرماتے ہیں ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کا خداوند کہہ سکتے ہیں ۔ ملفوظات حصہ اول ص ۱۲۷

چلو اللہ میاں کو تو چھٹی کرادی لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ صرف عرب کے لئے کیوں آخر عجم کدھر جائے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ عجم پر حضرت اعلیٰ کے ساتھ سمجھوتہ ہو گیا ہوگا لیکن مصیبت یہ کہ اپنے اعلیٰ حضرت معاہدے کی پابندی کہاں کریں گے انہوں نے تو ایک ہی دھکے سے حشر تک سایہ دیکھ لیا ہے کیا خبر پورا قبضہ زور و جبر سے کرادیں تو کیا بعید ہے جیسے عموماً دیوبندیوں کی مساجد پر قبضہ کی ریہرسل تو آئے دن ہوتی ہی رہتی ہے ۔

حاضر و ناظر

پہلے کہیں اگرچہ یہ مسئلہ کسی اور انداز سے پیش کیا جا چکا ہے لیکن حضرت کی شگفتہ مزاجی کے کچھ نئے شگوفے سنئے امید ہے بار خاطر نہ ہوں گے ۔ واقعہ یہ ہے قارئین مانیں یا نہ مانیں ہم تو یہی کہیں گے کہ حاضر و ناظر کا مسئلہ بھی چٹکیوں میں حل کر دیا ہے یہ الگ بات ہے کہ کوئی سرپھرا وہابی یہ کہہ دے کہ صاحب کون سی دلیل ہے تو جواب یہ ہے دلیل ولیل کس چڑیا کا نام ہے ۔ حضرت کی زبان سب سے بڑی دلیل ہے جو کہہ دیا وہی سند اس سے بڑی دلیل اور کیا چاہیئے دل کے اندھے قرآن و حدیث لے بیٹھتے ہیں ۔ خیر دیکھئے

حضرت کے ملفوظات حصہ اول ص ۱۲۷ ۔ اور سر پیٹ لیجئے ۔

سائل کے جواب میں

سوال :۔ حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں ۔ حضور نے جواب دیا ۔

جواب :۔ اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں ۔ ملفوظات حصہ اول ص ۱۲۷

اندازہ کیجئے پیٹ کی انتہا کا ان بندگان پیٹ کے سامنے مسئلہ کوئی بھی کیوں نہ ہو بات پیٹ کی کریں گے ۔ بھلا دیکھئے سائل حاضر ناظر کے چکر میں ہے تو حضرت پیٹ کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں کیا ذوق ہے (موجود ہو سکتے ہیں) کے سوال سے حضرت کا ذہن موجودگی کی غرض کی طرف منتقل ہو گیا اس انتقال ذہنی کے بعد راہ ایک ہی تھی ۔ کہ بزرگ ہر جگہ اور کس غرض سے کہیں جائیں گے ، نہ خدا کی پرواہ نہ مخلوق کا غم ان کا اپنا پیٹ تھا جہنم جو دھک رہا ہے اس سے اور کون سا بڑا مقصد ہے ہر جگہ پہنچنے کا ۔ ویسے یہ بھی خیال آیا ہو گا کہ دعوتیں اڑانے کے علاوہ یہ مخلوق اور ہے بھی کس مصرف کی چنانچہ کہہ دیا کہ دس ہزار دعوتیں بھی قبول کر سکتے ہیں اللہ بچائے ہم اس چکر میں تو پڑتے ہی نہیں کہ آیا عقلاً یا نقلاً یہ ممکن بھی ہے یا نہیں ، بلکہ اس مہنگائی کے زمانہ میں جبکہ بے برکتی اور اشیاء خورد و نوش کی قلت کی شکایت بھی عام ہے اور ان کے ایک ایک دلیر زاد بزرگ کا یہ حال کہ دس ہزار کا کھانا ایک وقت میں چٹ کر جائے ، تو حکومت کو پریشان ہونے کی بجائے کیوں نہ ان مفت خور دعوتوں کے دشمنوں کا کوئی بندوبست کرے وگرنہ تو بس اللہ بچائے اب اس دعوت کی اہمیت کو پیش نظر رکھ کر حضرت کی بسیار خوری کی علت والی وصیت دیکھئے کہ موت کے فرشتے سامنے ہیں تو پھر بھی پیٹ کا جہنم سامنے ہے بجائے توبہ تلا کرنے کے فاتحہ کی تفصیل میں

پڑ گئے کہ روح نکل بھاگی۔ خیر صاحب گستاخی معاف مرنا سب کو ہے، اللہ عزت اور ایمان کی موت دے آمین اسی ملفوظ کا اگلا حصہ دیکھئے۔ سائل کا جواب تو وہیں دعوت اسی میں حل ہو گیا تھا۔ لیکن ملفوظ شریف آگے بھی چلتا ہے۔ معلوم نہیں کہ کسی کے سوال کی بنا پر یا خود حضرت کو خیال آگیا ہوگا کہ ممکن ہے کوئی وہابی بولے کہ صاحب کوئی دلیل تو دی نہیں اس لئے حضرت نے دلیل سے کام لیا اب ایک تو خود حضرت کا فرمایا ہوا دوسرا بھاری بھرکم نام اب کس کافر کو مجالِ انکار۔

فرماتے ہیں۔ سبع سنابل میں ہے جب سیدی حضرت فتح محمد پر اعتراض کیا گیا تو آپ نے جواب دیا جب کرشن کنہیا اس جگہ موجود ہو سکتے ہیں تو فتح محمد کیوں نہیں ہو سکتے الخ ملفوظات ص ۱۲۷

چلو یک نہ شد دو شد

اب پوچھیں گے کہ سبع سنابل کون سا پارہ ہے تو ایسوں کے لئے تو یہی جواب ہے کہ بزرگوں کے قول کے آگے جب قرآن و حدیث حجت نہیں رہتے تو پھر ایسی گستاخی کیسے برداشت ہو ایسے سڑیل سوال تو کوئی وہابی ہی کرنے والا ہوگا۔

ملفوظات میں اہل نظر کی نظر بازیوں کی کرشمہ سازیاں دیکھئے کہ مدینہ والے تو کعبے کے آگے جھکتے تھے۔ لیکن ؎

اہلِ نظر نے غور سے دیکھا تو یہ کھلا کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ آخر اس قسم کے معمول سے دین کی یہ اہل نظر کون سی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

خدا کی توہین

کتنا گستاخ ہے وہ انسان بلکہ ننگ انسانیت جو اپنے خالق و مالک حقیقی کی عظمتوں کو حقیر مخلوق کی فرضی اور وضعی قسم کی خرافات کی آڑ لے کر اس طرح کلوخ اندازی کرے جس کی عظمتیں منوانے کے لئے ہزار ہا انبیاء کرام آئے، خود رحمۃ للعلمین نے جس کے لئے مکے کے اپنے بھائیوں عزیزوں کے گلے کاٹنے کا حکم دیا گیا وہ لوگ خدا کے منکر تھے جبکہ آج کے ان مدعیان اسلام سے زیادہ خدا کو مانتے تھے، لیکن اکیلا اور واحد ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہتے تھے۔ اجعل الالھۃ الٰہا واحدا ان ھذا شیئ عجاب۔ یہ تو بڑی تعجب کی بات کہ اتنے بہت سے خداؤں کی جگہ ایک خدا بنا دیا۔ آج کا مشرک اس حد تک تو مکہ والوں کا ہمنوا ہے لیکن گستاخی میں یہ بازی لے گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ اوروں کو مان کر اللہ رب کی توہین ہرگز نہ کرتے تھے۔

اب سنئے ملفوظات رضا خان حصہ اول صـ ۱۱۷

ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر مثل زمین کی چلنے لگے بعد کو ایک اور شخص آیا اُسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اُس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ اُس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی مثل چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھے یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا۔ فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید۔ جب کہا یا جنید یا جنید دریا پار ہوا۔ ملفوظات حصہ اول صـ ۱۱۷

غور کیجئے کیسے کیسے کفریات بکے ہیں، کوئی ہمیں مطعون نہ کرے اس لئے کہ جو

خدا کی توہین پر بہ نسٹر مایا جس نے خدا سے حیا نہ کی اس کی کوئی مردود عزت کرے گا۔ یقیناً اس کی توہین کی جائے گی۔ اس کی دنیا اور آخرت میں رسوائی ہوگی۔ بہرحال خدا کی عظمت کے آگے سب کی عزت ہیچ ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے۔ خدارا انصاف کی نگاہ سے دیکھئے آخر کون سے دین کی سربلندی کے لئے یہ مخبوثات سنوائے جارہے ہیں فرضی کہانی کے ذریعہ حضرت جنید بغدادیؒ کی زبان سے کفر کہلوایا جارہا ہے۔ یا اللہ کہنے کے فطری اور اصلاحی داعیہ کو شیطانی وسوسہ کہا جارہا ہے۔ پھر صریح کفر کہلوا کے دریا پار کرادیا۔ قرآن تو کافروں کے بارہ میں بتائے کہ جب کشتی سمندر میں طوفان کی زد میں آئے تو یہ خالص خدا کو پکاریں اور یہاں ایک مسلمان سے کفر کہلوایا الزام دھرا بچارے جنید پر۔ آخر حضرت جنید کو کیا حاجت پیش آئی تھی کہ اللہ سے ہٹا کر اپنے نام کی مالا جپوائی پھر یہ تو مجدد مائۃ حاضرہ ہیں تو کیا مجدد کی یہی شان ہوتی ہے ایسے اجتہادی کارنامے ہوتے ہیں مجدد دین کے ان کو کفر و اسلام کے امتیاز کا بھی شعور نہیں ہوتا۔ گر ہمی مکتب ہمی ملا کار طفلاں تمام خواہد شد واللہ العظیم اللہ کی کتاب اور رسولؐ کی احادیث اور صحابہ کرام کا طریقہ موجود اور محفوظ اگر اس کے خلاف صراحۃ العیاذ باللہ ہمارے اکابرین میں بھی کوئی کہتا تو ہم خود ہی اس کی دستار فضیلت کی دھجیاں اڑا دیتے اس لئے کہ خدا کا دین ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ رہا تی جس سے جو بھی علاقہ ہے وہ دین کی حرمت کی وجہ سے ہے۔ جب مجدد وقت اس طرح کی خرافات کو بزرگوں کا کارنامہ بتلائے تو کیوں نہ دوسرے بندگان نفس خدائی کا دعویٰ کرنے لگیں۔ ویسے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے لئے راہ ہموار کرنے کی غرض سے یہ سارا کھڑاگ رچایا ہے۔ تاکہ کل کو خود اعلیٰ حضرت یا ان کے عقیدت مند جو بھی دعویٰ کریں تو سند کے طور پر بتادیں کہ میاں ہمیشہ سے یوں ہی ہوتا آیا ہے۔ تم بزرگوں کی کرامات کے منکر ہو کر وہابی بن گئے بھلا کون شریف ہوگا جو اس وعید شدید کے بعد دم مار سکے اللہ بچائے اس سناتن دھرمی دین سے جس کی بنیاد توحید کے انکار

اور جس کا خمیر شرک کی غلاظت سے گوندھا گیا ہو کہ خدا کی ہر صفت میں اگر دوسروں کو
شریک نہ کر دکھائیں تو گویا کچھ بھی نہ کیا۔ چنانچہ غور کیجئے کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے یہ صرف
خدا ہی جانتا ہے۔ ویعلم ما فی الارحام وہی خدا ہے جانتا ہے رحموں میں کیا ہے۔ لیکن
غضب ہے کہ اعلیٰ حضرت فرمائیں کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے اولیا جانتے ہیں۔ آخر کیوں
چنانچہ آپ کسی شیخ سامری کے والد سے روایت ہے کہ ان کے ایک شیخ تھے جاگیر ان کا خرچ
غیب سے چلتا تھا اور ان کا تصرف نافذ تھا ان کے کام کرامات تھے۔ علی الاتصال انہیں
کشف ہوتا تھا مسلمان کثرت سے ان کی نذر کرتے تھے ایک دن میں ان کے پاس تھا۔
کچھ گائیں اپنے گرالے کے ساتھ گوریں حضرت نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کر کے
فرمایا اس گائے کے پیٹ میں سرخ بچھڑا ہے جس کے ماتھے پر سپیدی ہے حلیہ بیان کیا
فلاں دن فلاں وقت پیدا ہوگا اور ہماری نذر ہوگا۔ فقرا اسے فلاں دن ذبح کریں
گے اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے۔ ایسے ہی آپ نے دوسری گائے کی طرف اشارہ
کیا اور حشر اس کی بچھیا کا بھی وہی کیا جو پہلی کے بچھڑے کا ہوا۔ فتاویٰ افریقہ صـ۹۱
ایک اور بزرگ کا واقعہ بیان کیا کہ بچھڑا لایا گیا نذر کو لیکن حضرت فرمانے لگے کہ یہ بچھڑا
کہتا ہے کہ میں آپ کی نذر نہیں بلکہ شیخ حسینی کا ہوں۔ چنانچہ یہی ہوا۔ فتاویٰ افریقہ
صـ۹۲۔ غرض قرآنی احکام کی نفی کرنی ہے جیسے بھی بن پڑے۔ یہ بزرگوں کی باتیں ہیں یا
چنڈو خانے کے ٹھگوں کی داستان ٹھگ بازی۔ غرض اپنے فتاویٰ یا ملفوظات میں
کثرت سے ایسی خرافات و لغویات خود تراشیدہ یا ائمتہ الکفر کی تراشیدہ کو جگہ دے کر
قرآن و حدیث کے خلاف ذہن تیار کئے ہیں کہ کسی کو قدموں پہ گرا دکھایا کسی سے رحم مادر
کے حالات اگلوائے کسی سے متصرف اور مختار علی الاطلاق کے خدائی دعوے کرائے تو کسی
کو عالم الغیب بنا کر علم غیب لازمۂ ولایت بتایا کسی سے مردے زندہ کرا دیئے۔ غرض
ایک عجیب بازارِ شعبدہ بازی گرم ہے۔ آخر کس لئے۔ خدارا کوئی تو ہمیں بتائے۔ انبیاء

کے ہاتھ پر معجزات کا صدور دلائل نبوت کے لئے کہ ان کی صداقت کی دلیل بنتے تھے نہ کہ انبیا کی خدائی منوانے کے لئے، بلکہ خدا کی توحید منوانے کے لئے۔ اب جبکہ نبی آخر الزمان کی نبوت کا چہار دانگ عالم میں غلغلہ ہے کروڑوں کی تعداد میں توحید کے متوالے اور شمع رسالت کے پروانے موجود ہیں تو آخر کرامتوں کے نام پر شعبدہ بازیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ختمی مرتبت کے بتائے ہوئے تصور وعقیدہ توحید کے شروع کے بعد انسانوں کی خدائی منوانے کے لئے تو نہیں تاکہ شرک کی گرم بازاری رہے۔ دیکھئے اعلیٰ حضرت کے ملفوظات حصہ چہارم ص۱۱ کوئی صاحب ہیں احمد جام جارہے تھے، ہاتھی مرا پڑا تھا۔ لوگ اکٹھے تھے بس فرمایا یہ کیسے مر گیا اتنا کہنا تھا کہ ہاتھی کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ آپ کا لقب زندہ پیل پڑ گیا الخ ص۱۱۔ لقب زندہ پیل پڑ گیا، یعنی زندہ ہاتھی۔ اچھا ہوا کہ اب انسان سے جانور بن گیا چونکہ لوگ جو یہی کہتے تھے تو کوئی جھوٹ تھوڑا ہی بولتے ہوں گے خیر۔

اب غور کیجئے ہاتھی مرا پڑا تھا آپ نے زندہ کر دیا لقب بھی مل گیا۔ اور اس کے بعد آپ چلتے بنے گیا اس ساری شعبدہ بازی کا مطلب صرف اتنا ہی تھا کہ تماشا دکھایا اور چل دیئے۔ حالانکہ جب عقیدہ کا لوہا گرم ہو تو چوٹ لگانی چاہیئے کوئی مسلمان ہوتا تو اس کے بعد کہہ سکتے تھے کہ فلاں عمل دین کی حقانیت تعاون وسربلندی کے لئے اللہ نے ایسا کر دیا۔ لیکن یہاں تو نہ دعوت توحید کا کوئی ذکر ہے اور نہ پیغام نبوی کے ابلاغ کا کوئی داعیہ حالانکہ اسوۂ انبیاء تو یہ ہے کہ جہاں کہیں عقیدت کا ادنیٰ تاثر بھی ملا تو موقع غنیمت جان کر بے تابانہ پکار اٹھے ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَہَّارُ کیا بہت سے رب اچھے ہیں یا ایک ہی طاقت اور غلبہ والا۔

بتایئے ملفوظات میں بیان کردہ کفریات کا انبیاء کرام سے کوئی جوڑ ہے۔ ہرگز نہیں۔ ویسے اپنے اعلیٰ حضرت کے ملفوظات تو عجائبات کا خزینہ ہیں ویسے آگا پیچھا کچھ نہیں جو منہ میں آیا فرما دیا اور یاروں نے اسے فلاح دارین کا کارگر صدری نسخہ سمجھ کر

ہر زجان بنالیا۔ چنانچہ دیکھئے ملفوظات حصہ چہارم ص۴۶ میں ہے اعلیٰ حضرت فرماتے میاں
کہ میرے چھوٹے بھائی چھت پر تلاوت فرما رہے تھے ساتھ ہی چھت پر کہیں بندر بھی کھیل
رہا تھا۔ ٹہلتا ہوا جب قریب سے گزرا تو سامنے آکر سجدہ کیا اور چلا گیا۔ (خیر کوئی ایسی بات
نہیں) پھر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ بندر بھی قیام کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی
کے گھر پر میلاد خوانی کر رہا تھا بندر بھی سنتا تھا سنتا رہا جب ہم نے قیام کیا تو بندر
نے بھی قیام کیا الخ۔ (ملخصاً) ص۴۶۔

یعنی معلوم ہوا کہ قیام ضروری ہے۔ کیوں، دیکھتے نہیں ہو کہ بندر بھی قیام کرتے ہیں
ٹھیک ہے بندر بھی قیام کرتے ہوں گے، تو بندروں کے طریقے کی بندر ہی پیروی کریں گے
ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حین حیات جب آپ تشریف لاتے تو صحابہ کرام کو
قیام کی اجازت نہ دیتے تھے۔ خیر تعجب یہ ہے کہ ہر وقت یہ بندر آتے کہاں سے تھے
کیا گھر میں پالے ہوئے تھے پھر تو بڑا ہی لطیف ذوق تھا یہ ذوق بھی وراثۃً ملا کہ
باپ مرغ اور بٹیر باز تو بیٹے بندر باز اللہ بچائے یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ
مولانا عبدالصمد صاحب بدایونی مقتدری کتاب نذرانہ اہل عرس نامی میں تحریر فرماتے ہیں کہ
مولینا احمد رضا خاں کے والد مولانا نقی علی خاں صاحب امیر کبیر بڑی خوبیوں کے بزرگ
تھے ضلع بدایوں میں ان کی بہت بڑی جائداد تھی بسلسلہ انتظام جائداد بدایوں میں مسلسل
آمد و رفت رہتی تھی مولینا انوار الحق بدایونی عثمانی سے مخلصانہ برادرانہ تعلقات تھے۔
رؤسا بدایوں اکھیڑہ بزرگ وغیرہ کے خصوصی مشاغل مرغ بازی بٹیر بازی وغیرہ سے
دلچسپی لیتے الخ۔ نذرانہ اہل عرس ص۔

دیکھا آپ نے بدایوں کے رؤساء کے خصوصی مشاغل سے باپ دلچسپی لیتے تھے
تو بیٹوں کو بندروں سے خصوصی دلچسپی ہو تو کوئی بعید از قیاس نہیں مشاغل طبائع کی
مناسبت سے ہوتے ہیں، تو شاید ان حضرات کو بندروں سے کوئی مناسبت ہوگی تو یہ

کون سی بری بات ہے مشہور ہے

؎ کند ہم جنس با ہم جنس پرواز   کبوتر با کبوتر باز با باز

خیر تو پھر مزید اعلیٰ حضرت ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے مرزا طاہر بیگ نے بھی ایک ایسے ہی سانپ کا واقعہ بیان کیا کہ سانپ نے میلاد سنا اور قیام کیا بعد میں چلا گیا ملفوظات حصہ چہارم ص۴۷

واہ سبحان اللہ سامعین میلاد کہیں سانپ ہیں تو کہیں بندر یہ ہے اعجاز حضرت کا پھر بھی وہابی نہیں مانتے۔ اور دیکھئے عجیب خدائی قوتوں کا ظہور ہے لیکن کس لیے۔ شاید اس لیے زمین والوں نے کمر ہمت باندھ رکھی ہے کہ آسمانی اعلان و احکام کا زمین والوں نے ڈٹ کر مقابلہ نہ کیا تو جیسے ناک ہی کٹ جائے گی اس لیے تو مقابلہ کی ٹھان رکھی ہے

دیکھئے آسمانوں سے اعلان آیا کہ واللہ علیم بذات الصدور۔ اللہ سینوں کے بھیدوں کو جانتا ہے۔ لیکن ہمارے اعلیٰ حضرت بھی اس میدان مبارزت میں کیسا زوردار پہلوان لے آئے ہیں دیکھئے ملفوظات حصہ چہارم ص۴۸ تا ص۴۹ دو عجیب واقعے کسی جنگلی بزرگ کے سنائے ہیں۔ فرماتے ہیں یہاں ایک بزرگ ابن مسعود اولیا میں سے تھے آپ کے پاس شیر پڑے رہتے تھے۔ کسی غریب کا گزر بسر کے لیے ایک ہی بیل تھا جو بہت ہی دبلا ہو گیا تھا دعا کے لیے بزرگ کے پاس لائے کہ موٹا کر دیں گے۔ حضرت نے شیروں کو حکم دیا وہ چٹ کر گئے۔ مالک کے دل میں خیال آیا کہ اچھا دعا کرانے کے لیے لایا کہ جو تھا وہ بھی ہاتھ سے گیا۔ لیکن حضرت اس وسوسہ پر مطلع ہو گئے چنانچہ ایک بیل موٹا تازہ دے دیا۔ اسے پھر خیال آیا کہ اگر کسی نے پوچھ لیا کہ یہ بیل کس کا ہے تو کیا جواب دوں گا۔ اس پر بھی بزرگ مطلع ہو گئے اور ایک شیر ساتھ کر دیا تاکہ محفوظ رہے

اہل علم کی تحقیر و استخفاف کے لیے بھی ایک واقعہ گھڑ کے اس بزرگ کے سر مڑھ دیا واقعہ یہ ہے کہ دو عالم آپ کے پاس آئے مہمان بنے جب بزرگ نے نماز پڑھائی۔ نماز ہی

میں ان دونوں عالموں کو خیال آیا کہ واہ کیسے بزرگ ہیں کہ جن کی قرأت بھی ٹھیک نہیں۔ تو حضرت بھی نماز ہی میں اس بھید کو بھی جان گئے چنانچہ حضرت نے فٹ سزا بھی دے دی (ملخصاً) دیکھئے ملفوظات حصہ چہارم ص ۴۸ و ص ۴۹۔

اور سنئیے ملفوظات حصہ سوم ص ۳۱ و ص ۳۲ و ص ۳۳۔ ایک بزرگ تھے سید احمد بدوی کبیر ان کی قبر پر مصر میں تین دن تک ایک بہت بڑا میلہ اور مجلس میلاد ہوتی تھی۔ یہ ان کی ولادت کے دن کے موقع پر ہوتا تھا۔

امام عبدالوہاب شعرانی اس مجلس میلاد اور میلہ میں ہر سال بالالتزام شرکت کے لئے جاتے تھے ایک سال اتفاق سے کچھ دیر ہوگئی تو صاحب مزار اپنی مرقد سے پردہ ہٹا ہٹا کر پوچھتے تھے کہ عبدالوہاب ابھی نہیں آئے۔ چنانچہ آپ میلاد کے تیسرے دن آخر میں آئے حاضرین نے کہا کہ آپ تاخیر سے کیوں آئے دو دن سے حضرت پردہ ہٹا ہٹا کر آپ کا پوچھ رہے ہیں۔ آپ نے کہا اچھا تو کیا حضرت کو میری آمد کی خبر ہوئی ہے۔ کہنے لگے واہ حضور فرماتے ہیں کہ کتنی ہی منزل پر سے کوئی میرے پاس آنے کا ارادہ کرے تو پھر میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس کی حفاظت کرتا ہوں۔ اگر اس کا ایک ٹکڑا بھی رسی کا گم جائے تو اللہ میرے سے سوال کرے گا۔ الخ۔ دیکھا آپ نے رسی کا سوال تو ہوگا۔ لیکن ان کفریہ دعاوی کا کوئی غم نہیں۔ پھر جب ساتھ ہوتے ہیں تو پردہ ہٹا ہٹا کر کس لئے پوچھا جا رہا ہے۔ سچ ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔

خیر بقیہ ملفوظ آگے سنئے فرماتے ہیں۔

کوک شاستر

یہی حضرت عبدالوہاب شعرانی دربار سے میلا۔ دیکھنے گئے۔ گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک تاجر کی پری پیکر کنیز پر نظر پڑگئی۔ ایک ہی نظر سے گھائل ہوگئے۔ لیکن شریعت

کے پاس سے دوسری نظر نہ کی۔ مزار پر واپس آئے تو صاحب مزار نے پوچھا کیوں عبدالوہاب وہ کنیز بہت پسند آئی شوض کی ہاں۔ فرمایا اچھا تو وہ کنیز ہم نے تمہیں ہبہ کردی۔

تھوڑی دیر میں تاجر نے وہی کنیز مزار پر آکر ہبہ کردی ادھر مزار سے خادم کو اشارہ ہوا کہ کنیز شعرانی کو دے دو۔ چنانچہ آپ کو دے دی گئی۔ اس کے بعد صاحب مزار نے فرمایا میاں عبدالوہاب اب دیر کیوں فلاں حجرہ شریف میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔ الخ ملخصاً۔

ملفوظات حصہ سوم صـ ۳۱ و صـ ۳۲

اب بتایئے بھلا اس پر کوئی کیا تبصرہ کرے امام شعرانی یا شیخ کبیر تو یقیناً اس طرح کی کفریات سے بری ہیں لیکن پتہ نہیں رضاخانی لوٹے نے ایسی لغویات کو کون سا دین کا شعبہ سمجھ رکھا ہے کہ لگے ہوئے اکابرین سے اصاغرین تک انہیں لغویات کی تبلیغ میں اور جو نہ مانے تو بس پھر تو بتکدہ بریلی میں زلزلہ آجائے اور نہ ماننے والا خالص وہابی قرار پائے۔

ایک اور واقعہ سنئے۔ اگرچہ یہاں تو ایسے تراشیدہ واقعات سے دفتر بھرے پڑے ہیں اس لئے کہ دینِ رضاخانی کی حقیقت بھی تو اتنی ہی۔ خیر سنئیے۔

ملفوظات حصہ دوم صـ ۴۹ میں ہے۔

فرماتے ہیں: سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں۔ آپ کے مرشد سیدی عبدالعزیز دباغ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری بیوی سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیئے۔ عرض کیا حضور وہ تو اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا۔ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا۔ الخ ملفوظات حصہ دوم صـ ۴۹

آخر میں اعلیٰ حضرت اجتہاد فرماتے ہیں داد دیجئے حضرت کی عقل رسا کا۔ غالباً اس لئے

تو رضا خانی ملت نے حضرت کو مجدد مائتہ حاضرہ تسلیم کیا ہے۔

اجتہاد سنئے فرماتے ہیں، معلوم ہوا کہ شیخ کسی وقت اپنے مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے، ملخصاً۔ دیکھا آپ نے خصائص الوہیت کو کس طرح دوسروں یعنی ماسوا اللہ میں جلوہ گر دکھا کر مصر ہیں کہ یہی مانو ورنہ تو وہابی قرار پاؤ۔ کوئی ادب سے پوچھے کہ خان بابا کیا آپ کا دین انہیں لغویات پر مبنی ہے، خدارا کچھ تو خوف کرو دینِ مصطفےٰ کا لحاظ کرو۔

اولیا ازعرش تا تحت الثریٰ دیکھتے ہیں

اعلیٰ حضرت کے ملفوظات حصہ چہارم ص۷۴ تا ص۷۶ سے جستہ جستہ عبارات نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں

دارِ دنیا شہادت ہے اور دارِ آخرت غیب۔

غیب کی کنجیوں کو مفاتیح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو۔

اُسی خدا کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے علاوہ کوئی از خود نہیں جانتا دوسری آیت نقل کی ہے، لہٗ مقالید السموات والارض خدا ہی کے لئے مقالید ہیں آسمان اور زمین کی یہ ترجمہ بھی آپ کا ہے۔ اب سنئے فرماتے ہیں۔

غیب و شہادت کی سب کنجیاں دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ کو کوئی شئے ان کے حکم سے باہر نہیں ص۷۳

آگے ص۷۵ پر فرماتے ہیں۔ اُن کے (یعنی رسول اللہ کے) غلاموں اور اولیاء اللہ کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے پھر کسی نامعلوم صحابی سے کہلواتے ہیں میں نے صبح اس حال میں کی کہ ازعرش تا تحت الثریٰ دیکھتا ہوں جنتیوں کو جنت میں دوزخیوں کو دوزخ میں۔ فرماتے ہیں، ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے، اولیاء کرام فرماتے کوئی پتہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں، ملفوظات اعلیٰ حضرت ص۷۶۔

تیسرا باب

توہین رسولؐ

کسی کلمہ گو اُمتی کے لئے تو یہ تصور ہی لرزہ خیز اور کتنا روح فرسا ہے کہ حبیب کبریا ختمی مرتبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کی توہین جیسے خوفناک اور ایمان سوز جرم کی نسبت ہی اس کی طرف کی جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلمان بڑے سے بڑا جرم کر سکتا ہے لیکن ختمی مرتبت کی توہین سے تو موت کو بھی ترجیح دے گا۔ لیکن بُرا ہوا انگریز مردود کا کہ کتنوں کو اس خبیث اور گھناؤنی حرکتوں قبیح ترین جسارتوں اور بدترین راہوں پر لگا لیا۔ عظمت اور توہین کی حدود تو شریعتِ مطہرہ کی حاکمیت تسلیم کرنے سے متعین ہوتی ہے۔ جس کا ماخذ قرآن و حدیث اور اجماع قرن مشہود بالخیر اور قیاس جس کی نظیر و امثال سابقہ تینوں ماخذوں کی روشنی سے ماخوذ و مستفید ہوں۔ یہ چار اجماعی ماخذ ہیں ان سے بھی اخذِ خیر صرف اصلاح نیت اور تقویٰ کی برکات سے ممکن ہے ورنہ ذہن و قلب کا فساد انسان کو گمراہی اور اباحیت کی قعرِ مذلت میں دھکیل دیتا ہے۔ لیکن اس شخص کی گمراہی و ہلاکت کا ذرا تصور کیجئے۔ جس کو بجائے دین و شریعت کی حاکمیت کے شیطان یہ خبیث راہ دکھلائے کہ محبت میں نئی نئی باتوں اور طریقوں کی ایجاد نہ صرف جائز بلکہ نیکی اور کارِ ثواب ہے۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۱۱۲) یا قرآن و حدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول کو حجت پکڑنا جائز ہے۔ (کشف ضلال دیوبند ص ۶۴) کتنا گھناؤنا ہے یہ عقیدہ اور بربادیٔ دین یا اس کی توقیر کو فنا کرنے کی کیسی ہلاکت آفرین جسارت ہے اور کیسے کیسے فتنوں کے لئے

مجددین ضلالت نے زمین ہموار کرنے کے لئے یہ راہیں اختراع کی ہیں۔ ان دوگمراہیوں پر کسی اور جگہ ہم کلام کر چکے ہیں۔

کہنا یہ ہے کہ انگریز جو بربادیٔ دین کے لئے دریائے فکر میں غلطان تھا اُسے دین میں نقب زنی کے لئے اسلام کے گھرانے سے کئی جعفر اور قاسم جیسے غدار سیاسی میدان میں ملے تو مذھب کی روح کو فنا کرنے کے لئے باہر سے کسی پولس یہودی کو بھیجنے کی ضرورت پیش نہیں آئی بلکہ حسن ابن صباح والی مشہور رسیانی جنت کے ہزارہا شیدائی یہیں سے میسر آگئے۔ کئی بدبخت تہذیب مغرب کی چکاچوند روشنی نے دیدے اس دیوانگی میں دین کی روشنی کے ہی منکر تو کئی خصائص نبوت کے دشمن کھڑے ہوگئے جو انگریز کے خطابات لاتعد ولا تحصیٰ کے سیلاب میں متاع دین وایمان کو غرق کر بیٹھے جیسے سرسید وغیرہ جس پر ہم نے الگ بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ برصغیر میں جس قدر برٹش گورنمنٹ نے آپ سے خوش ہوکر آپ کو خطابات سے نوازا اور کوئی شخصیت آپ کی ہمسری نہیں کرسکتی یعنی آپ سب سے بازی لے گئے ایسے ہی کسی سے دعوائے نبوت کرائے تو ان کو پورا پورا تحفظ دیا۔ معلوم ہوتا ہے اپنے خان بابا سے یہ کرایا کہ بابا آپ بس خصائص نبوت کو ہر شخص کے لئے عام کردو اور جتنا زیادہ ہوسکے اپنی طرف سے بھی خصائص نبوت میں اضافہ کردو خام مواد نہ ملے تو خصائص الوہیت کا خزینہ قرآن وحدیث سے جتنا ملے نبوت کے سر چپکاتے جاؤ تاکہ شرک کی پامال راہوں پر چل کر یہ اُمت خود ہلاک ہوجائے۔ چنانچہ اپنے خان بابا نے پوری قوت اور مہارت سے خدمت انجام دی جو انگریز کا مدعا تھا کہ قرآن وسنت کے ترجمان اہل علم تحفظ دین کے لئے اس فتنہ کا انسداد کریں گے اور یوں تفریق بین المسلمین کی راہ ہموار ہوجائے گی۔ ادھر دین مصطفےٰ کے بجائے شرک اور کفر جو دین مسیحیت یا پرستاران تثلیث کا دین و مذہب ہے برصغیر میں پنپ سکے گا۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں ملت کی وابستگی رسول عربی سے ٹوٹنے گی اس

یہ خصائص نبوت جب اپنے دور کے لوگوں میں بھی عام نظر آئیں گے تو توقیر نبوت کی پھر کس کو پرواہ۔ چنانچہ دیکھئے کہ تدریجی عمل سے خصائص نبوت کی تقسیم کرتے کرتے نوبت انکار تک پہنچا دی ہے۔ اور غضب یہ کہ بڑی خیرہ چشمی سے اپنے آپ کو محبانِ نبی کہتے کہتے نہیں تھکتے۔ خیر

(۱) مسلمانانِ عالم قرن اول سے تا ایں دم ساقیٔ کوثر صرف اور صرف رسول عربی ' جناب محمد رسول اللہ کو مانتے اور خصائص محمدیہ میں سے یقین کرتے چلے آئے ہیں لیکن گستاخان نبوت اور منکرین مقام محمدؐ کی شوخ چشمی اور جسارت دیکھئے کہ اسی خصوصیت محمدیہ پہ حملہ آور ہو کر ایک ہی دھکے سے احمد رضا خانصاحب کو اسی مقام تک پہنچا دیا اور رہے پھر بھی محبان نبی اور اُسی جھوٹے دعوے کی آڑ میں دوسروں کو گلے پھاڑ پھاڑ کر گالیاں دینا اپنا شعار بنا لیا۔ کہ وہابی عظمتِ نبی کے منکر ہیں لہذا کافر ہیں خیر سے اب تو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبے بھی ہو رہے ہیں۔ فرماتے ہیں سے

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے، جام کوثر کا پلا احمد رضا

مسلمان تو اپنے مولا سے یہی دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ اپنی شانِ کریمی کا صدقہ جنت میں اپنے حبیبؐ کے دستِ اقدس سے جام کوثر کا اہل بنا دے اور اس عطا سے محرومی کی تجھ سے پناہ چاہتے ہیں لیکن اُمتِ رضاخان نے رسول عربی کو چھوڑ کر اعلیٰ حضرت کو ساقی کوثر بنا دیا۔

اور دیکھئے دنیا بھر سے وسیلے کے عجیب وغریب مسئلہ پر لڑتے مرنے کو تیار ہیں اور خاص کر رسول اللہ کی ذات اقدس کا وسیلہ پر اپنے رضا خان کے لئے تو یہ پردہ بھی چاک کر کے رکھ دیا اور وضاحت کر دی کہ سرکار مدینہ کی تعظیم اور تعظیم احمد رضا بھی دونوں ہی کا مقام ایک ہے۔ بلکہ اب تو اللہ احمد رضا کے اور یہ اللہ کے ہو گئے ہیں گویا یہ نیاز رشتہ ہی اب ذریعہ نجات ہے۔ یہ اشعار ہیں ہم ایک ایک شعر پر بار بار حوالے دینے سے پرہیز کرتے ہوئے صرف اشعار نقل کرتے چلے آئیں گے اس لئے کہ یہ پوری

نظمیں یا اشعار ان کے ایک جگہ پر حوالے بھی نقل کر دیئے ہیں عموماً یہ اشعار حدائق اعلیٰ حضرت یا النعمۃ الروح سے اور ان کے علاوہ جو شعر پہلی بار ذکر ہوا ہوگا اس کا حوالہ سپرد قلم کر دیا جائے گا۔ وبا اللہ التوفیق تو خیر،

مندرجہ بالا عبارت سے متعلق ایک اور ایمان افروز شعر سنئے۔ فرماتے ہیں۔

تیری تعظیم ہے مرکا ۔ عرب کی تعظیم
تو ہے اللہ کا اللہ ترا احمد رضا

اندازہ کیجئے سرکار مدینہ اور ایک چودھویں صدی کا نام نہاد اُمتی اور تعظیم میں نبی و امتی میں مساوات آخر یہ کون سے عقیدے کا غماز ہے۔ یہاں دبے دبے الفاظ میں نبوت کی کرسی تک پہنچایا ہے۔ آگے ہم بتائیں گے کہ انجام کار کھل کر اس منصب پر جلوہ گر دکھایا ہے۔

(۳) احادیث کی روشنی میں اُسوۂ ھدیٰ کے اقوالِ طیبہ سے امت کا عالم قبر اور اس کے سوال وجواب یا بعد کے کچھ احوال دکوالف سامنے آئے وہ ہی مسلمان آج تک مانتے چلے آئے ہیں لیکن پیروان دین رضا خانی نے اِس بارہ میں بھی اُمت مسلمہ سے الگ اپنے لئے راستے نکال لئے ہیں۔ عالم قبر کا پہلا مرحلہ نکیرین کے سوال اور مرنے والے کے جوابات کا مسئلہ ہے جو احادیث سے ماخوذ ہے اور اتنا ہی ہے کہ سوال ہوگا مَن ربک ۔ ما دینک ۔ مَن نبیک ۔ اور بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں ھل عرفت ھذا الرجل ۔ تشریحات میں آتا ہے کہ جو دنیا میں خدا کی توحید کامل پر یقین رکھتا ہوگا رسول اللہ ؐ کی ذات گرامی سے سچی محبت کے ساتھ آپ کی تعلیمات میں اطاعت کرتا ہوگا وہ صحیح جواب دے سکے گا کہ میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام ہے اور میرا نبی محمد الرسول اللہ ؐ ہیں اس کے بعد نکیرین قبر سے بخیریت تشریف لے جائیں گے اب اس مرحلہ کے بارے میں رضا خانی امتی کی سنئے۔

رب، دین اور نبی تینوں سوالوں کا جواب ایک ہی ہوگا۔ کہ رب بھی، دین بھی اور نبی بھی

سب کچھ احمد رضا ہیں۔ چلو چھٹی ہوئی رُت

نکیرین جو آکے پوچھیں گے تو کس کا ہے — ادب سے سر جھکا کر نام ان کا عارضی بتا دوں گا

ایک ہی جھٹکے میں امتی سے نبی اور خدا بن گئے۔ — مدائح اعلیٰ حضرت

گستاخانہ کفریہ جسارتیں

احترام دین ہو تو حدود قائم، ورگرنہ تو ساری حدیں ٹوٹ جاتی ہیں پھر ظلمات بعضہا فوق بعض کی ان ٹل حقیقت الم نشرح ہو جاتی ہے کہ انسان تاریکی میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہ جائے اور سوجھائی کچھ بھی نہ دے، یہی حقیقت ان مدعیان محبت پر صادق آتی ہے کہ جو بھی بات کریں گے الٹی ہوگی شاید اسوجہ سے بھی کہ مقصود توصیف ہوتی ہی نہیں بلکہ توہین ہی ہوگی جس عنوان سے ہو، اب دیکھئے الوالعزم انبیاء کرام کی شان اقدس کو انگریز کے ایک ایجنٹ پیر جماعت علی شاہ کی بارگاہ کی بھینٹ چڑھا دیا کہ چاروں انبیاء الوالعزم حاملین کتب ہدایت کو یہاں دست بستہ دکھایا ہے۔

رسالہ انوار علی پور ص؟

حور و ملک فلک پر — فرش زمین پر سارے

خادم ہیں یہ دست بستہ — چاروں کتاب والے

پناہ بخدا کیسی کافرانہ جسارت ہے کہ چاروں کتاب والوں کو کس کا خادم دکھایا اور کس امر دین کا تقاضا پورا کرنے کے لئے یہ کہنے کی ضرورت نہیں، نیز جہاں علماء حق کو بارگاہ نبوت کا گستاخ کہہ کہہ کر آسمان سر پر اٹھا لیا جاتا ہے اور کفر کی توپیں داغنا شروع ہو جاتی ہیں، حالانکہ علمائے حق مغالات بشر سے بچتے اور بچانے کی سعی فرماتے ہیں اور کتاب و سنت کی روشنی سے بات کرتے اور اسی کو حکم مانتے ہی کی دعوت دیتے ہیں خود تو کوئی دعویٰ نہیں کرتے، لیکن اپنے گھر کے مدعیان محبت کی تضاد بیانی اور قبیح

ترین اہانتوں کے باوجود نہ گھر دل میں زلزلہ نہ آنکھوں میں خون کے آنسو اور نہ لبوں پر شکوہ بلکہ خاموشی سے پی جاتے ہیں تو بتائیے اس منافقانہ خاموشی اور پر اسرار سکوت کو کیا سمجھا جائے۔

فقہی جزئی کے تحت خاموشی نیم رضا لیکن وہ تو محض عورت کے لئے ہے اور عورت بھی باکرہ وگرنہ ثیبہ ممنوعہ کے لئے تو خاموشی بھی کافی نہیں تو کیا اس لئے روا ہے کہ سب کچھ حسب منشا ہے لیکن کشف ضلال ذات سے ڈرتے بھی ہو۔

معراج

واقعہ معراج اور اس کے متعلقات جس کا اجمالاً ذکر قرآن مجید میں ہے اور تفصیل کتب احادیث میں ہے اس وقت ہم کو اسرا اور معراج کے فرق یا واقعات کی تفصیل میں نہیں جانا بلکہ اتنا بتانا ہے کہ یہ وہ انتہائی اعزاز ہے جو بنی نوع انسان میں مخصوص احوال کے ساتھ صرف ختمی مرتبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شرف و اعزاز سے نوازا گیا ہے اور بس امت آج تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے گنتی اور سمجھتی چلی آتی ہے، تخصیص اپنے تخصص کے ساتھ یوں خاص ہوتی ہے کہ دوسروں کی شرکت کی نفی کر دیتی ہے مگر اپنے اعلیٰ حضرت کے کیا کہنے کہ ہر اختصاص کی نفی کریں گے اور وہ بھی نعرۂ محبت لگا کر جیسے کسی نے کہا ہے۔

؎ عجب ہے توبہ واعظ کی یارب کہ توبہ توبہ کے نعرے لگا کے پیتے ہیں

وہی بات اپنے خان بابا کی ہے کہ ہر تخصیص کو عام بنا کر خود بھی گھس بیٹھ والا معاملہ کریں گے کہ انجام کار آپ بھی شریک ہی نظر آئیں گے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے، کہیں گے صاحب وہابی ہی نہیں مانتے اس لئے کہ منکر جو ہوئے، کوئی پوچھے بھلے آدمی کس کے منکر اب یہ تو کہیں گے نہیں کہ میرے منکر بلکہ کہہ دیں گے کہ رسول کے منکر اب یہ الگ بات ہے کہ در پردہ یعنی دل میں اپنے کو ہی رسول گمان کئے بیٹھے ہوں اس لئے کہ حسام الحرمین میں تو اس سے

بھی اونچا دعویٰ فرما گئے جو اگلوں پچھلوں سے ممکن نہ تھا وہ لاؤں گا، تو کیا کسر رہ گئی۔
خیر تو معراج کے بارہ میں بھی بتاتے ہیں کہ ہم شریک نمازِ بیتِ معمور تھے۔ لیکن تنہا اپنے لئے دعویٰ شاید اچھا نہ لگا ہوگا۔ اس لئے پوری امت کو بیت معمور میں نماز پڑھادی واضح رہے کہ بیتِ معمور قبلۂ ملائکہ ہے، جیسے کعبہ قبلۂ انسان۔ فرماتے ہیں۔
بیتِ معمور میں ساری اُمت نے نماز پڑھی اور آپ ہم بھی تھے۔ الخ ملخصاً۔
ملفوظات حصہ چہارم ص۵۵۔ ویسے تفصیل میں آپ نے لباس تک بھی بتلا دیئے من شاء فلیراجع ملفوظات حصہ رابع ص۵۵۔

انکارِ شفاعت

شفاعتِ کبریٰ جس کے دونو پہلو (۱) کہ شفاعت آپ فرمائیں گے (۲) شفاعتِ کبریٰ صرف آپ ہی کا حق ہے دونوں حقیقتیں منصوص اور ثابت شدہ ہیں جس پر اُمت مرحومہ کا اجتماعی عقیدہ ہے احادیث صحیحہ جس کی واضح طور سے شاہد عدل ہیں اذان کے بعد کی تلقین شدہ اور سکھلائی ہوئی نبوی دعا ناطق ہے امت کا ہر فرد جس شفاعت کبریٰ کے لئے پانچوں وقت ہر شب وروز میں دست بدعا رہتا ہے مگر ہمارے اعلیٰ حضرت خان بابا بھی ڈنکے کی چوٹ سے اس کے منکر ہیں، ساری خدائی اک طرف ہے تو کیا ہوا آخر آپ بھی کوئی معمولی ہستی تو نہیں آخر ایک خان کی بیخ دوسرا مجددیت کا زعم باطل سب سے بڑی حقیقت اپنی برتری کا خبط لیکن داد دیجئے صاحب کہ کتنے عقل وخرد کے دشمن ایسے بھی مل ہی گئے جو آپ کے جذبۂ عجب کی تسکین کا سہارا بن کر اپنی متاع ایمانی برباد کر بیٹھے۔ محمدؐ عربی کے دامن رحمت سے بے نیاز انہ اپنے خان صاحب کے دامن میں پناہ لینا باعث سعادت دارین تصور کئے بیٹھے ہیں، مدائح کے اشعار ہم نقل کر آئے ہیں ویسے انکارِ شفاعت میں تدریجی ترقی کے عمل میں ترغیب کا پہلو حضرت خود ہی واضح فرما گئے ہیں جس کے نتیجہ میں اُمت رضاخانی

واقعی انہیں کو شفیع بنا بیٹھی ہے اب آپ کی تدریجی ترقی کا رنگ دیکھئے، اولاً آپ نے حضور کو جنت دوزخ کا مالک بنایا بعدہٗ تکلّفِ تام کے اظہار کے لئے ملکیت جنت میں مختیار مطلق دکھا گئے یہ بربنائے محبت نہیں بلکہ پھندے تھے جیسے پرندوں کو پھانسنے کے لئے دام میں دانہ۔ چنانچہ انجام کار بے خبری میں ایمان کی شہ رگ کو دندانِ آز کا نوالہ تر بنا لیا کہ کبھی پھڑ پھڑا بھی نہ سکے۔ ایسے ہی آپ نے آخر میں فرما دیا کہ آپ کو شفاعت کی بھلا کیا غرض، ظاہر ہے جب میدان خالی ہے تو کیوں نہ پھر رضاخانیوں کی نظریں آپ کی طرف ملتجی ہوں کہ حضور بس اب تو آپ ہی اپنے دامن میں پناہ دینے والے ہیں، بھلا عقیدت و محبت کے مخموروں کے لئے مکیوں نہ آپ جوشِ رافت و رحمت میں سب کچھ کر گزرتے، چنانچہ فرماتے ہیں۔

(۱) حضور کے ہاتھ میں جنت و نار کی کنجیاں ہیں جس کو جنت دیں جس کو چاہیں جہنم دیں، بہارِ شریعت حصہ اول بظاہر یہ بات کتنی دل آویز اور خوش کن ہے کہ گویا بیچارے بادۂ محبت کے مخمور کی طرح وفورِ جذبات میں یہ سب کچھ کہہ گئے، لیکن امر واقعہ یوں نہیں بلکہ پردۂ محبت میں منصب شفاعت کبریٰ کا انکار ہے اس لئے کہ جاگیر اپنی اختیار بھی اپنا تو پھر شفاعت کس بات کی، چنانچہ آپ کی نعت کا ایک شعر ہے جو اسی حقیقت کا ترجمان ہے

ے ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

چنانچہ اپنی کتاب برکات امداد میں لکھتے ہیں۔

جنت کی زمین اللہ جل وعلا نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے بخش دیں۔

دوسری جگہ برملا اور صاف صاف حضور کے بارہ میں امت کے منصوص عقیدے کا انکار اور رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے، جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے تو شفاعت کی کیا حاجت ہو، الخ، فتاویٰ افریقہ ص ۱۳۸

جب حاجت ہی نہیں تو پھر ہم بھی یہی کہیں گے کہ اللہ اعلیٰ حضرت خان اور خان کی امت

کو محروم ہی رکھیے، ویسے ہمارے کہنے نہ کہنے سے کیا ہوتا ہے، لیکن روح مذہب سے جو واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جن کا عقیدہ ہی نہ ہو تو ان کی شفاعت کیسے ہو گی۔

ویسے مسلمان غور کریں کہ جب اللہ کے محبوب نبی کی شفاعت کا گنہگار امت سے یہ آخری سہارا بھی چھین لیا جائے اور ادھر میدان حشر میں شور قیامت برپا ہو گا، شدت تپش سے سب کی جانیں لبوں پر ہوں گی عاصیوں کی شفاعت کون کرے گا آخر مسلمان کس کے دامن رحمت میں پناہ لیں گے، دین رضاخانی کے سحر زدوں کو دیکھئے کیسے ریت کے گھروندں میں پناہ کی آس لگائے بیٹھے ہیں، سراب کو دریا سمجھ بیٹھے کس کو اپنا ملجا و ماوی بنا لیا اب گویا سحر سامری کی فسوں کاری پر ایمان لا کر خود ہی اپنی عقیدتوں کو محمد عربی سے توڑ کر خان صاحب سے عہد وفا باندھتے ہیں سنئے تحفۃ الروح میں حقیقت ایمانی کو الم نشرح کر دیا ہے

؎ قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے ہو مرا مشکل کشا حضرت احمد رضا
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو اپنے سایہ میں چھپا احمد رضا

گویا حشر کے دن احمد رضا خان شافع محشر و مشکل کشا بن کر جلوہ گر ہوں گے۔ اور امت رضاخانی کو آپ کے سایہ میں پناہ ملے گی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ غور کیجئے مشکل کشائی اور شفاعت دونوں خانصاحب کے لئے ثابت ہو گئے۔ ممکن ہے امت رضاخان ہماری گزارش مخلصانہ کو درخور اعتنا نہ سمجھیں لیکن ہم نشاندہی کئے دیتے ہیں کہ خانصاحب نے یہاں بھی تخم کو زبردست غچہ دیا ہے، شفاعت کا انکار خود تو کر ہی بیٹھے تھے۔ سے بھی وہی متاع گرانمایہ چھین کر الٹا تم کو تو اپنے پیچھے لگا گئے، لیکن خود اس نے کسی اور کی پناہ لی ہے۔ اگرچہ ان کفریات کو نقل کرنا ضیاع وقت کے علاوہ کچھ بھی نہیں تاہم آپ کی خیر خواہی کے لئے نشاندہی ہم کئے دیتے ہیں تاکہ پکڑنا ہو تو آسانی رہ پائے صنم کی بجائے سب کیلئے ایک ہی ہوتا کہ ایک دوسرے کا حشر نظر آسکے۔

دیکھئے حدائق بخشش میں۔

رضا خاں کا شافعِ محشر

ویسے تو نبی اور خدا کو ایک اور ان کی دوئی کو شرک گردانتے ہیں یعنی پہیلانے بھی اپنے اصول بھی اپنے لیکن آپ فی الواقع فنانی العبد القادر بلکہ سگِ عبد القادر ہیں۔ آپ کے خدا بھی بلکہ سب ہی کچھ عبد القادر ہیں، حدائقِ بخشش میں کھل کر کفر و شرک کے مناظر دکھا کر فرماتے ہیں کہ یہ قرآنی رہنمائی کا اثر ہے۔ حد ہو گئی قرآن شرک سے بیزار اور آپ شرک کو قرآنی تعلیم کا کرشمہ بتائیں، خیر یہ ہم آپ کے کلام سے بتائیں گے فی الحال تو یہ دیکھئے کہ رضا خانی اپنے اعلیٰ کی لوسیدہ رضائی سے چمٹے ہوئے ہیں بلکہ آپ کا ملجاء ماوی نہ خدا اور نہ خدا کا رسول۔ اس لئے کہ خدا اور رسول کی توہین کے بعد اب آس کہاں کی چنانچہ آپ نے سب کچھ عبد القادر کو بنا لیا ہے، سنیئے۔

؎ نزع میں گور میں میزان پہ سرِ پل پہ کہیں
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامانِ معلّےٰ تیرا

دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر
مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا

(حدائقِ بخشش صہ ۱)

اور دیکھئے

الاماں قہر ہے اے غوثؒ وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا ص ۵

دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دزدِ رجیم
اُلٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

عشق کی وارفتگیاں دیکھئے کشفِ ساق ایک خالص قرآنی تعبیر ہے اس کی حقیقت جو بھی ہے اللہ جانے بہر حال یہ تعبیر جلالِ کبریائی کی مظہر ہے، ولیکن اپنے خان بابا

نا معلوم اُس وقت کس آہوئے مست شباب کے تصور کشفِ ساق سیمیں کی جلوہ ریزیوں میں بے سُدھ تھے کہ سرادارحجاب تصورِ شیطانی و نفسانی کو منقبتِ شیخ میں لکھ مارا۔ دیکھئے حدائق بخشش کے صفحہ ۳ پر ہے۔

؎ گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے
کشفِ ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

اسرار کے عشرت کدوں کے رازہائے دروں پردہ کو منقبتِ شیخ میں جگہ غالباً عالم مدہوشی میں دے گئے۔

قولِ ناسزا

؎ ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی ہے مختار بھی ہے
کارِ عالم کا مُدبّر بھی ہے عبدالقادر — ص ۲۷ حدائق بخشش

غور کیجئے مٹی کے پُتلے خدا کی مخلوق میں سے اک ذی روح جو موت کے دستِ فنا سے اپنے کو نہ بچا سکا وہ کارِ عالم کا مدبر ہے۔ کافر و مشرک اپنے خداؤں کے بارہ میں بھی تو بربنائے محبت یہی کہتے تھے۔ یا اس سے کچھ زائد۔ خدائی اختیارات کے بعد خدا کہنے کی کسر باقی رہ گئی تھی۔ چنانچہ ذرا اشارے اشارے میں فرماتے ہیں کہ ابھی ابتدا ہے۔

؎ بندہ قادر کا قادر بھی ہے عبدالقادر
سرِّ باطن بھی ہے ظاہر بھی عبدالقادر — ص ۲۷

اب ذرا قادیانی کذاب کا انداز دیکھئے وہ اپنے آپ کو ظلی نبی کہتا ہے۔ اپنے خانِ اعظم عبدالقادر کو ظلی کہتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ مکین فرش کو عرش و کرسی پر جا متمکن کیا عجب تلاعب اور

مذاق ہے دینِ مصطفےٰ کے ساتھ یہ کیسے کیسے عجمی برہمنی تصورات ہیں، کیا ایسے ہوں گے وہ مجدد جنکی خبر دی ہے۔ اللہ کے برگزیدہ رسول نے، خدارا خوفِ خدا کو پیشِ نظر رکھ کر بتاؤ کہ یہ تصورات تجدیدِ دین کا حصہ ہیں یا تجدیدِ کفر کا، خیر یہ فیصلہ کرنا قارئین کا کام ہے ہم تو صرف آئینہ دکھائے دیتے ہیں۔ دیکھئے شیخ گیلانی کے بارہ میں ؎

قدِ بے سایہ ظلِ کبریا ہے — تو اس بے سایہ ظل کا ظل ہے یا غوث
تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب — قلمرو میں حرم تا حِل ہے یا غوث

ادھر چیپی رنگت کے تیر نیم کش اور ادھر دلِ فگار۔
چکی کے انہیں دو پاٹوں میں مرغِ بسمل کی سو قیانہ گگڑوں کوں سنئے، کیا یہی ہے وقار اور عظمتِ سلف ؎

اُگال اس کا اُگھار ابرار کا ہو — جسے تیرا اُلش حاصل ہے یا غوث

اور سنیئے مسلسل القاب ہے کس کا، القادر حماقی تو نہیں، اور یقیناً نہیں پھر کس کا ہے قارئین جانیں۔ ؎

جسے عرش دوم کہتے ہیں افلاک — وہ تیری کرسئ منزل ہے یا غوث

اندازہ کیجئے سفر آگے کا ہے پھر فرش کی خبر دیتے ہیں۔

شیخ کی مجلس وعظ

دلی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں — وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث
ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں — وہ تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث

حدائقِ بخشش حصہ دوم ص

نہ کیوں ہو تیری منزل عرشِ ثانی — کہ عرشِ حق تیری منزل ہے یا غوث
کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا — رضا تجھ سے ترا سائل ہے یا غوث ص ۹

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو — کُن اور سب کُن مکن حاصل ہے یا غوث

عجم کیسا عرب ۔ حِل کیا حرم میں — جمی ہر جا تیری محفل ہے یا غوث

ہے شرح اسم اَلْقَادِر تیرا نام — یہ شرح اس متن کی حامل ہے یا غوث ص۹۰

یاد آیا ایک دفعہ کسی مکان پر بورڈ دیکھا جس پر لکھا تھا ھوالقادر۔ آگے قادری وغیرہ بڑا تعجب ہوا کہ آیا ایسے مشرک مہتر دھمی ہیں ۔ اب سمجھ میں آیا کہ رہنمائی ان ان کفریات کی طرف آپ کر چکے ہیں تو پھر مقلدین کا کیا قصور کس کس کو رو ئیں ۔ کہ ایں خانہ ہمہ آفتاب است ۔ کچھ اور اشعار سن لیجیے ۔ ی کیسی خدمت کی ہے توحید و رسالت کی ۔ اللہ بچائے دل پہ جبر کر کے ان خرافات و ہنرلیات کو نقل کر رہے ہیں ۔ اس لئے جو کفر ہے جو شرک ہے وہ خرافات ہی ہیں سے

تیری چڑیاں تیرا دانہ پانی — تیرا میلہ تیری محفل ہے یا غوث

غرض بچارے عبد القادر کو کہیں نبی تو کہیں ظلِ نبی کہیں نبیوں کو کسب فیض کرتا دکھایا ہے تو کہیں خدا اور مظہر خدا کہیں استغاثہ تو کہیں وقت خاتمہ کے لئے طلب رحمت تو ص۴۵ حصہ دوم میں منعم و متعال یعنی دین مصطفےٰ کے دل کھول کھول کر بخئے ادھیڑے حتیٰ کہ دین مصطفےٰ سے کھل کر غداری اور بیزاری کا اظہار کر دیا ہے ۔ دیکھئے حدائق بخشش حصہ دوم ص۴۷ پہ

دیں را اصل حدیث عبد القادر — اہل دیں را مغیث عبد القادر

او ما ینطق عن الھویٰ ایں شرحش — قرآن احمد حدیث عبد القادر

ترجمہ :۔ عبد القادر کی بات دین کی اساس و بنیاد ہے ۔ عبد القادر ہی اہل دین کا فریاد رس ہے ۔ ما ینطق عن الھویٰ قرآن کی اس آیت کی کہ وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے اس کا یہ مطلب ہے کہ عبد القادر کی بات ہی احمد مجتبیٰ کا قرآن ہے باقی کیا پردہ رہ گیا ہے ۔ سارے حجابات اٹھا دیئے محبت کی ملمع کاری کھل کر حقیقت

عریاں ہو گئی۔ تعجب ہے کہ اکابرینِ اہل حق آج تک اپنے اکابرین کی عبارات کا دفاع کرتے چلے آئے ہیں جو حق ہیں لیکن ان کی خرافاتِ کفریہ کو شاید کسی نے دیکھا ہی نہیں ورنہ ان کی بولتی بند ہو جائے۔ چند اور اشعار حدائق بخشش حصہ دوم سے سنئے۔

اس لئے کہ یہی دین رضاخانی ہے جس کی وصیت کر کے مرے ہیں کہ میرے دین کو جو میری کتب سے واضح ہے مضبوطی سے پکڑے رہنا یعنی دین کے بنیادی اجزا یا ارکان دین توہین انبیا توہین خدا۔ کفریات اور شرکیات اور بندوں کی خدائی کی تعلیم یا اپنی لاف زنی اور کچھ پیٹ کے مسائل مہمہ پر مشتمل ہے۔ اللہ اللہ خیر سلا۔

ہو القادر شیخ عبد القادر

ص ۹۸

ء اے ظلِ اللہ شیخ عبد القادر
اے بندہ پناہ شیخ عبد القادر
سایۂ خدا عبد القادر ہیں
بندہ کے محافظ بھی

ء محتاج و گدائم و تو ذو التاج و کریم
شیئاً للہ شیخ عبد القادر
منگتے اور حاجتمند ہم تو صاحب تاج کریم ہے
خدا کے لئے کچھ تھوڑا سا

ء عطفا عطفا عطوف عبد القادر
رافا رافا رئوف عبد القادر

اے آنکہ بدست تست تصرف امور
اصرف عنا الصروف عبد القادر
اے وہ کہ تیرے ہاتھ میں ہے ہر ایک ہی کاموں کی، حوادثات کو ہم سے ہٹا دے

ء عبد القادر کریم عبد القادر۔ عبد القادر عظیم عبد القادر

ء مانند غنی کریم عبد القادر۔ در رنگ علی علیم عبد القادر

ء دور از تو سگ تشنہ لبے می میرد، یک موج دگر اے یم عبد القادر

تجھ سے دور کتا (رضا) پیاسا مر جائیگا۔ اپنے دریا کی موج سے اک اور قطرہ

؎ حمد ائک اے الٰہ عبد القادر ۔ اے مالک و بادشاہ عبد القادر

مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر حدائق بخشش کی کچھ سیر کرا دی ہے، ورنہ اس بحر ناپیداکنار کے سربند میں ہزاروں فتنہ ہائے حشر ساماں محفوظ ہیں، ویسے ان اشعار کو والشعراء یتبعہم الغاوٗن کے زمرے میں نہ لائیں کہ حضرت نے واضح کر دیا ہے کہ یہ شاعرانہ مبالغے اور تعلیاں نہیں فتاوی دینی ہیں، رباعی کا ایک بند آپ سن لیجئے۔ حدائق دوم ص ۹۹

؎ قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی ۔ یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

بات یہیں پر کہاں ختم ہوتی ہے بدعات و خرافات کے نقیب اعظم نے امت مسلمہ کے تنِ ناتواں پر کیسی کیسی قیامتیں ڈھائی ہیں یہ تو کسی دلدادۂ رسول سے پوچھ کے دیکھو دین و ملت کا ہمدرد و بہی خواہ ہی سمجھ سکتا ہے کہ اس دستِ حنائی نے گلشن نبوی کو کس طرح تاراج کیا ہے کہ آج دینِ مصطفےٰ کے بجائے رضاخانی دین کا طوفان بدتمیزی برپا ہے جس کی دعوت بڑے کروفر سے آپ نے دی ہے۔ ان کی زبانی سنئے۔

؎ زمانے میں میں گرچہ آخر ہوا ۔ وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن نہ ہوا

چنانچہ واقعہ ہے کہ آپ وہ لائے جس سے اگلے بے زار تھے، اس لئے کہ اس کفر و شرک سے تو سارے برگزیدہ انبیاء کرام نہ صرف بیزار تھے بلکہ اسی شرک سے تو انبیاء کرام برسرِ پیکار تھے جس سے اپنی عداوت و دشمنی کا اعلان کیا حضرت ابراہیم کے اسوہ کی پیروی کرتے ہوئے کہہ اٹھے انا برآؤ منکم ومما تعبدون من دون کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہٗ

تو خاں بریلوی کی شرک کی آندھی بھلا اُن کے بس میں تھی کہاں خدانخواستہ اگر وہ بھی یہی کرتے تو کیسے جبکہ تم لقطعنا منہ الوتین کی ہلاکت آفرین تلوار سر پہ لٹک رہی تھی بہر حال مذکورہ شعر سے اندازہ تو کر ہی لیا ہوگا قارئین نے کہ محبت کی پردۂ زنگاری کے پیچھے کیا جذبہ کارفرما تھا جس کے لئے کتنی سوانگ رچائے سرانجام کار بلی تھیلے سے

باہر آہی گئی بے محابا اپنے دین کی برتری بشمول وحی اور دین مصطفےٰ وجملہ انبیاء کرام سے افضیلت کا دعویٰ داغ دیا اور غالباً جملہ رضا خانی امت نے ٹھنڈے پیٹوں گوارا کر لیا بلکہ شیر مادر کی طرح بغیر ڈکار لیے پی گئے۔ اللہ بچائے مسخ شدہ انسانوں کی کیا کمی ہے

رضا خاں سب سے اونچا

غور کیجیے امام المبتدعین خود ہی اور اپنے ہی متعلق شیخی بگھارتے ہیں، کوئی دوسرا کہتا تو الگ بات تھی۔

؎ زمانہ میں میں گرچہ آخر ہوا وہ لایا ہوں جو اگلوں سے ممکن نہ تھا
خدا سے کچھ اس کا اچنبہ نہ جان کہ اک شخص میں جمع ہوں سب جہان

ملاحظہ ہو آپ کی اپنی کتاب حسام الحرمین ص ۳۱

اندازہ کیجیے کیسا ہاتھ دکھایا کہ بیک جنبش قلم ایک زقند میں جملہ انبیاء بشمول امام الانبیاء سب سے افضل بن گئے قارئین کرام نے اس خانوادہ ضلالت کی محبت کا ڈھونگ سمجھ لیا ہوگا۔ ویسے اس خانوادہ کے لئے علم غیب یا تصرفات فی امور تکوینی تو کوئی اہم بات ہی نہیں یہ تو باالالتزام عمومی معمولات میں سے ہیں ملاحظہ ہو گلزار رضوی مولفہ ابو علی ص ۵ پر فرماتے ہیں۔

؎ کونسی شئے ہے جو نہ ہو آپ کے پیش نظر کونسا غیب ہے جو تم کو خدا نے نہ دیا

واری جاؤں کیا شان ہے اپنے اعلیٰ حضرت کی چشم بد دور۔

ویسے اب یہ عقدہ کھلتا نظر آیا ہے کہ حق پرست علماء سے بناء مخاصمت ذوات اولیاء وانبیاء ہے ہی نہیں وہ تو بس آڑ ہیں، قادیانی دجال کی طرح سارا جھگڑا تو اپنی ذات ہی کا ہے لیکن اپنے سر کو بچانے کے لیے اور علماء حق کو بدنام کرنے کے لئے اعداء دشمنی کا شور مچا دو تاکہ اہل حق کی بات ہی کوئی نہ سنے تا اپنا سر سلامت رہے وگرنہ اہل حق کی مار سے

بھیجا نہ بلبلا ہو کر بہہ جائے کہیں آدمی ہوشیار تھا یہ پہلے ہی سمجھ لیا کہ اپنے ارادوں کی تکمیل کی راہ کا سنگ گراں یہی تو ہیں یہ وہابیت کے داغ کو دھوتے رہیں گے۔ اور خود کو کفریات و دین دشمنی کی شیوع کے لئے وقت مل جائے گا۔ یہ ہے ابلیسی سیاست کا آزمودہ نسخہ جسکو اپنے حضرت نے بڑی فنکارانہ مہارت سے آزمایا اور خاصے کامیاب رہے ویسے طریق کار میں قادیانی دجل سے قبوری شریعت کے داعیوں کی عملی مماثلت کتنی مکمل ہے

نصرانی و سناتن دھرمی عقائد

اپنے اعلیٰحضرت کی تعلیمات کا خاکہ تو آپ نے دیکھ ہی لیا کچھ ہم بعد کے اوراق میں بتائیں گے اب آپ کی محنت اور تعلیمات کے اثرات کا ذرا جائزہ لیجئے کہ آپ کی محنت کچھ رنگ لائی کہ نہیں اس سلسلہ میں سب سے پہلے آپ کے پشتیبان گدی نشینوں کا حال دیکھئے (انوارِ صوفیہ ستمبر ۱۹۳۰ء ص ۹) پر فرماتے ہیں۔

؎ مدینہ بھی مطہر ہے مقدس ہے علی پور بھی۔ اُدھر جائیں تو اچھا ہے اِدھر جائیں تو اچھا ہے

ذرا غور فرمائیں جس طرح قادیانیوں کے لئے کعبہ و قبلہ قادیان ہے ایسے ہی مریدان جماعت علی شاہ کے لئے علی پور مقام میں برابری حرمین کی برابری کے عقیدہ و خبیثہ کا اظہار نہیں تو کیا ہے۔ یہ محض فیض ہے اپنے اعلیٰحضرت کی تعلیمات کا کہ آپ نے شیخ بغداد کو رسول حتیٰ کہ خدا کا ہمسر جو بنا دیا تو ان بیچاروں نے کون سی زیادتی کی ہے اور سنئے۔ علی پور اب تو حرم کا حریف و ہمسر ہے۔ (رسالہ جماعت امرتسر جون ۱۹۲۴ء ص ۸)

؎ تیری بارگاہ ہے وہ بارگاہ جو قبلہ گاہ انام ہے
تیرا آستاں ہے وہ آستاں جو حریف بیت الحرام ہے

ہمارے بچپن کا یہ واقعہ جو آج تک زبان زد عام ہے ملتان شہر میں مزار موسیٰ کاظم پر عرس کے موقع پر اس وقت کے سجادہ نشین صدر الدین جب آخری رسومات کی

ادائیگی کے لئے رونمائی کراتے آتے تو کسی مولوی رضا خانی نے فی البدیہہ ایک شعر پڑھا جس سے سب کی آنکھیں کھلیں تو صحابی بنے ہوئے تھے، تقریر عبد الغفور ہزاروی کی تھی فرمایا جس نے آقا مدنی کو دیکھنا ہو تو حضرت صدر الدین کو دیکھ لے بس پھر کیا تھا شعر موزوں ہو گیا۔ اور سب حاضرین صحابی بن گئے۔

سہ برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان

بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعلمین آمد

جب علماء نے غور سے دیکھا تو واقعی تاجدار مدینہ تھے بس سب صحابی بن گئے۔

ایک ہمارے استاد بھی شریک تھے جو صحابی بن کر واپسی پر ساری بستی والوں کو تابعی بنا دیا

خیر آپ یعنی رضا خان کی تعلیمات کے اثرات دیکھئے کہاں کہاں نہ ظاہر ہوئے۔

پنجاب کے جن اضلاع میں سرائیکی زبان بولی جاتی ہے ان میں دین رضا خانی کے سب سے بڑے نقیب اور علمی شہرتوں کے مالک مولینا غلام جہانیاں خطیب جامع ڈیرہ غازیخان صدر پاک سنی تنظیم ہیں آپ نے ایک عظیم اور شہرہ آفاق کتاب لکھی ہے جسے بریلوی حلقوں نے تو خوب خوب سراہا ہے، ہم کچھ جستہ جستہ مقامات کی سیر کراتے ہیں تاکہ اعلیٰحضرت کے فیض تعلیم کی ہمہ گیری کا اندازہ ہو جائے۔

رضا خانی توحید و رسالت

سہ طالب وہی اللہ وہی احمد رہی تازک

ص ۱۵۱

اغیار کہاں سب یار کی جلوہ گری ہے

یہ تازک پیر صاحب خواجہ غلام فریدؒ کی اولاد میں سے ہیں اور غلام جہانیاں جیسے ثقہ رضا خانی نے کس خیرہ چشمی سے توحید و رسالت کی عظمتوں کو قربان گاہ ناک کی بھینٹ چڑھا دیا ہے، ڈرو خدا کے غضب سے کہ عصیاں میں شب و روز غلطاں خاک کے پتلوں پر انبیاء

کی عصمت و معصومیت کو یوں ذلیل کرتے ہو کہ شیطان بھی شرما جائے پتہ نہیں یہ کون سی مخلوق ہے اس سے تو اگر واضح طور سے خدا اور رسول کا انکار کر دو تو کیا فرق پڑے گا۔ مذکورہ بالا شعر کتاب ہفت اقطاب کا ہے۔ ص ۱۵۱

(۲) ؎ شبیہِ مصطفےٰ اور مظہرِ ذاتِ خدا تم ہو
حقیقت میں ملے بیٹھے ہو ظاہر میں جدا تم ہو

(۳) ؎ غریبوں کے سہارے دستگیر بے نوا تم ہو
مریضوں کی شفا اور درد مندوں کی دوا تم ہو

(۴) ؎ تیرے در کے سوالی کو خدا خالی نہ جانے دے
ہمارے بخدا حاجت روا مشکل کشا تم ہو

ہفت اقطاب ص ۱۵۰ بریلوی محمد کریم

(۵) طالب خدا گواہ نازک بچشم من عین محمد است کہ عربی شنیدہ

یعنی خدا گواہ ہے کہ میرے نزدیک نازک پیر ہی حقیقی محمد ہیں جو سنا ہے کہ عربی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عاشق رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے تو فرمایا۔
واحسن منک لم تر قط عینی واجمل منک لم تلد النساء

اور اس بریلوی نٹ کھٹ کو نازک پیر عین محمد دکھتے ہیں۔ جیسے نازک پیر کو مقام خدائی و مصطفائی حاجت روائی اور مشکل کشائی پر فائز دکھا کر حق توحید و رسالت ادا کر دیا ہو، کیسے ہیں یہ بندگانِ ابلیس۔ کیا یہی ان کا دین و ایمان ہے اگر اس طرح نہ کہتے تو ان کا دین ناقص رہتا اور سنئے سر ندامت سے جھک جائے لیکن ان کی گردن شیطان کے فریب اور شرک کے تکبر سے اکڑی ہوئی ہے۔

(۶) ؎ در پردہ نور قدیم تو ئی بے پردہ رؤف و رحیم تو ئی

واہ طرفہ پیر کریم توئی ۔ اے نازک کریم پردہ نشین مدد ے

اے مالک دنیا و دین مدد ے ۔ ہفت اقطاب ص ۱۲۴

(۷) سہ اے دُر یتیم فرید توئی ۔ تفرید توئی تجرید توئی

در عین شباب شہید توئی ہر نابینا را دید توئی

اے خواجہ قطب الدین مدد ے ہفت اقطاب ص ۲۰۱

رضا خانی قاضی الحاجات

فرماتے ہیں اس وقت اس روضہ میں سات مزارات ہیں پہلا مزار حضرت قاضی الحاجات صاحب کا ہے ۔ ص ۲۰۱ ۔ اسلام اور مسلمانوں کا قاضی الحاجات تو خدائے حیّ و قیوم ہے ۔ لیکن اسلام پلیٹ رضا خانی کا قاضی الحاجات صاحب قبر ہے جسے ظالموں نے اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر منوں مٹی میں دھنسا دیا ہے ۔ کیسے ہیں قاضی الحاجات بھی ان کے لیے اور کمزور ۔ قرآن نے کیسا نقشہ کھینچا ہے ۔ ضعف الطالب والمطلوب ۔ اب یہ غبوسا قمطریرا ہم پر بگڑ جیں گے کہ ہمارے معبودوں کو کیا کہدیا عرض ہے حضرت آپکی باتیں ہی اس غلام جیسی ہیں کہ وھو کلّ علی مولیٰہ اینما یوجھہ لایأت بخیر تو قارئین دیکھ لی آپ نے رضا خانی فرقہ کی حقیقت توحید اب ذرا ان کا مکہ مدینہ اور خدا بھی دیکھ لیجیے ۔ کیا کیا جائے کوئی ایک خدا تو ہے نہیں ان کا بلکہ منڈی لگی ہے کوڑیوں کے بھاؤ بکتے ہیں کس کس کو گنوائیں ۔ اور تعارف کرائیں بہر حال سنئے ۔

رضا خانی مکہ مدینہ اور خدا

وہی اپنے ثقہ رضا خانی شہر توں کے مالک فرماتے ہیں ۔

(۱) چاچڑ وانگ مدینہ ڈسے کوٹ مٹھن بیت اللہ

ظاہر دے وچ ڈسے پیر فرید تے باطن دے وچ اللہ

یعنی سرائیکی زبان کا رضاخانی فرماتے ہیں کہ چاچڑ بستی مدینہ ہے اور کوٹ مٹھن جو فرید کا مدفن ہے بیت اللہ ہے اور خود فرید تو درحقیقت وہی تو خدا ہیں۔ نعوذ باللہ۔
اس فرقہ کے عقائدِ کفریہ اور مکائدِ ابلیسیہ کا کہاں تک استقصا کیا جائے صرف ایک نظم پر اکتفا کرتے ہیں۔

رضاخانی جنت

؎ طالب اگر ہے حسنِ تجلی کی دید کا	آ دیکھ زاہد رُخِ زیبا فرید کا
نقشِ فرید ہے نقش ربِ مجید کا	اظہار ذاتِ حق ہے سراپا فرید کا
بت خانۂ فرید میں آ دیکھ حسنِ یار	مسجد میں زاہد ہے کہاں لطف دید کا
واں ہو وصالِ حور اور یہاں ہو وصالِ حق	جنت ہے سوا یہی کوچہ فرید کا
زاہد فرید کے گناہوں کو تو نہ دیکھ	رحمت خدا ہو اس پہ جو بندہ فرید کا
طالب کبھی چھپا ہے چھپانے سے نورِ حق	پردہ نشین نے لیا ہے پردہ فرید کا

کتاب ہفت اقطاب ص۱۲۳

قبوری شریعت کا کلمہ شریف

جب انسان پھسلتا ہے تو پھسلتا چلا جاتا ہے، تاپستی کی انتہا تک۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْن۔ توحید و رسالت اور دین دشمنی آپ نے ملاحظہ فرمالی۔ آپ حیران ہوں گے کہ دینِ حق کا ایک ایک نشان مٹانے کے درپے ہیں۔ فیا غربت الاسلام۔ اسلام کی بنیاد کلمہ توحید ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ دین دشمنی کی انتہا دیکھیے اسلام کا کلمہ تک بدل دیا ہے۔ آپ دیکھ جائیے کوئی جوڑ کوئی مناسبت ان کے کلمہ کی کلمہ طیبہ سے ہے ہرگز نہیں بلکہ اسلام کے کلمہ کی نفی ہے حیرت ہے صاحب کہ آخر ضرورت کیا پیش آ گئی تھی۔ خیر سنیئے کلمہ شریف۔

؎ جو وقت اخیر میں تیاری	نظر میں صورت رہے تمہاری

زبان پہ کلمہ یہی ہو جاری کہ یا محمد معین خواجہ

کتاب ہفت اقطاب ص ۱۶۵

اسلام کے کلمہ کی نفی تو مفہوم سے واضح ہے کہ خدا کی جگہ ان کے کلمہ کی رو سے محمد معین خواجہ نے لی ہے ترجیح بھی اسلام کے کلمہ پر اس وجہ سے کہ آخیر وقت میں خاتمہ کے لیے جس کلمہ کی تمنا ہے پھر اسلام کا کلمہ کون سے وقت کے لئے ہے تو گویا حضرات رضا خانیہ اسلام کے کلمہ سے بھی بے نیاز اور لاتعلق بلکہ بدا بیننا و بینکم العداوۃ کا سا سماں ہے۔

غضب خدا کا جو کام انگریز توپ و تفنگ سے نہ کر سکا اپنے خان بابا اس کی حسب منشاء وہ سب کچھ کر گئے مسیحیت جدیدہ کی بنیادیں استوار کر دیں کتنی بڑی خدمت ہے مسیحیت کی، ولیکن امت مسلمہ صدیوں تک اس فتنہ کے مصائب سے نڈھال رہی ہے رہے گی۔ کیا کیا ستم ہائے جور و جفا نہ کئے امت پر کہ عقیدۂ توحید کو مجروح کیا حتیٰکہ اس کی کھلی توہین کی نصوص قرآنی سے بغاوت کی رتاویل ناسزا کا دروازہ کھولا۔ مفقود الخبر افراد و اشخاص کے اقوال نامرضیہ کو معیار بنا کر قرآن پر ترجیح دی۔ کلمہ طیبہ کی وقعت کو پامال کیا حتیٰکہ صریح معارضہ تک کر دکھایا اور رائج بھی بنایا۔ مٹی کے ڈھیر قبروں کے تودہ ہائے خاک کے آگے انسانی شرف کی مٹی پلید کی ولی کو مناصب نبوت پر فائز دکھایا حتیٰکہ ولی اور نبی کو خدا تک بنایا بایں ہمہ رہے پھر بھی پکے مسلمان اللہ بچائے ایسے مدعیان اسلام کے شر سے - ویسے کوئی تو بھلا آدمی ان سے پوچھے کہ میاں دین کا حشر تم نے جو کرنا تھا سو کیا لیکن غریب دیوبندیوں نے آخر تمہارا کیا بگاڑا ہے کہ نسلاً بعد نسل ان کے کفن نوچتے چلے آرہے ہو، کیا صرف اس وجہ سے کہ تمہاری دین دشمنی اور تلبیسات کے علی الرغم وہ تحفظ دین کی بنا پر تمہارے دل کا کانٹا بن کر رہ گئے ہیں۔

درود شریف

پہلے تو خانصاحب کا اپنی ذات و اولاد کے لئے وضعی درود سنیئے پھر آگے چلیں گے۔ اب آپ کہیں گے کہ نبی کے تعلیم کردہ درود کے ہوتے ہوئے خانصاحب کو کیا ضرورت پیش آئی تھی کہ اپنا درود لے بیٹھے۔ بھلے بزرگ یہی تو نکتہ اعارفانہ ہے نہ سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔ شاید خیال گذرا ہو گا کہ جب محمدؐ و ابراہیمؑ کے لئے درود ہیں تو میں کیوں پیچھے رہوں چنانچہ اپنی امت کو بھی نواز گئے سنئے۔ اللھم صلی وسلم علیہ وعلیھم وعلی عبد المصطفٰے مولانا احمد رضا وعلی آل احمد رضا۔ خیر۔ بڑے میاں نے جب راستہ دکھایا تو دوسرے کیوں خاموش رہتے چنانچہ چھوٹے میاں مولوی حشمت علی خاں لکھنوی کا درود بھی پڑھیئے۔ اللھم صل وسلم علیہ وعلیھم وعلی مولینا عبدک الفقیر ابی فتح عبید الرضا محمد حشمت علی الکھنوی عفر اللہ تعالیٰ۔ نیز فرماتے ہیں ہمارا شجرہ جس میں ہمارا درود بھی ہے قبر میں طاق کھود کر رکھدو تو منکر نکیر بلا کسی سوال کے قبر سے واپس چلے جائیں۔ ملتقطاً از بریلی کا دین مولانا ریحان الدین قاسمی۔ ایک تیسرے انگریز کے ایجنٹ کی بھی سنتے چلیئے۔ اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا وھادینا ومرشدنا ومخدومنا حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب۔ از مقصان علی پور المعروف انوار بشیر اشاہ ص۱۶۔ اللہ بچائے ان بندگان انگریز سے کہ امت کے لئے کیسی کیسی ابتلائیں پیدا کر گئے۔

درود میں روافض وخوارج کی اتباع

مشہور ومعروف درود سنئے جو بوقت قیام صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے بچہ بچہ جس سے واقف ہے۔ یعنی۔ یا نبی سلام علیک۔ صلوٰۃ اللہ علیک۔ صدر اول میں اسلام کو جن خطرناک فتنوں سے واسطہ پڑا ان میں دو فتنے بڑے سخت جان ثابت ہوئے۔ اور

دونوں ہی توام بھائی ہیں۔ (۱) صحابہ کا دشمن فرقہ (۲) مع صحابہ اہل بیت کا دشمن فرقہ یعنی روافض و خوارج رضاخانی فرقہ نے جس درود کو رواج دیا ہے اس میں ان کی اتباع ہے روافض کی اتباع میں صحابہ کو درود سے خارج کیا تو خوارج کی پیروی میں آل رسول کو چلتا کیا۔ ویسے عالم الغیب صرف نبی ہی نہیں اپنے اعلیٰ حضرت بھی تھے ایک عورت کی موت کا وقت اور جگہ تک بتادی۔

ملفوظات حصہ دوم

رضاخانی وصایا

تحریف و تخریب دین کا مشغلہ آخر دم تک قائم رہا۔ حالانکہ آخری وقت یاد خدا کا ہوتا ہے لیکن رضاخان آخری لمحات تک غیر دین کو دین بنانے میں لگے ہیں سنئے مرتے وقت کی وصیت فرماتے ہیں۔

(۱) تم سب اتفاق و محبت سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔ اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ وصایا شریف ص۱۰ یعنی جس شریعت کی اتباع کو نہ چھوڑنے کی تاکید کی ہے وہ شریعت محمدی نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت کا دین و مذہب وہ بھی قرآن و حدیث سے نہیں بلکہ جو خان کی اپنی کتب سے ظاہر ہے۔ تو گویا جملہ کتب حدیث و قرآن سے بچا کر واضح لکیر کھینچ دی اپنی کتب کی طرف اس لئے کہ کہیں قرآن و حدیث پڑھ کر گمراہ نہ ہو جائیں۔ انداز کیجیے دو لفظوں میں کتنے فساد بھر دیئے ہیں، فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۲) وصیت۔ اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو۔ تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین دفعہ ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج لیا کریں (۱) دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو (۲) مرغ کی بریانی۔ (۳) مرغ پلاؤ۔ (۴) خواہ بکری کے شامی کباب (۵) پراٹھے (۶) بالائی (۷) فرنی (۸) اردکی بھریری دال (۹) مع ادرک و لوازم بھری کچوریاں (۱۰) سیب کا

پانی (۱۱) انار کا پانی (۱۲) سوڈا کی بوتل دودھ کا برف ۔ ثابت ہو گئے آپ بھی اثنا عشری زمرہ یہ ہیں پیٹ کے بندوں کے پیٹ کے دھندے اس مہنگائی کے زمانہ میں یہ چھوڑ رہے غضب خدا کا حاملہ عورتوں کو بھی مات کر دیا ۔

میرا خیال ہے اس فنِ بسیار خوری میں بھی اپنا جواب آپ ہی تھے ۔ یعنی بے نظیر و بے مثیل ۔

باب چہارم

بریلوی دین کا قرطاس ابیض

اور

رضا خانی شریعت کی حقیقت

اہل دین کے لئے موجودہ پر آشوب حالات اور ناموافق ماحول متنوع اور بو قلموں خیالات وافکار اور ان سب سے بڑھ کر قول و عمل میں تضادات کی فتنہ زائیوں نے کارِ دین فکرِ دین اور تحفظ دین کو کتنا مشکل بنا دیا ہے یہ خادمانِ دین سے مخفی نہیں گو مسلمہ کا مشہور عالم فتنہ اچھوٹ کا پر زور اور لگاتار پراگندہ فکرِ آخرت سے بیزار دنیا نے ایمان کی حد تک قبول کر لیا ہے، بشرطیکہ تکمیل اغراض ہو ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور محض قدیم زمانے کی ضرب المثل نہیں رہی بلکہ جدید ہوس پرست دنیا کا واقعاتی اور عملی فلسفۂ زندگی لازمۂ حیات اور ناگزیر اصول بن چکا ہے، تحفظِ دین کی فکر رکھنے والے اصحابِ عزیمت کی ذمہ داریاں دہ چند ہو گئی ہیں۔ علی الخصوص (دامِ ہمرنگ زمین) جیسے ہلاکت آفرین فتنے۔ ان کی حقیقت ان کی اساس و بنیاد اور اغراض و مقاصد کو سمجھنا سمجھانا ان کا تجزیہ کرنا۔ پھر ان کی بخیہ دری بے خبر بندگانِ خدا کو اس کی ہلاکت آفرین سمیت سے بچانا یہ جملہ امور بھی میرا خیال ہے کارِ دین سے متعلق ہیں جیسے جناب رسول اللہ ؐ کے ایک فرمان باندازِ خبر سے مترشح ہے کہ میری امت میں ایک ایسی جماعت قیامت تک رہے گی جو مکاروں کی مکاری حیلہ گروں کی حیلہ سازی کو دفع

کرتی رہے گی رحمہ اللہ ہر دور میں علماء حق بالعموم اور علماء دیوبند کثّرہ اللہ سوادھم نے بالخصوص ان فرائض پر نہ صرف عمل کیا بلکہ حق ادا کر دیا ہے۔ ان کے اخلاص عمل و رسوخ فی العلم اور تقوے کے ساتھ دعا ہائے صبحگاہی نے فتنوں کو پنپنے نہ دیا جبکہ آج عمومی اعتبار سے ہماری حالت انتہائی خستہ ہے اور فتنے پہلے سے بھی زیادہ منہ زور طاقت ور اور کثیر ہیں۔ چند اہل اللہ متعنا اللہ بطول حیاتھم کے علاوہ ہم جیسے تہی دستانِ علم و عمل خدام کی تو حالت یہ ہے کہ فتنوں کی ہلاکت آفرینی کی خبر تک نہیں ہے یا دام ہمرنگ زمین جیسے پرفریب نعروں نے مرعوب کر رکھا ہے۔ حضرت علیؓ کا قول ہے اُنظر والی ما قال ولا الی من قال۔ ترجمہ کہنے والے کی بات کو دیکھو کہنے والے کو نہ دیکھو کہ کون ہے۔ اُن کا زمانہ اچھا تھا بقول استاذی مفتی محمود مدظلہ العالی اگر حضرت علی آج کا ہمارا دور دیکھتے تو یوں فرماتے انظر والی من قال ولا الی ما قال۔ اب اندازہ کیجئے جو کچھ ہم سابق اوراق میں نقل کر آئے ہیں یا اور حقائق جو پیش کرنے کا ارادہ ہے کیا ان کی ہلاکت دینی دین مسیح کے ساتھ پولوس یہودی کی تخریبی سازش سے کم خطرناک ہے، ہرگز نہیں دینی عقیدہ سے لے کر دینی اقدار تک کی نفی ہے۔ اور خلاف دین کو عین دین کا رنگ دیا جا رہا ہے۔ اور خیر سے دعویٰ ہے اسلامی نظام اور نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کا۔ نیتوں پر کوئی حکم لگانا تو مشکل ہے۔ جو رضاخانی حضرات کا شیوہ رہا ہے۔ کہ صاحب اگرچہ قرآن و حدیث میں ایسے ہی ہے لیکن ان دیوبندیوں کا مقصد توہین ہے جس کے بعد فتاوی کفر کی توپوں کے دہانے جو کھلے تو آج تک بند نہیں ہوئے۔ بہر حال نیتوں اور ارادوں کی حقیقت کا سراغ ہمارے دائرے سے باہر ہے جو صرف خدائے علیم و خبیر کے قبضہ میں ہے اور نیتوں پر فیصلے صرف اسی کے ہوں گے۔ ہمارے دائرہ اختیار میں ظاہر اعمال کا فیصلہ ہے۔ اگر کسی اقرار کی نفی اس کے عمل سے نہیں ہوتی تو محض شک یا ظن کی بنا پر اقرار کو جھٹلانا ممکن نہیں جیسے دشمن کے کیمپ کا تلوار کی زد میں آنے والا آدمی لا الہ الا اللہ محمد الرسول پڑھ کر اقرار اسلام کرتا ہے ظاہر ایہی لگتا ہے کہ موت سے

ڈر کر اقرار کیا ہے لیکن شریعت کا حکم یہی ہے کہ میدان جنگ کے متحارب بے بس کا اقرار بھی اتنا قوی ہے کہ غالب کیلئے تلوار میان میں بند کر دینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں دوسری طرف حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ کے واقعہ کو دیکھئے۔ کہ گھر کی اطلاع دشمن کے کیمپ میں بھیجی جا رہی ہے اگر دشمن بر وقت خبردار ہو جاتا تو دور سے جانے والوں کے لئے کتنے خوفناک نتائج برآمد ہو سکتے تھے۔ لیکن ماضی بے داغ تھا حال کی خطرناک لغزش کے باوجود سابقہ مجموعہ کردار عمدہ تھا اور حال کی فروگذاشت پر ندامت کے آنسوؤں نے ناقابل عفو تقصیر پر قلم عفو پھیر دیا۔ ۳ دین کا اقرار کرنے والے بہت حد تک عمل کے باوصف ضروریات دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کریں تو فیصلہ صدیق اکبر کا ناطق ہے۔ ان نبوی فیصلوں کو پیش نظر رکھیں پھر رضا خانی دین اور دینی فکر کو دیکھیں اور مجموعی کردار سے بھی غافل نہ ہوں۔ بعدہٗ جو نتیجہ سامنے آئے یہ فرض آپ کا ہے کہ اس کے تقاضے پورے کریں یا نہ کریں حقیقت حال کا اظہار کرنا ہمارا فرض ہے خواہ اس سے کوئی خوش ہو یا ناخوش۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کا دعوائے محبت ہو یا نظام مصطفےٰ کا نفاذ۔ اس کو جھٹلانے سے پہلے ان کا سابقہ کردار یعنی اٹھارہ سو ستاون سے تا ایں دم دیکھیں گے اور یہ دیکھنا بھی فرائض دینیہ میں سے ہے (کہیں شیطٰن یہ پٹی نہ پڑھا دیں کہ تلاش عیوب خود شرعاً معیوب ہی نہیں قبیح ترین گناہ ہے) کہ ملت کے اجتماعی کاز اور تحفظ دین کے لئے کیا رویہ رہا۔ اگر کہیں کوتاہی ہوئی تو اس پر اظہار ندامت اور اصلاح احوال کا عزم ہے کہ نہیں۔ دیکھنا کہیں ضروریات دین کا انکار تو نہیں۔ اگر یہ جملہ خرابیاں ہیں اور یقیناً ہیں مجموعی کردار ماضی کے جھروکوں سے آپ دیکھیں تو ملت فروش دین فروشی مسلم آزاری کفر سے موالات۔ اور ضروریات دین میں سے توحید سے بڑھ کر کون سا امر ہے۔ اور واقعہ یہی ہے کہ توحید کے یہ حضرات برملا منکر ہیں۔ اثبات شرک جن کا دین ہے حتیٰکہ قرآن و حدیث کے منکر ہیں یہ محض دعاوی نہیں

الزام نہیں اسلئے کہ ہماری کوئی ذاتی مخاصمت نہیں معاملہ دین کا ہے دین میں ادنیٰ مداہنت بھی مستوجب سزا بنا دیتی ہے تو دوسری طرف حکم یہ ہے لایخافون فی اللہ لومۃ لائم ان حضرات نے اپنے ماسوا سب کو تمام بنام کافر مرتد اور ولد الزنا حتیکہ ایک کا قتل ہزار کافر کے قتل سے بہتر ہے دیکھئے فتاوی افریقہ احکام شریعت، اور حسام الحرمین۔ تو دوسری طرف دین مصطفیٰ کے ساتھ سلوک کا آئینہ ہم پچھلے باب میں مع حوالہ جات کے دکھا چکے ہیں انہیں میں سے اپنے خان اعظم بانئ دین رضا خانی کا یہ فتویٰ بھی ہے کہ قرآن و حدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول کو حجت پکڑنا جائز ہے، تو دوسری طرف آپ کی وصیت کہ میرے دین و مذہب پر عمل کرنا ہر فرض سے اہم فرض ہے وغیرہ وغیرہ عبد القادر مالک ہے مختار ہے نافع ہے ضار ہے، عرش پہ بھی ہے فرش پر بھی جس کی محافل وعظ میں سارے رسول حاضر ہیں شیر بیشہ مولوی حشمت علی عبید الرضا کا یہ کہنا کہ ہم محمدؐ کے بندے ہیں محمد کی عبادت وغیرہ وغیرہ کیا یہ انکار دین نہیں ہے، ہے اور یقیناً ہے، فتوے کے مجاز تو ہم نہیں، اور نہ اپنے اکابر کے اسوہ کو ترک کر سکتے ہیں، اس لئے کہ ہماری تربیت مختلف ہوئی ہے ہم اپنے اکابرین کی للّٰہیت اور خدا ترسی کی شہادت دیتے ہیں کہ جنہوں نے ہم کو احترام دین کے ساتھ احترام آدمیت کی تعلیم دی ہے نفرتوں کے الاؤ نہیں دھکائے پورا زمانہ طالب علمی جب یاد کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ لائق صد احترام اساتذہ میں سے کسی نے بھی تو دوران اسباق میں بریلوی مکتب فکر سے نفرت کا اظہار نہیں کیا قیام ملتان کے زمانہ میں طلبا مدرسہ قاسم العلوم بعد از عصر قلعہ پہ چلے جاتے تھے نماز مغرب کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا کہ قلعہ کی جملہ مساجد کے آئمہ بدعتی ہیں نماز باجماعت ترک کر دی جائے معاملہ استاذی مفتی محمود صاحب تک پہنچا آپ نے فرمایا باجماعت نماز ادا کرو اگرچہ امام بدعتی بھی ہو طلبا نے حجت کی بحث چل پڑی مفتی صاحب نے اس حدیث اور اس کی سند پہ بہترین بحث فرمائی صلوا خلف کل بر و فاجر، کسی نے کہا حضرت یہ فاجر نہیں مشرک ہیں بس پھر کیا

تھا۔ جلال میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ کیا دین تم اسے لئے پڑھتے ہو کہ مخلوق خدا کو کفر و شرک کی تلوار سے ذبح کرتے پھرو، تم رب کی جنت کے ٹھیکیدار ہو۔ میرے اکابرین نے اس فرقہ پر کوئی فتویٰ فسق کے علاوہ نہیں دیا میرا بھی یہی فتویٰ ہے کہ فاسق کے پیچھے بالکراہت نماز جائز ہے۔ اللہ اکبر اس ماحول کی تربیت اور رب کریم کا یہ حکم کہ لا یجرمن کم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ (ترجمہ) کسی قوم کی دشمنی تمہیں خلاف عدل پر نہ ابھارے، بلکہ عدل ہی تقویٰ (دل سے) قریب تر ہے۔ ہم کو جواب لکھنے اور رضاخانی دین کے بھیانک چہرہ کی نقاب کشائی کا کوئی شوق نہیں۔ کہ وفور شوق سے مجبور ہو کر قلم اٹھایا ہو حاشا وکلا۔ بلکہ بادل نخواستہ اک ناخوشگوار فرض ادا کیا ہے جس کے لئے ہمارے کرم فرماؤں نے خود ہی ہمیں مجبور کیا ہے۔ جن کا شیوہ ہی بچھو کی طرح ڈنک مارنا ہے جن کی باؤلی حرکتوں کے نتائج کے تو ہم ذمہ دار نہیں وگرنا تو ہم دفاعی پوزیشن میں نہ ہوتے بلکہ حفظ ماتقدم کے طور پر اور تحفظ ذات کے احساس کے ساتھ قتل المؤذی قبل الایذاء پر عمل پیرا ہوتے۔ ہمارے اکابر تو بعد از ایذا بھی چشم پوشی کرتے رہے ہیں، ہم خدام اگر البادی اظلم فرمان نبوی کی روشنی میں عملی اقدام کے طور پر ظالم کا ہاتھ پکڑیں تو کونسا جرم ہے۔ دفع شر پر ہم مجبور کر دیئے گئے ہیں، حق دفاع استعمال کرنے پر ہم کیسے مطعون کیا جا سکتا ہے جبکہ حدود دفاع کا بھی ہم کو شدید احساس ہے اس لئے ہم کفر سازی کی گھناؤنی حرکتوں سے بری ہیں، ہاں ظالم کو فساد کو اور تفریق مسلم جیسے شیطانی مشاغل کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرنا ہم کوئی شرافت نہیں بلکہ بدترین جرم جانتے ہیں کہ اس سے مجرم ذہن کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اس مجرم ذہن کی حوصلہ شکنی کرنا، بلکہ اس کے حوصلوں کو لگام دینا ظلم کو روکنا دنیائے مذاہب کی سب سے بڑی نیکی ہے۔ لیکن داد دیجئے کہ پھر بھی ہم نے اسوہ سلف کے پیش نظر ان کی زبان میں بات نہیں کی۔ بطور نمونہ دیکھا جائے باب اول میں تکفیر مسلم کی شرعی زبان میں کہ کیسی کیسی مغلظات

وہابیہ کا نام شرعی فتوے رکھ لیا لیکن بایں ہمہ بحمد اللہ ہم نہ افراط کے شکار نہ تفریط کے مریض۔ البتہ معاملہ دین کا ہے ذاتی اور گروہی نہیں۔ دین میں مداہنت بدترین جرم ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ ظالموں کی طرف ذرا بھی نہ جھکو اگر کل فروائے قیامت) آگ میں تپتے رہو۔ کی وعید شدید ہے۔ ظاہر ہے ظلم شرک اور ظالم مشرک ہے کہ ان الشرک لظلم عظیم تو اس کے ساتھ مروت کیسی من وقر صاحب بدعۃ فقد ھدم الدین تقاضاہائے دین اور احترام دین سے بڑھ کر تو کوئی محترم نہیں تقاضائے توحید کے لئے ہم علی رؤس الاشہاد اسوۂ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قرآنی حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم والذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برآؤ منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضآء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ۔ (ترجمہ) تم لوگوں کے لئے ابراہیمؑ اور اس کے ساتھیوں کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے کہ جن کی خدا کے علاوہ تم عبادت کرتے ہو قطعی بیزار ہیں۔ ہم نے تم سے کفر کیا ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کی عداوت ہے جب تک کہ تم صرف خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ۔ اندازہ کیجیے جس خدائے علیم نے دعوتِ دینی کے لیے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کا اصول سکھلایا وہی اسوہ ابراہیمی کی خبر حکم کے ساتھ دے کہ خط امتیاز کھینچ کر بتا دیا کہ مشرک معاند و متمرد کے ساتھ کسی قسم کی مروت اور نرم گفتاری تک ایماں کی موت ہے کیونکہ الشافی اعمال وعقیدہ کا یہ سب سے قبیح ترین جرم ہے خدا اور رسول اور دین کا سب سے بڑا موھن توہین کرنے والا مشرک ہے اس کا احترام تو کجا توہین فریضہ دینی ہے۔ ممکن ہے بیچھے ارادے اور پاک نیت کے ساتھ اسی شرک یا غیر دین کو ہی حق سمجھ لیا ہو تو کیا اس کی یہ نیت کی پاکیزگی تسلیم کر لی جائے گی ہرگز نہیں۔ قرآن و حدیث معیار ہے جو اخلاص جو ارادہ جو عمل اس معیار

پر پورا اترے گا واجب التسلیم اور جو اس معیار سے گرے گا اس پر ہزار بار لعنت۔ بقول
خان اعظم مرد آہن امور تعظیم میں ایجاد بھی سنت اور باعث ثواب ہے۔ اس کا مکمل حوالہ
گزر چکا ہے۔ غور کیجیے کیسے دین کی وقعت تو کیا حقیقت کو جھٹلا دیا ہے۔ اللہ کے رسول
فرمائیں کہ شر الامور محدثاتھا۔ بدترین امور دین میں نئی ایجادیں ہیں امور تعظیم و محبت
یا دشمنی و نفرت کیا یہ دین نہیں یقیناً دین ہے اللہ کیلئے محبت اللہ کے لیے عداوت۔ اللہ
اس بندے سے راضی ہے اور اپنی رحمت سے محروم نہیں کرے گا جو مَنْ اَحَبَّ فی اللہ و
البغض للہ اور حضور فرمائیں من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد جو ہمارے دین
میں نئی بات اور طریقہ رائج کرے کہ وہ طریقہ دین سے نہ ہو۔ یعنی ایجاد بندہ بیہودہ مردود۔
اور اپنے مرد آہن خان بریلوی کہیں کہ وہ سنت تو مسلمانوں دیانتداری سے بتاؤ کہ اللہ رسول
کا حکم تسلیم کرو گے یا بریلی کے خرافات کو۔ یہ اندازہ کیجیے کہ روائے محبت کی آڑ میں کس طرح
رسول اللہ کے بالمقابل خم ٹھونک کر جمے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف دور جاہلیت کے عرب
یا مکہ کے کافروں کی صف میں موصوف کھڑے نظر آتے ہیں۔ اس لیے کہ رسول اللہ کے
دین سے بغاوت اور خود رسول کے مقابلہ میں اپنی منوانے پر جو مصر ہیں تو خود بخود آپ
کی صف سے کٹ کر کسی گروپ میں تو شمار ہونا تھا۔ چنانچہ دیکھیے آپ کفار مکہ کی صف میں
کھڑے ہیں مثلاً تعظیم شعائر اللہ اور ان کی محبت میں دیکھیے بھلا کون کہہ سکتا ہے کہ عرب
کے کافروں کو خدا کے گھر سے محبت نہیں تھی۔ دوسری طرف تعظیم کا اندازہ اس سے
لگائیں کہ تعمیر ہو تو حلال مال سے اگرچہ رضا خانی دین میں تو کنجری یعنی بیوہ کے مال سے
بھی محفل میلاد کی مٹھائی جائز ہے حوالہ اسی کتاب میں گزر چکا ہے۔ لیکن مکہ کے کافر تو
تعظیم میں ان سے بھی آگے تھے کہ بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے کیوں کہ بوجہ
عظمت کعبہ کے کہتے تھے انہیں کپڑوں کے ساتھ تو گناہ کریں پھر طواف بیت اللہ
یہ کعبہ کی عظمت کے خلاف ہے۔ یہ تھا مکہ کے کفار کا استدلال۔ شریعت حقہ نے اُن

کہ اس تعظیم کو مردود قرار دیا لیکن ان کے اخلاص کو ہدف ملامت نہیں بنایا تو معلوم ہوا ربانی ہدایت سے ہٹ کر نہ تعظیم معتبر ہے نہ محبت۔ ایسے ہی رضا خانی امت کی نیتوں سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، بلکہ ان کے تسلیم شدہ عقائد اور اعمال کو نصوص کے خلاف پائیں گے تو اس سے اظہار برات کریں گے۔ اگر عقیدے اور اعمال مشرکانہ ہوں گے تو مشرکانہ کہیں گے اس لئے کہ یہ دینی فریضہ ہے اس پر چیں بر جبیں ہونے کی ضرورت نہیں۔ خصوصاً ان حالات میں کہ کفر و شرک پر عملاً زور ہو ان کی ترویج پر اصرار ہو اور طرفہ یہ کہ مسلم دنیا کو کافر بھی کہتے ہیں۔ ماضی بھی جن کا پوشیدہ نہیں تو پھر ان جملہ امور سے صرف نظر کر کے صرف حال کے نظام مصطفےٰ کے نفاذ کا نعرہ اور محبت نبوی کا بغیر اطاعت کے ہنگامہ کیسے تسلیم کر لیا جائے جبکہ کفر و شرک کا انبار ہمارے سامنے ہے مشتے نمونہ از خروارے۔

نظام مصطفےٰ کے دعوے کی حقیقت

دلوں کے بھیدوں سے تو محض علیم و بصیر خدا واقف ہے ہم کو تو ظن و تخمین سے بھی بچنے کا حکم ہوا ہے جس کے ہم پابند ہیں۔ ایاکم والظن۔ اور ان بعض الظن اثم۔ لیکن جن حقیقتوں کا ادراک علیٰ وجہ البصیرۃ دل کی طمانیت شعور کے اذعان اور سر کی آنکھوں سے روز روشن کی طرح مشاہدہ ہو تو ظن نہیں کہلاتا خصوصاً ظن کا قبیح پہلو یعنی سوئے ظن۔ لیکن ضروری نہیں کہ کوئی ہمارے ہی یقین کو حکم مانے، بلکہ پہاڑ سے بھی زیادہ ٹھوس اور بلند حقائق ہم پیش کئے دیتے ہیں فیصلہ قارئین پر ہے۔ محبت رسول کے بلند بانگ دعاوی اور نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے تنہا نعرے باز اور علم بردار۔ اللہ محفوظ رکھے غلامان محمد کو ان کے چکر اور نعرہ بازی کے فریب سے کہ جب تیر کمان سے نکل جائے تو پھر پچھتانا نہ پڑے۔ مقصد ان دعاوی اور نعرہ بازی کا واقعی حب رسول

نہیں اور نہ نظام مصطفےٰ کا نفاذ ہے۔ بلکہ اس کی آڑ میں دین و نظام اعلےٰ حضرت خاں صاحب کا نافذ کرنا ہے۔ تو محبت رسول کی جگہ بھی خانصاحب کا نقش جمانا ہے۔

(۱) دیکھئے ان کے باوا خانصاحب کی وصیت اور اسی وصیت کی روشنی میں ان کے معمولات کہ دنیا بھر کو جس کی بنیاد پر کافر کہتے ہیں۔ تاکہ کسی حتمی فیصلہ پر آسانی سے پہنچا جا سکے فرماتے ہیں۔ تم سب محبت و اتفاق سے رہو۔ اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔ اور میرا دین و مذہب جو میری کتب میں ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ وصایا شریف صفا۔ مؤلف زلزلہ و جماعت تبلیغی چلے ہیں لوگوں کو فریب دینے کہ اکابرین دیو بند اور جماعت تبلیغی کی دیکھئے تضاد بیانیاں بھلے آدمی پہلے گھر کی خبر تو لیتے۔ جب دیکھو خوئے بد پہ زور ہے۔ گھر کے تضادات و کفریات کو کہاں تک چھپاؤ گے۔ کیا اعلیٰ حضرت نشے میں یہ وصیت فرما گئے ہیں۔ اگر سکرات موت کی غشی میں وہ بچارے کچھ کہہ گئے تھے تو کیا آپ بھی نشے میں ہیں کہ آج تک اسی کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ کہ میرا دین و مذہب۔

اتباعِ شریعت سے جو غلط فہمی ہو سکتی تھی غالباً اس کے ازالہ کے لئے میرا دین و مذہب کی نشان دہی فرما دی پھر دین و مذہب کی تلاش قرآن و حدیث سے نہیں۔ جو میری کتب سے ظاہر ہے کی قید لگا کر تو واقعی قرآن و حدیث سے رخ موڑ لیا۔ غور کیجئے۔ یہ پابندیاں دینِ مصطفےٰ کے بجائے دین رضا خانی کی تلقین نہیں۔ پھر ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ سبحان اللہ۔ گویا زندگی پر جس آرزو کو اشاروں کنایوں میں ظاہر کرتے رہے مرتے وقت اسی مخفی ناسزا خواہش کو الم نشرح کر دیا کہ گویا میرا دین و مذہب کوئی معمولی شئے نہیں جس پر تمہیں مضبوطی سے جمنا ہے۔ بلکہ ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ فرائض تو اللہ کی طرف سے بندوں پر ہیں لیکن اعلیٰ حضرت کا دین و مذہب گویا اللہ و رسول کے ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ دین میں وہ امور و معتقدات جن کی تسلیم و اقرار کا مطالبہ ہوا ہے وہ

عقیدے کی بنیاد قرار پائے ہیں تو دینی اعتقادی فرائض ہیں بشمول مثبت و منفی اجزاء کے جیسے نفی شرک ، توحید و رسالت ۔ آخرت جنت و دوزخ ملائکہ وغیرہ ۔ ایمانی حقیقتیں اور فرائض کہ جن میں سے کسی ایک کا انکار دائرہ اسلام و ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔ اعتقادی فرائض کے بعد عملی فرائض دیکھیے نماز روزہ حج زکوٰۃ و دیگر مالی و بدنی عبادتیں فرائض ہیں ۔ تو کیا اعلیٰحضرت کے فرض خدا اور رسول کے ان مذکورہ بالا فرائض سے اہم ہیں ۔ ممکن ہے کوئی رضاخانی ہٹ دھرمی اور عیاری سے یہ کہہ دے کہ انہیں فرائض کی پابندی کا حکم ہی تو اعلیٰحضرت نے دیا ہے ۔ اس فریب میں نہ آنا اگر انہیں فرائض کی پابندی کا حکم ہوتا تو پھر میرا دین و مذہب کی تقلید کا کیا بنا ۔ نیز اگر یہی دینی فرائض حضرت کی مراد تھے تو پھر محض اپنی کتب کا پابند کس لئے بنا رہے ہیں کیا خدا کا قرآن ان حقائق سے خالی ہے ۔ کتب احادیث سے دین رضاخانی کے لئے رہنمائی نہیں ملتی جب ہی تو ان کتب ھدیٰ سے رخ موڑ کر اپنی کتب کی طرف رہنمائی فرما رہے ہیں ۔ ہم نے اپنی طرف سے کوئی حرف واضافہ نہیں کیا حضرت کی وصیت سامنے ہے اسی کی روشنی میں ہم نے بات کی ہے ۔ دیانت داری سے دیکھیے کیا کوئی بات ہم نے اپنی طرف سے کی ہے ۔ آپ کی وصیت کی واقعاتی تشریح اپنی بساط بھر کوشش کے تحت کی ہے بہر حال حضرت کے ذہن رسا میں تو نہ معلوم اور کیسے کیسے شیطانی فتنے کلبلا رہے ہوں گے کہ جن تک ہم نہیں پہنچ سکتے اس لئے کہ ہم عاجز اور آپ مجدد ۔ اللہ کی پناہ آسمان کیوں نہ گر پڑا زمین کیوں نہ شق ہو گئی ۔ کیا مسلمانوں کی غفلت شعاری اتنی گمبھیر ہے کہ اس رضاخانی دین کے فتنہ سے اپنی نسلوں کو نہ بچائیں گے ۔ کوئی تو ہمیں بتلائے کہ کیا قادیانی دجال سے بریلی کا یہ معجون مرکب کم ہے کہ خدا کے دین کے علی الرغم اپنے دین کا حکم دیتا ہے کتاب اللہ و حدیث رسول کی بجائے اپنی کتابیں پڑھواتا ہے ۔ جو کبھی خدا تو کبھی نبی بنا نظر آتا ہے کبھی خود شفیع اور کبھی متصرف و مختار کبھی ان داتا ۔ کبھی دین کا بانی ۔ کبھی عاشق رسول امتی

آخر اس تضاد بیانی کے جال میں پھنسا کر فتنوں سے نحیف و نزار ملتِ مسلمہ اُمتِ محمدیہ سے آپ چاہتے کیا ہیں اور کدھر لے جانا چاہتے ہیں۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ بھلا ایسا کون مردود ہوگا جو قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال کر اور پیارے رسول کا پیارا دین چھوڑ کر اس سرغنۂ بدعت کے مشرکانہ دین و دھرم کو قبول کرے گا۔ سچ فرمایا ہے مولینا قاسمی نے کہ یہی وہ دین رضاخانی ہے جس کے منکر عربی و عجمی کو رہابی کافر اور مرتد کہا جاتا ہے۔ اللھم احفظنا من شرورھم

وحدانیت خدا کا مذاق

دینِ ھدیٰ کی بنیاد توحید یعنی خدا کی وحدانیت پر قائم ہے تصورِ وحدانیت کو ذہنوں سے کھرچ دو خدا کُش توحید میں دوسرا دل کو دخیل بنادو توحید نہ رہے گی جب توحید نہ رہی دین کہاں رہا جب اصل دین نہ رہا جگہ خالی ہوگئی تو دینِ رضاخانی کے لیے آسان موقعہ پنپنے کا ہاتھ لگ جائے گا۔ اسی شیطانی منصوبے کے تدریجی مراحل کا بغور آپ جائزہ لیں گے، تو حقیقت صاف نظر آجائے گی دیکھئے اسلام کا پہلا سبق جس پر دین کی عمارت قائم ہے جس پر اعمال و عقائد کی مدار ہے وہ توحید ہی ہے۔ جس کی دعوت جملہ انبیاء نے دی۔ اور ان خاصان خدا کی جملہ آزمائشوں کی بنیاد یہی مسئلہ رہا ختمی مرتبت نبی آخرالزمان اور آپ کے جانثار رفقاء نے جو تکالیف اٹھائیں وہ اس عقیدہ توحید کے منوانے کے لئے طائف کے بازار یا مکہ کی گلیاں شعبِ ابی طالب کی سختیاں یا بدر و حنین کے معرکے اور احد کے پہاڑوں میں دندان مبارک کا شہید ہونا غرض سراقدام جملہ صعوبتیں غزوات دسرایا عقیدۂ توحید کی صداقت کے آگے دنیا کو جھکانے کے لئے ہوا یہاں تک کہ وہ وقت آگیا کہ اعلان ہوا جزیرۃ العرب سے شیطان مایوس ہوگیا اب کبھی اس کی پوجا نہ ہوگی توحید کا ڈنکا بجنے لگا۔ اور آج تک دنیا عرب شرک سے محفوظ ہے۔ یہی وہ عقیدۂ توحید ہے جس کے مٹانے کے لیے اپنے اعلیٰ حضرت نے کمر ہمت باندھ رکھی ہے۔

جب میدان میں اُتر ہیں گے تو پھر توحید کیا ہر مذہبی صداقت کو جھٹلائیں گے۔ چنانچہ نبوت کی آڑ میں توحید پر کلوخ اندازی کی، تو اولیاء کی اوٹ میں خصائص نبوت پہ ہاتھ صاف کیا انجام کار اگلوں پچھلوں کے جامع کمالات خود بن بیٹھے۔ بس پھر کیا تھا آندھی اور طوفان کی طرح اُٹھے۔ خدا خود بن بیٹھے۔ میدان حشر میں سایہ بھی آپ کا، قبر میں بھی جلوے دکھانے لگے۔ تنقیح بھی بگڑی بنانے والے بھی عالم الغیب بھی جیسے آپ نے عوت بیمار کی شفا کلی کا دعویٰ کیا۔ کہ میری کہی کو مان لو تو زندگی ورگرنہ تو موت۔ چنانچہ لواحقین کے انکار پر موت کا اعلان کر دیا۔ وقت کی بھی خبر اور جگہ کی بھی اطلاع حتیکہ پھر فرماتے ہیں جیسے ہم نے کہا تھا ویسے ہوا وہی جگہ وہی وقت اور موت دیکھے ملفوظات حصہ دوم ص ۲۹۔

غرض کبھی عالم الغیب اور کبھی متصرف، پھر کبھی شیر خدا کو منصب خدائی پر جلوہ گر دکھایا تو کبھی عبدالقادر کو دو قدم اس سے بھی آگے۔ یہ جملہ حقائق مع حوالہ جات کے پہلے بتا آئے ہیں اعلیٰحضرت کی اس تعلیم کا اثر ہے جس کا بعد کے رضاخانیوں نے یوں اظہار کیا ہے۔

ے خدا کے پلے ہی وحدت کے سوا کیا ہے   جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمد سے

بندگی محمد کی

جب حضرت کے مقربین کو یہ یقین آ گیا کہ اب اللہ کے پاس کچھ بھی نہیں رہا تو اب اس کی عبادت کیوں چنانچہ شیر بیشہ جناب حشمت علی المعروف بہ عُبَیدُ الرضا یعنی (رضا خاں کا چھٹکنا بچہ نکڑا) بغیر لگی لپٹی واشگاف کہتے ہیں۔

(۱) ہم خدا کی بندگی کے لئے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ رسول اللہ کی بندگی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

(۲) جو رسول کا بندہ نہیں وہ شیطان کا بندہ ہے۔

(۳) اگر خدا کے بندے رہو گے تو دوزخ کا کھٹکا رہے گا۔ کیونکہ اس کے پاس

جنت و دوزخ دونوں ہیں اور اگر صرف رسول کے بندے رہ گئے تو دوزخ کا کھٹکا نہیں رہے گا، کیونکہ اس کے پاس صرف جنت ہے۔ الخ

اب حضرت اختلاف کی شکل بھی بتلا دیتے تو تسلی ہو جاتی کیونکہ جنت ایک اور ملکیت دو کی جب کسی کے لئے تنازعہ ہو جائے مثلاً ایک مالک جنت میں داخلے کا کسی کے لئے اصرار کرے دوسرا انکار تو اس صورت میں غالب کون رہے گا۔

(۴) ابولہب و ابوجہل خدا کے بندے تھے دوزخ میں گئے اور ابوبکرؓ و عمرؓ رسول کے بندے تھے اس لئے جنت میں گئے نماز اس طرح پڑھو کہ منہ قبلہ کی طرف دل جھکا ہو مدینہ کی طرف از اول تا آخر نماز میں تصور حضرتِ رسول کا ہو۔

از مقامع الحدید علی الکذاب العنیدہ

جب کم علم دین سے نا آشنا سادہ لوح مسلمان کو حضور کے نام پر اس سطح تک لے آئے تو اگلے قدم کے طور پر ذہن کو ہموار اور پختہ بنانے کے لئے کہیں تو حضرتِ علیؓ کو شریک خدائی کیا۔

؎ علیؓ جو چاہیں تو مقصد کو سر براہ کریں گدا کو جو چاہیں تو پل بھر میں بادشاہ کریں

تو کہیں عبدالقادر گیلانی کو خدا کے برابر بٹھا دیں۔

؎ بنا دیتا ہے سلطان آپ جس پہ عنایت ہو
خدا سے کم نہیں عز و جلال اس دین کے سلطان کا

خدا کی خدائی اور رسول کی ختم نبوت کا انکار

کوئی الزام نہیں واقعہ ہے حضرت کی تعلیمات سے دنیا بڑی ناانصافی اور بے رحمی کا برتاؤ کر رہی ہے وگرنہ آپ کے کمالات کے جلوے تو ایک ایک فتوے نوٹ اور شعر میں ایسے درج ہیں کہ صرف ہند کیا پوری دنیا سے نبی عربی کی تعلیمات

کے لئے زہر ہے، ماسوا عرب کے اس لئے کہ وہ بڑے سخت ہیں خصوصاً اب جبکہ وہاں وہابڑے قدم جما چکے ہیں، خیر حضرت کا ایک فتویٰ شریف فتاوی افریقہ شریف کے ص۱۱۶ شریف پر ہے۔

(۸۰) حضرت پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ، حضور اقدس و انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث کامل و نائب تام و آئینۂ ذات ہیں، کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال و کمال و جلال و افضال کے ان میں متجلی ہیں، جس طرح ذاتِ نعوت احدیت مع جملہ صفات و نعوت جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں تجلی فرما ہے، من رآنی فقد رای الحق، تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے۔ الخ فتاوی افریقہ ص۱۱۶

عقل حیران ہے کہ سبائیت کے مرموز گورکھ دھندے ہیں آخر یہ مجدد رمزیات کہنا کیا چاہتے ہیں۔ وارثیت تام اور آئینہ ذات آخر کیا مصیبت آئی تھی پھر متجلی اور اد خال و ادغام کا شیطانی چکر ہے اس تانک جھانک کے مرموزات کو تو کوئی واقفِ راز ہی جان سکتا ہے اللہ اور اللہ کا رسول اور رسول کے سچے امتی تو ایسی لغویت اور چھچھورپنے سے پاک ہیں کیا اعلیٰ حضرت اپنی عشق بازیوں کا تصور باندھ کے کہیں طفلانہ جسارتوں کی گزری یادوں کے غم میں تو مبتلا نہیں، نہ معلوم دنیائے مذاہب میں یہ کس لفنگی قوم کا مذہب ہوگا کہ کبھی خدا کسی میں تجلی مارتا ہے تو کبھی کوئی نبی امتی کے اندر دبکے بیٹھے ہیں، یہ حلول کے کافرانہ عقیدے اسلام میں کہاں سے آگئے، تعلیمات محمدؐ کی دشمنی کی انتہا ہے کہ ہر کفر و شرک جہاں سے ملے اسی کا نام اسلام اور عشق محمد رکھ دیا جاہل قوم بھی مطمئن ہوگئی، مرزا قادیانی بھی ظلی بروزی کے ایسے ہی بھنور میں اپنی قوم کو گرداب بلا میں پھنسا گئے، انگریز کے دونوں ٹاؤٹ راہیں اگرچہ الگ ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے استاد ایک ہے، جبھی تو تعلیمات میں یک رنگی ہے، خیر

دعوائے محبت

بات دور چلی گئی ہے۔ یہ تو ہم آگے بتائیں گے کہ دینِ مصطفےٰ کے بجائے اخذِ دین کہاں سے کیا۔ اور کن کے عقیدوں کو کس غرض سے مسلمانوں میں رواج دیا۔ فی الحال تو یہ بتا رہے تھے کہ نظامِ مصطفےٰ کے نفاذ کے نعرے کی آڑ میں رفض و تثلیث کے چربے سے رضاخانی دین کا نفاذ مقصود ہے جس کی جھلک وصیت اور اس کے بعد کی ابحاث میں ہم دکھا چکے ہیں۔ اب دیکھئے محبت رسول کی آڑ میں اعلےٰ حضرت کا نقش جمانا تھا سو دیکھئے امت رضاخانی نے وہ نقش کیسے جمایا۔ نہ خدا رہا نہ نبی بیچارہ رہ گئے صرف اعلےٰ حضرت تو اب جملہ اختیارات خدائی بھی آپ ہی کو حاصل ہیں جس کے لئے محبت کی یہ راگنی الاپی تھی۔ دیکھو نغمۃ الروح۔ ؎

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا — مرا اور تیرا خدا مدد رضا
تیرِ عبدیت میں جھڑا لگ گیا — منہ اجالا ہو گیا احمد رضا
لاج والے لاج تیرے ہاتھ ہے — بندہ ہے بندہ تیرا احمد رضا
کیا بتاؤں کیا دیا کس نے دیا — جو دیا تو نے دیا احمد رضا
دین و دنیا میں مرے بس آپ ہیں — میں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا
دونو عالم میں ہے تیرا آسرا — ہاں مدد فرما شہا احمد رضا
دین و دنیا میں نہ کچھ مشکل پڑے — اے مرے مشکل کشا احمد رضا
تم سے کیا وہ دینِ حق سے پھر گیا — جو پھرا تجھ سے شہا احمد رضا
تیرا ہمسر کیسے ہوتا کوئی — کوئی تجھ سا کب ہوا احمد رضا

(نغمۃ الروح)

گویا رضاخان کے بچاریوں کی حقیقت اور محبت رسول ان اشعار سے آشکارا ہو گئی

کیا جلالِ کبریائی اور عظمتِ رسول ھدیٰ کا سارق بھی محب رسول ہو سکتا ہے
ایں خیال است و محال است و جنوں
بل طبع اللہ علیہا بکفرھم فلا یؤمنون الا قلیلا۔

فرقہ رضاخانی کی رفض نوازیاں

رضاخانی فرقہ درحقیقت عقائد سے لے کر اعمال تک اور محبتِ ذوات و اشخاص کی آڑ میں دین و اہلِ دین کی دشمنی تک ہر طرح سے ہم زبان و ہمنوا ہم مشرب و ہم مذہب ہیں رفض کے۔ اُن کی کتب عقائد دیکھئے جیسے وہ قرآن کی تحریف لفظی کے قائل ہیں حتیکہ اہلِ بیت کی منقبت والے پورے دس پارے ابوبکر صدیق کی بکری کھا گئی ایسے یہ بھی قرآنی عقائد کے اعتقاداً محرّف اور عملاً نقیب ہیں روافض کے۔ جیسے روافض اپنے ائمہ کو عالم الغیب، حاضر و ناظر، بشریت سے عاری صرف جامۂ بشریت میں ملبوس مختار مطلق اور متصرف علی الاطلاق یقین کرتے ہیں یہ بھی ان کے اِن جملہ عقائد میں من و عن ذرا عابذراع شبراً بشبرٍ ہمنوا ہیں بلکہ ان کے جملہ عقائد کا ماخذ بھی منبع رفض ہے گویا سبائیت قدیمہ کا یہ جدید ایڈیشن ہیں کہ مذکورہ عقائد کی بناء پر کتنی ہی آیاتِ قرآنی کا انکار واضح ہے۔ عملی زندگی کی مشابہت دیکھنی ہو تو جیسے وہ ذواتِ قدسیہ اصحابِ رسول یعنی نجوم ہدایت پر تبرّی تولتے ہیں۔ چونکہ وہی حضرات دین کے پہلے ترجمان ہیں تو یہ حضرات رضاخانیہ بھی اُنہیں کی سنتِ سیئہ پر عمل کرتے اپنے اپنے ادوار کے علماء حق ترجمان دین ھدیٰ پر تبرا تولتے ہیں دیکھئے فضل رسول بدایونی اعلیٰحضرت حشمت علی سردار اچھروی اور ان کی جاہل ذریت حتیکہ بے زبان رضا المصطفےٰ نہد نام زنگی کا فور بات کہنے کی نہیں لیکن بن کہے بنتی بھی نہیں۔ غالباً ۱۹۶۷ء کی بات ہے آپ عمرہ پر تشریف لے گئے اہلِ خانہ اور کچھ اغلباً احباب کی مستورات ہمراہ تھیں بحری سفر ہے ان کے ہمراہ

ایک نوجوان صالح مع اہل خانہ کے قریب کے کیبن میں تھے۔ خیر سفر گزر گیا، حرم میں پہنچے ان کے نزدیک اہل حرم تو وہابی کافر ہیں اس لئے نماز با جماعت کا سوال تو خارج از بحث ہے اندازہ کیجیے شیطان نے کیسے گھمنڈ کا ایک ہی ڈوز پلایا ہے کہ تکبر سے اکڑی گردن حرم میں بھی مسلمانوں کے ساتھ نہیں جھکتی خیر حرم پاک سے مدینۃ الرسول پہنچے امام تو وہاں بھی وہابی لیکن روضہ پر حاضری کا مسئلہ لا ینحل تھا وہ نوجوان جو بحمد اللہ حین حیات ہیں اور اس کے بعد کئی بار حج و عمرے کی سعادت سعید حاصل کر چکے ہیں، کہتے ہیں کہ بار ہا دیکھا ریاض الجنۃ میں مولانا آتے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی ہوتیں اور ایک خوف زدہ کی طرح بعجلت تمام مواجہہ شریف سے بغیر صلوٰۃ و سلام پڑھے ففرو ہو جاتے، اسی کا کہنا ہے کہ شاید بغض اور توہین رسول کی مار تھی یا اہالیان حرمین شریفین سے بغض کی نحوست، واللہ اعلم خیر تو بات ہو رہی تھی رفض نوازی اور ان کی ہمنوائی کی عملی یکسانیت کے مشاہدہ کے لئے ان کے فتوے دیکھیے۔

تازیہ شریف باعث برکت ہے

تازیہ کی اصل صرف اس قدر تھی کہ روضۂ پر نور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلم علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل مطابق اصل بنا کر بنیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا۔ کیونکہ تصویر مکانات وغیرہ جاندار کی بنانا، رکھنا، بیچنا سب جائز مباح اور ایسی چیزیں کہ بزرگان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی محبت بڑھائیں۔ ان کی تمثال صحیح بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز ہے (نقل اشتہار محرم الحرام ۱۳۵۳ھ) لہذا جمیع اہل اسلام کو چاہیئے کہ وہ تعزیہ امام مظلوم کا بنا کر تبرکاً اپنے گھر میں رکھیں جو کہ باعث برکت ہے۔

المشتہر از قلم علامۂ دوراں مفتی زماں مولینا ابو البرکات سید احمد حنفی ناظم مدرس

دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند، کوچہ چابک سواراں لاہور۔

عزاداری حسین میں

ننگے سر ہونا، منہ پیٹنا، سیاہ پوش ہونا، واویلا کرنا، اقسام اقسام کے مرثیے پڑھنا۔ نوحہ کرنا، نوحہ گر ہونا، سر پیٹنا، سات تاریخ محرم الحرام کو علی عباس علمدار کا علم نکالنا، مندرجہ بالا سب جائز ہیں اور افعال آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لہذا ہر حنفی اہل سنت والجماعت کو لازم ہے کہ مندرجہ بالا افعال سے متفق ہو کر ان پر عمل پیرا ہو (یعنی ننگے سر سیاہ پوش ہو کر ہاتھ میں علم لے کر اقسام اقسام کے مرثیے پڑھے واویلا کرے، اور خوب منہ پیٹے اور سر پیٹے، اور چلا چلا کر روئے۔ اور ماتم کرے اور تعزیہ نکالے (نقل اشتہار محرم الحرام ۱۳۵۳ھ، از قلم فاضل جلیل، عالم نبیل مولانا مولوی حافظ قاری حکیم ابوالحسنات محمد احمد حنفی قادری رضا خانوی، اشرفی چشتی نثار وہی صابری واحدی، الوری مفتی الور پنجاب خطیب مسجد وزیر خاں مرحوم لاہور، ومصنف اوراق غم منقول از رسالہ نافع موسوم بہ، البرہان فی ادہان مرتبہ مولوی علی محمد مدح پوری کتب خانہ اشرفیہ جامع مسجد روڈ راولپنڈی کوہستان پریس۔

ماتم کی فضیلت

ابراہیم خلیل اس خبر کو سنتے ہی زار وقطار اشکبار ہوئے۔

(۱) ارشاد ہوا خلیل جو ان کے غم میں روئے گا۔ اسے ثواب اس قدر عطا فرمائیں گے جتنا تمہیں تمہارے فرزند کی قربانی کا ہوا (از ابوالحسنات محمد احمد بن مولوی دیدار علی۔

اوراق غم ص ۱۵

(۲) شہزادہ کونین سید الشہداءؓ روز قیامت عرصۂ محشر خون آلود چہرہ لے کر آئیں گے

اور جناب الٰہی میں عرض کریں گے۔ رب شفعنی فیمن بکیٰ علی مصیبتی۔ میری شفاعت اس شخص کے حق میں قبول فرما جو میری مصیبت کو یاد کرتے گریہ کناں ہو۔ ص ۱۵

(۳) اہل مدینہ چیخ چیخ کر اور آہیں۔ اور ضبط غم سے سر پھوڑ رہے ہیں۔ اوراق غم ص ۹۲

(۴) علی عباس علمبردار لشکر کا اگر ساتویں کو علم نکال رہے ہو۔ تو ایک جھنڈا جس پہ لا الٰہ الا اللہ ہو نکالو۔ تاشے باجے ساتھ نہ ہوں۔ اوراق غم مولینا ابوالحسنات ص ۳۱۲۔

قارئین گرامی خود فیصلہ کر سکتے ہیں ہم نے آئینہ دکھا دیا ہے۔ کیا اب بھی کسی کو اس فرقہ کے شیعہ ہونے میں کوئی شبہ ہے اور کیا ثبوت چاہیئے کیا آسمان سے سرزنش کا کوئی کوڑا برسے تب یقین آئے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ فرقہ صرف در پردہ ہی نہیں کھلم کھلا رافضی ہے پھر سنیت کے پردہ میں اکابرین امت علماء حق دیوبند کثر اللہ سوادھم پر تبری کرتے ہیں ویسے اہل بدعت کی شیعی سرگرمیاں دیکھنی ہوں تو محرم کے دس دنوں میں دیکھئے بچارے شیعوں سے بڑھ کر رافضی ہوں گے۔ ماتم کی رونق انہی کے برپا کردہ ذہن کا ہجوم ہوتا ہے سنی فکر کی بربادی اور ذہن وحمیت کے مٹانے میں رضا خانی فرقہ کے زیر پرست علماء سوء نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہماری تجویز ہے۔ اگر ایک مخصوص آدھ کو بھی ہٹا دیا جائے یعنی وہ ایک بات جو شیعہ حضرات کے ساتھ خاص ہے مخصوص نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ بیچارے رضا خانیوں کو بھی حصہ ملنا چاہیئے اور وہ ہے ریڈیو اور ٹیلیویژن پر مجلس شام غریباں۔ جس کا موقع ان کو بھی بہر ملنا چاہیئے۔

باب پنجم

داعیانِ تثلیث

رضاخانی فرقہ تثلیث کا داعی اور مسیحیت کا خوشہ چین ہے۔ یہ کوئی الزام نہیں اور نہ محض بدنام کرنا مقصود ہے بلکہ جن کو اپنا دین وایمان محبوب ہے اور جو تحفظ دین کا احساس رکھتے ہیں۔ اپنی آنے والی نسلوں کو دین سے وابستہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان سب کے لئے مقامِ غور ہے۔

کہ حضراتِ رضاخانیہ نے اپنے لئے جن عقیدوں اور اعمال کو مدار۔ اور دوسروں سے مابہ الامتیاز بنا کر پیش کیا ہے۔ اور منوانے پر مسلسل اصرار بھی علیٰ حالہٖ باقی ہے تو کیوں نہ حقائق کا مطالبہ کیا جائے کہ حق وباطل ممیز ہو سکیں اس کے لئے تین رہنما اصول دیکھئے۔ (۱) اُن پر اِصرار کی وجہ (۲) دینِ اسلام میں اُن کا وجود اور حیثیت (۳) ان عقائد و اعمال کا مصدر و ماخذ۔

کسی بھی دعوے کی صداقت اور حقیقت معلوم کرنے کے لئے ان اسباب کی جستجو لازمی وناگزیر ہے۔ اور مذکورہ تینوں اسباب معلوم کر لینے کے بعد دعوے کی حقیقت کو سمجھنا کوئی امرِ مستبعد ومحال نہیں رہے گا۔

اب آپ نمبر وار غور کیجئے (۱) اصرار ہے کہ ہمارے بیان کردہ عقیدے اور اعمال ہی حق اور جو نہ مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

جس دور میں ان مسائل پر حق وباطل کو دائرہ دکھا کر نزاع ومخاصمت کی بنیاد ڈالی

اٹھائیں اور بعدہٗ مستحکم کردیا۔ اس دور کی فکری و عملی آویزشوں کا بغور مطالعہ کریں تو حقیقت از خود مبرہن ہو جائے گی۔ اختصار کے ساتھ نشاندہی ہم کئے دیتے ہیں۔ مسلمانان ہند جو سیاسی قوت کا سرچشمہ تھے۔ انگریزوں کی آمد سے قبل بھی مختلف مذہبی و سیاسی گروہوں میں بٹے ہوئے اور کسی حد تک گاہ گاہے باہمد گر برسرِ پیکار ہوتے رہتے تھے۔ لیکن ایک بنیادی عنصر ہر حال باقی رہا۔

اگرچہ سیاسی نقشے وقتاً فوقتاً بدلتے رہے، وہ بنیادی عنصر تھا مسلم سواد اعظم کا سینٹ سے وابستہ رہنا تا آنکہ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی برصغیر کے سیاسی اُفق پر بطالف الحیل نمودار ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے زبردست قوت حاصل کر کے اس کے اسباب بھی اندرون ملک ہی میسر ہو گئے، نتیجۃً سابق غالب قوت نے سسک سسک کر دم توڑ دیا کر مغلوب ہو کر معدوم ہو گئی تازہ دم نئی قوت اُبھر کر چھا گئی۔ پھر وہی ہوا جس حقیقت کو قرآن نے بیان فرمایا ہے کہ۔ ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ کہ بلاشبہ نئے حکمراں جب کسی (اجنبی) ملک پر قابض ہوتے ہیں تو اس کے عزت والے (غالب طبقوں) کو محکوم و ذلیل کر دیتے ہیں۔ بقول علامہ اقبال ؎

آ بتاؤں تجھ کو رمزِ آیۂ ان الملوک — سلطنت اقوامِ غالب کی ہے جادوگری
خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر — پھر سلا دیتی ہے اسکو حکمراں کی ساحری

حجازی میراث کی پرستارانِ تثلیث کے ہاتھوں بربادی کا یہ دردناک منظر خانوادۂ ولی اللّٰہی سے جب دیکھا نہ گیا تو احیائے ملت کا دردِ فکرِ ولی اللّٰہی کے نام سے ان کی کتب کی شکل میں ظاہر ہوا جس کے نتیجہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز نے آخری اقدام کے طور پر ہندوستان دارالحرب ہے کا فتویٰ دیا جس کا نتیجہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی شکل میں نمودار ہوا۔ ایک ایسی منظم اور اجتماعی طور پر جنگ آزادی لڑی گئی کہ جس کی نظیر برصغیر کی تاریخ پہلے یا بعد میں پیش کرنے سے قاصر ہے ان حالات میں ایک اجنبی ملک میں بدیسی حکمران عوام سے کٹ کر مقہور ہو گئے تھے۔ پھر سے حالات کے دھارے کو

اپنے حق میں استوار کرنے کے لیے جہاں قوت کا اظہار باندازِ وحشت و بربریت کیا وہاں ٹاؤٹ قسم کے نوابان و امراء اور ان کے ذریعہ سے علماء و گدی نشینوں کے لیے خزانوں کے منہ کھل گئے، تحریص و ترغیب کے ساتھ تخویف و تعذیب کا ایک سیلاب سا آگیا، پھر کیا تھا جہاں عزم و ایثار کے پیکر اصحابِ عزیمت اپنے اپنے طور ادائے فرض کا حق ادا کر رہے تھے وہیں بندگانِ حرص و آز ہوا کے رُخ کو بھانپ کر خوشنودیٔ سرکار کے لیے شخصی کامجبوریوں کی خاطر وہ سب کچھ کر گزرے جس کی حکمرانوں کو ضرورت تھی، شاید اقبال مرحوم نے انہیں کاسہ لیسان سرکار کے مکروہ کردار سے متاثر ہو کر اپنے درد و تاسف کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

؎ جہاں میں خواجہ پرستی ہے بندگی کا کمال

رضائے خواجہ طلب کن قبائے رنگین پوش

بس پھر کیا تھا ایک طوفان آگیا نفرتوں کا حضرت ... کفر کا نے لگا۔

؎ حیاتِ تازہ اپنے ساتھ لائی لذتیں کیا کیا

رقابت، خود فروشی، ناشکیبائی، ہوسناکی

بلکہ بے فروش ملاؤں اور مقابر فروش گدی نشینوں کے لیے سنہری موقع ہاتھ لگ گیا۔ کہ چاروں انگلیاں گھی میں اور ہر طرح کے اندیشوں سے بھی تحفظ۔ اللہ دے اور بندہ لے والی بات، کہ مجاہدینِ آزادی و دشمنانِ انگریز کو صرف بدنام ہی تو کرنا تھا بس ہمہ تن مصروف ہو گئے یار لوگ، کہ نشادی ہائے کفر کا اک انبار لگ گیا۔ اور مشرکانہ عقائد و اعمال پر اصرار ہونے لگا، اس لئے کہ علومِ نبوت کے فیض یافتہ یقیناً ان مشرکانہ اعمال و عقائد سے بیزاری کا اظہار کریں گے، تو جاہل قوم کو یہ کہہ کر ان سے بدظن کیا جا سکے گا۔ کہ میاں انگریز سے جہاد وغیرہ کا نعرہ اسلام سے محبت اور اس کے غلبہ کے لئے نہیں ہے اس لئے کہ یہ تو (نعوذ باللہ) خلاصۂ کائنات سردارِ دو جہاں کے

دشمن ہیں اولیا کے مخالف ہیں ۔ اس لئے جہاد کرنا بھی ہے تو ان کے خلاف کرو انگریز تو صرف کافر ہے اور یہ کافر کے ساتھ وہابی بھی ہیں ان کے ایک کا قتل ہزار کافر انگریز کے قتل سے بہتر ہے ۔ اندازہ کیجئے حسام الحرمین کی یہ ابلیسانہ شاطری بربادی ۔ اسلام کے لئے کتنی تباہ کن ہے ۔ اب نمبر ایک کو دیکھئے اصرار اس لئے بھی کہ ایک تو کفر و شرک کو پنپنے کا موقع ملے دوسرا اصرار کے مسلسل شور سے رضا خانیوں کی عیاری و شاطری کی طرف کسی کی توجہ نہ جائے ، تاکہ پردہ پڑا رہے اور بے خبر مسلمان بھی جال میں پھنستے رہیں یہ ہے بنیاد اصرار کی ۔

رضا خانی عقائد و اعمال کا دین سے تعلق

انسانی عظمتوں اور شرف کو بالعموم جہاں مقابر پرستی کے ذریعہ مجروح کیا ہے ۔ وہیں ان کے ایک ایک عقیدے کو دیکھئے قرآن و حدیث میں ان کا انکار ہے ، تردید ہے ، اظہار ہے بیزاری ہے ، اختصار کے ساتھ ان عقائد پر دوسرے باب میں کلام ہو چکا ہے ، مثلاً انبیاء و اولیا (۱) عالم الغیب ہیں ۔ (۲) ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں (۳) ان کی دہائی دینا اور پکارنا لازمۂ سنیت و اسلام ہے (۴) ان کو متصرف علی الاطلاق نافع و ضار رازق و مالک وغیرہ ماننا چاہیئے ۔ نہ صرف ماننا چاہیئے بلکہ اقرار و ایمان ضروری ہے وگرنہ تو اسلام معتبر ہی نہیں ۔ یہ عقائد کا نقشہ ہے ۔ اس کے بعد اعمال کی فہرست تو دائرۂ تحریر میں لانا ہمارے بس کی بات نہیں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند اکا ذکر ہم کئے دیتے ہیں ۔ مقابر پر تعظیمی سجدے (۲) مقابر کا طواف ، ان پر بیش قیمت چادریں چڑھانا ۔ پھولوں کے انبار لگانا ۔ (۵) آگ یعنی دیئے جلانا صاحب قبر سے وہ سب کچھ مانگنا جو خدا سے مانگنا چاہیئے اذان و اقامت سے پہلے درود کا نعرہ لگانا ۔ ہو سکے تو ہر نماز کے بعد صلوٰۃ و سلام کے وقت میلاد کی شکل

میں قیام کرنا۔ گھر گھر قوالیاں خصوصاً کفریہ و شرکیہ الفاظ و تعبیرات پر مشتمل ٹوٹکے جن کی دھنیں فلمی گیتوں سے ملتی جلتی ہوں۔ پھر عرس اور میلے بھی تو ضروری ہیں۔ سب سے ضروری تو گیارھویں شریف، ہر مکان اور دکان پر صبح ذرا سی دھونی اور مختصر فاتحہ ہے۔ جمعرات کی بڑی فاتحہ مع لوازمات کے مرنے والے کے گھر پر چالیس دن تک پرا جما رہنا یعنی تیجہ۔ دسواں، بیسواں۔ پھر چالیسواں پھر لگاتار برسی اللہ کی پناہ پیٹ کے بندوں کے دھندے کہاں تک کوئی گنوائے۔ الغرض مذکورہ بالا عقائد و اعمال کا پلندہ لیجیے یہ ان کا دین ہے۔ ان جملہ امور کا یا ان میں سے کسی ایک عقیدے و عمل کا نہ ماننے والا وہابی ہے۔ جو ان کی اصطلاح میں کافر سے بدتر ہے۔ دوسری طرف ان جملہ عقائد و اعمال کا سراغ قرآن و حدیث میں لگایا جائے ان کے وجود تک کی خبر نہ ہوگی۔ ہاں عقائد کے امور کی ماسوا اللہ سے نفی اور انکار یقیناً ملے گا۔ قرنِ اول کے مسلمان یقیناً ان عقائد و اعمال سے بے خبر تھے۔ پھر انہیں عقائد و اعمال پر اصرار جن کا دینِ اسلام کے مسلّم ماخذوں میں سراغ تک نہیں ملتا صحابہ و تابعین کے طبقات جن سے بے خبر تو وہ امور کیسے دین بن گئے۔ یہی تو ہم بتانے کی سعی کر رہے ہیں۔ اب غور کرنا آپ کا کام ہم تو صرف ان کے یعنی رضاخانی دین کے ماخذ و منبع کی نشاندہی کیے دیتے ہیں۔ اور بس۔

رضاخانی دین کا ماخذ مسیحیت ہے

اسلام سے مسیحیت کی قدامت مسلم حقیقت ہے۔ پہلے تو مسیحیت کی وہ خرابیاں جن کی تردید اور نشاندہی قرآن نے کی ہے دیکھی جائیں۔ مسیحیت کا بگڑا ہوا خلافِ حق نقشہ نظر آجائے گا۔ بس اسی بگڑے ہوئے مسیحیت کے نقشہ کا نام جدید دور میں رضاخانی دین ہے مثلاً دنیائے عیسائیت کا یہ عقیدہ کہ واجب الوجود خدا کی ذات کے ساتھ حضرت مسیحؑ

اور حضرت مریم بھی خدا ہیں۔ قرآن میں اعلان ہوا ما المسیح ابن مریم الا رسول۔ مسیح ابن مریم تو صرف رسول تھے۔

صاف ظاہر ہے کہ رسول خدا کیسے ہو گیا یعنی رسول کے معنی پر غور کرو (بھیجا ہوا) تو وہ مختار کہاں رہا اور جو مختار نہیں وہ بھلا خدا کیسا۔ تو حاصل یہ ہوا کہ رسول مختیار کل نہیں ہوتے۔ قد خلت من قبلہ الرسل اس لئے کہ یہ کوئی نئی مخلوق نہیں بلکہ۔ اس سے پہلے بھی تو رسول آچکے ہیں کہ جن سے انسانیت اچھی طرح واقف ہے۔ کہ وہ انسان تھے۔ انسانی احتیاجات اور عوارض سے وہ مستثنےٰ تو نہ تھے کانا یأکلان الطعام وہ کھانا کھاتے تھے۔ بالفاظ دیگر بھوک لگتی تھی اور کھانے کی احتیاج سے ماورئ اور بے نیاز نہ تھے دوسری جگہ ارشاد ہے ویمشون فی الاسواق، وہ بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ تو کیا با اختیار خدا کی یہی شان ہے، سبحانہ وتعلی عما یقولون علوا کبیرا پاک اور بلند و برتر ہے وہ ان خیالات سے جو تم کہتے ہو، بہر حال وہ رسول اور فرستادہ تھے یعنی اپنی آمد تک کے وہ مختیار نہ تھے بھیجنے والے نے بھیجا چلے آئے قد خلت، خلت کے معنی ہیں گزر چکے رسول یعنی آگے چلے گئے اتنا اختیار بھی نہ تھا کہ یہیں ٹک جاتے واپس نہ جاتے، دنیائے عیسائیت نے اس الوہیت مسیح کے فاسد عقیدہ سے جو ٹھوکر کھائی تو پھر جادۂ حق صراط مستقیم پہ واپس نہ آسکی بلکہ گمراہی کے ہزاروں دروازے کھول دیئے، مثلاً خدا ہے۔ تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ میاں دیکھنے سے تو انسان ہی نظر آتا ہے، تو یاروں نے جواب دیا۔ کہ انسانیت یا بشریت کے پردہ میں لپٹے ہوئے ہیں، گویا بشر نہیں، بشریت کا انکار ہو گیا غضب خدا کا اگر کوئی یوں کہدے کہ علامہ ارشد القادری کوئی انسان تھوڑا ہے، تو کاٹنے کو دوڑیں، یا رضا خاں بھی کوئی انسان تھا تو زلزلہ آجائے۔ یا کوئی سر پھرا اپنے بے زبان (اسحاق اخرس نہیں) بلکہ جناب رضا المصطفےٰ صاحب سے یہ کہہ دے کہ جناب آپ کیسے انسان ہیں، یا آپ بھی کوئی انسان ہیں، یا آپ کو انسان کون کہتا ہے، یا مکمل انسان کی

نفی بھی نہ بلکہ تھوڑی سی مثلاً آپ میں تو انسانیت بھی نہیں ہے تو کیا آپ گوارہ کریں گے قطعاً نہیں لیکن غضب خدا کا نبی کی انسانیت کا انکار ہے اور جبین پہ عرقِ انفعال کا کوئی قطرہ تک نہیں، خیر اس سے ہمیں بھی کوئی سروکار نہیں، لیکن انکارِ بشریت کی بنیاد اثباتِ الوہیت ہی کا نتیجہ ہے، جو دنیائے عیسائیت کے علمِ کلام کی لا یعنی موشگافیوں کی بدولت وجود میں آیا، اور دنیا جس سے روشناس ہوئی اور اسی عقیدہ الوہیت مسیح کے نتیجہ میں یہ عقیدہ وجود میں آیا۔ کہ آپ عالم الغیب ہیں، نیز آپ مختارِ مطلق و مختارِ کل ہیں، آپ نافع اور ضار بھی ہیں۔ آپ تو ہر اس عیسائی کے پاس حاضر و ناظر جن کو مجاز پادری نے بپتسمہ دیا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہی ہے جس سے استغاثہ ضروری ہے وہ سنتا بھی ہے اور کام بھی آتا ہے۔ اب ظاہر ہے کروڑوں کی تعداد میں عیسائی موجود ہیں۔ اب حضرت عیسیٰؑ بیچارے کہاں کہاں اور کس کس کی خبر رکھیں، یہیں سے حاضر و ناظر کا عقیدہ وجود میں آگیا، غرض رضاخانی دین کے سارے کافرانہ اور مشرکانہ عقائد کا دین اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں، صرف علاقہ کی بات نہیں بلکہ اسلام کی ضد ہیں یہ عقیدے عیسائیت کے ہیں اسلام کے نہیں یعنی اسلام کے اقرار سے ان عقائد کی نفی ہے اور ان کی تسلیم سے اسلام کا انکار ہے۔

اس لئے کہ یہ عقائد لازمۂ الوہیت ہیں اور خصائص و لوازمِ الوہیت کا جملہ مخلوق سے انتفاء و انکار ہی ایمان و اقرارِ توحید کی شرطِ اولین ہے، اور خصائصِ الوہیت میں مخلوق کی شرکت کے تصور سے توحید کی نفی ہے، اللہ بچائے لیکن عیسائی یہ سب کچھ محبتِ مسیح میں کر گئے، ظاہر ہے کہ بربنائے دشمنی نہیں بلکہ بربنائے محبت، اور اللہ نے ان کی اس روش یعنی محبتِ مسیح میں غلو کی پاداش میں جہنمی بنایا۔

ان الکفر و من اہل الکتٰب والمشرکین فی نار جہنم خالدین فیھا اولٰئک ھم شر البریہ۔

حدود شریعت سے ماوری اور قید شریعت سے آزاد محبت اگر مذہب کے نام پہ ہے تو شرک کی لعنت کا طوق ہے۔ اور مذہب کی بنیاد پہ نہیں، بلکہ خواہش نفس سے مغلوبیت کی بنا پہ ہے تو بدکرداری ہے۔ ان دو کے علاوہ تیسرا کوئی تصور ہی نہیں محبت کا۔

محبت کے جملہ مظاہر یا تو مذہب کی بنیاد پہ ہوں گے یا خواہش نفس کی بنیاد پہ۔ خون رنگ نسل جنس نسب اور مصاہرت کے مختلف النوع مظاہر مذہب کی بنیاد پہ ہیں تو رحمت بشرطیکہ حدود بھی مذہب ہی کے بیان کردہ پیش نظر ہوں۔

اگر نہیں تو انہیں کے ذریعہ جہنم کا کندہ لیکن اپنے رضا خان تو امور تعظیم و محبت میں سب کچھ روا جانتے ہیں۔ لیکن اظہار بڑے پر فریب انداز سے کرتے ہیں "تاکہ اغراض مشئومہ اور مقاصد سیئہ کی خطرناکی عام قاری سے مخفی رہے اور اپنے خلاف سوچ سمجھ کر عوام کے اذہان بتدریج ہموار کرتے کرتے ماؤف کر دیں۔ تاکہ از خود دین کی ساری عمارت منہدم ہو جائے جس کی بدولت بدعات و خرافات پھل پھول اور پنپ سکیں۔ جس کے نتیجہ میں علماء کی جگہ مطرب و مغنی اور ڈوم ڈھاری بھاڑی فروش ا ہدے دین کی ترجمانی کرنے لگیں۔

"اگر علماء بے وقعت ہو کر عوام سے دور تو عوام علماء سے کٹ کر نقیبان خرافات کے ہتھے چڑھ کر متاع ایمان برباد کر بیٹھیں۔ پرستاران تثلیث سے نفرت گھٹتے گھٹتے معدوم ہو جائے تا دین مسیحیت فروغ پا سکے۔ انہیں اغراض کی تکمیل کے لئے لارڈ میکالے نے مشہور عالم تعلیمی پالیسی کی اصلاحات کے لئے اصولات ثلاثہ کو بڑی عرق ریزی سے وضع کیا تھا بدقسمتی سے اندرون ملک ہی کچھ ایسے لوگ آگے بڑھے جنہوں نے میکالے کی پالیسی کے لئے بڑا کام کیا اور شہرت دوام حاصل کی۔ اگرچہ متاع ایمان گنوا بیٹھے اور مسلم قوم کو فتنوں میں مبتلا کر گئے" یہ ہم نے اپنی طرف سے نہیں کہا ہے "بلکہ لارڈ میکالے کے اصول ثلاثہ دیکھئے۔ ماخوذ از (درد مستقبل)

(۱) ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج خواہ عیسائیت کے

نام سے یا کسی اور نام سے۔

(۲) ہندوستان میں لامذہبیت کا فروغ خصوصاً مسلمانوں میں کہ اگر عیسائی نہ بن سکیں تو مسلمان بھی نہ رہیں۔

(۳) مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو بظاہر مسلمان اور بباطن گورنمنٹ انگلشیہ کی وفادار ہو جو حاکم و رعایا میں ترجمان کا کام دے۔

دیکھیے مسٹر جیمس اور ڈیکیلی کی رپورٹ بحوالہ (روشن مستقبل) (ملخصاً)

نیز ہنری ہرنگٹن طامس اپنے رسالے (ہندوستان ہیں گزشتہ بغاوت اور ہماری آئندہ پالیسی) میں انہیں تین اصولوں کو بنیادی پالیسی قرار دیتے ہیں اور مسلمانوں میں لامذہبیت کے فروغ کے لئے بہ نسبت دوسری اقوام کے زیادہ کوشش خاص کر مذہب کی تعلیم اور اثرات سے دور رکھنا۔ روشن مستقبل۔

تیسرے اصول کے لئے سر سید آگے آئے۔ اور آج پوری ایک صدی گزرنے کے بعد تو یہ بات عیاں ہوگئی ہے کہ انگریزی حکومت کی آپ نے عظیم خدمات انجام دی ہیں۔ اور فی الواقع وہی پود اندرون ملک تیار کردی جو پالیسی کے مقاصد پورے کرتی رہی اور کر رہی ہے۔ یعنی لارڈ میکالے کی وہ رپورٹ کہ ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا میں مترجم ہو۔ اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خون اور رنگ و نسل کے اعتبار سے تو ہندوستانی اور مسلمان ہو، مگر مذاق، رائے، الفاظ، اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔ بحوالہ روشن مستقبل از تاریخ میجر باسو ص

اب یہ بتانے کی تو ضرورت ہی نہیں کہ آپ نے اس پالیسی پر کہاں تک عمل کیا اور کہاں تک کامیاب رہے۔ اس لئے کہ عیاں راچہ بیاں۔ انگریز کی مطلوبہ جماعت یا پود کا پہچاننا مشکل نہیں، برصغیر ہند و پاک میں مقامی معاشروں سے یہ علیحدہ پود فکر و خیال، عقائد و اعمال، کردار و گفتار، عادات و اطوار، حتیٰکہ زبان و لباس تک ہر مقام

پر ہر رنگ میں جدا اور اقوام فرنگ سے قریب تر بلکہ تہذیب فرنگ کا مشرق میں مکمل نمونہ اور سچا ترجمان نظر آئے گا۔ یہ سب کچھ نتیجہ ہے مرحوم کی مساعیٔ جمیلہ کا۔

دوسری طرف انگریز اس کی حکومت اور تہذیب مغرب سے وارفتگی اور والہیت موصوف کی تحریرات و خطبات سے ہویدا ہے۔

اس کے برعکس مسلم زعما اور علمائے حق جو بدیسی حکمرانوں سے متنفر تھے خصوصاً مجاہدین جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے لئے غیض و غضب اور نفرت کا عالم دیکھنا ہو تو آثار الصنادید و اسباب بغاوت ہند دیکھی جائے۔ رشتۂ مغلظات کا وہ انبار ہے کہ یارائے نقل نہیں۔ بقول مجاہد ملت مولینا محمد میاں مدظلہ العالی کے۔ فرماتے ہیں تعجب ہوتا ہے کہ ایک ہندوستانی ڈپٹی کلکٹر کس طرح برٹش امپیریلزم کی نظر میں معزز و محبوب بن جاتا ہے۔ کہ صرف اس کے خطابات ہی داستان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ کوئی ہندوستانی برطانوی ملوکیت سے اتنے خطابات حاصل نہ کر سکا جتنے آپ ممکن ہے یہ حق الخدمت ہو لیکن افسوس کہ تاریخ کسی کو معاف نہیں کرتی اپنے زمانہ میں انسان بسا اوقات صحیح اور غلط میں تمیز نہیں کر سکتا مگر تاریخ بہت جلد کھرے کو کھرا اور کھوٹے کو کھوٹا کر کے عالم آشکارا کر دیا کرتی ہے۔ ہم اپنے پیش رو حضرات کے اعمال کا محاسبہ کرتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ ان کو مطعون کریں، بلکہ اس لئے کہ ماضی کی روشنی میں مستقبل کے لئے شاہراہ عمل تلاش کریں اور بس۔ اس سلسلہ میں صرف ایک اشارے پر اکتفا کیا جاتا ہے تاکہ اصل مقصد کی طرف عود ہو۔

سر ولیم میور نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح انگریزی میں تحریر کی جس میں اسلام قرآن، حدیث، تفسیر اور علمائے امت حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر بے پناہ اور بھونڈے اعتراض کئے اور دل کھول کر مسلمانوں کی دل آزاری کی۔ اب لطف دیکھئے سر سید نے دفاع اسلام کے نام سے اردو میں اس کے جوابات خطبات احمدیہ میں

رہے۔ اس آڑ میں انگریزی سے نابلد ہندوستانیوں تک میور کا نکتۂ نگاہ پہنچا دیا۔
دوسری طرف جوابات بھی ایسے کہ اصل اعتراضات کی سمیت سے بڑھ کر خطرناک۔
یوں لامذہبیت کو مذہب کے نام پہ اور طرفداری کے رنگ میں پیش کر کے انگریز کی
پالیسی کا با احسن وجوہ حق ادا کیا تفصیل کا موقع نہیں من شاء فلیرجع علماء حق۔ دلیسے
بعد کے جملہ مضلین کی رہنمائی کے لئے مواد فراہم کر گئے۔ اللھم احفظنا من شرورھم۔

لارڈ میکالے کے بقیہ اصول ۱ و ۲

لارڈ میکالے کی تعلیمی پالیسی کے اصولات ثلاثہ میں اصول ۳ پہ بات پچھلے اوراق
میں ہو چکی ہے۔ اب ۱ و ۲ کو دیکھئے اور غور فرمایئے کہ ہمارے اخذ کردہ نتائج
ٹھیک ہیں یا غلط۔

۱۔ ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی وفکری ترویج خواہ عیسائیت کے
نام یا کسی اور نام سے۔

۲۔ ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی وفکری ترویج کہ اگر عیسائی نہ
بن سکیں تو مسلمان بھی نہ رہیں۔ الخ

ان دو مقاصد کے لئے اپنے اعلیٰ حضرت کو استعمال کیا، محترم آغا عبدالکریم شورش
صاحب ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے جس میں آپ نے برٹش لائبریری
لندن کے حوالہ سے گورنمنٹ کی ان خفیہ رپورٹوں کی نشاندہی فرمائی ہے جن میں اس
خانوادہ کے باوا آدم رضا خان صاحب اور ان کے پیش رو فضل رسول بدایونی پھر ان کے
معاصرین ہم مشرب مذہب فروشوں کے اسماء گرامی گورنمنٹ کے آلۂ کار کی حیثیت سے
درج ہیں، میرا خیال ہے اب ایسی رپورٹوں کی چنداں ضرورت نہیں کہ حوالے دیئے
جائیں۔ اس لئے کہ ایک تو لندن کون جائے ان سیاہ کاروبار کرنے والوں کے نام

دیکھئے۔ دوسری بات جو اہم ہے احساس اور ضمیر کی بات ہے۔ جب ضمیر مردہ ہوجائے تو شرم کہاں اب تو وہ خود بھی اس کی تحریر یہ تشہیر کرنے لگ گئے ہیں۔ اسی مؤلف زلزلہ کو دیکھ لیجیئے کہ کس بے شرمی سے آغازِ کتاب ہی میں حکومت امریکہ کے مراسلہ کی نقل چھاپ دی ہے۔ رہ گیا اس فضلِ رسول بدایونی اور آپ کی اولاد کے لئے مستقل وظیفہ کا ذکر بھی وہ بچارے خود ہی کرتے ہیں۔ صرف اعلیٰ حضرت کے لئے کھل کر نہیں کہتے اس لئے نہیں کہ خوف یا شرم مانع ہے۔ بلکہ اس لئے کہ ان کی امارت و رئیسی کا دعوےٰ جو ہے باقی خدمت حکومت کی وہی تو توشۂ آخرت ہے۔ اس سے انکار کیوں۔ لے دے کے یہی تو اعمال ہیں۔ تو کیا آپ ان کا بھی انکار کروانا چاہتے ہیں۔ العیاذ باللہ ویسے انکار کون کافر کر سکتا ہے جس کے لئے برس ہا برس کی محنت شاقہ گواہ ہے۔ روز روشن کی طرح خدماتِ سرکار دیکھی جا سکتی ہیں۔ رضاخانی عقائد کا نصرانی چربہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ خیر تو بات چل رہی تھی کہ عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج بابا کے سپرد ہوئی اور وہ بابا رضاخاں نے کر دکھائی لیکن اسلام کے نام پہ۔ دوسری طرف انگریز مخالف علماء حق کا بھی قلع قمع کر دیا یعنی جو میدان جہاد میں انگریز کے مقابلہ پر آئے تھے خان بابا ان کے کافر بنانے میں جٹ گئے میدان شاملی و تھانہ بھون میں کون تھے اسی میدان میں حضرت حافظ ضامن صاحب شہید ہوئے۔ بعد حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی نے ہجرت فرمائی حضرت گنگوہی کی چھ ماہ قید کس غرض سے تھی۔

بعدہ تحفظ و بقائے دین کے لئے مدرسہ دار العلوم کی داغ بیل ڈالی گئی۔ جو بحمد اللہ آج بھی قائم اور جس کا فیض جاری ہے یہ بانیان مدرسہ کے اخلاص کا نتیجہ ہے کہ جس کے ذریعہ تحریکِ آزادی کی شمع بھی روشن اہل دین اور اقدار دین بھی محفوظ ہے شیوعِ فتن کی راہیں مسدود رہیں عقائدِ حقہ کی روشنی پھیلتی رہی اور آج بھی جہاں کہیں روشنی ہے خواہ جس شکل میں ان کی اخلاص و مساعی کی وجہ سے ہے۔ اگرچہ خان بابا بھی

بہت کچھ کر گئے ہیں لیکن فرق اتنا ہے کہ آپ نے تحفظ دین کے لئے نہیں بلکہ بربادئ دین اور شیوعِ مسیحیت کے لئے، سو یہ پودا ابھی آج تک دین کے نام پر پل رہا ہے۔ یہ حق و باطل کی رزم گاہ ہے ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز　　چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

استقلال و جانسپاری دونوں گروہوں کی قابل داد ہے لیکن ایک نے دنیا میں صلہ پایا معاملہ دونوں کا اللہ کے سپرد ہے۔ ہماری تو اب بھی یہی آرزو ہے کہ تفریق بین المسلمین جیسے شغل نامسعود سے ہمارے پاکستانی بھائی محترز رہیں تو یقیناً ہندوستان کے باسی ہندی نژاد امریکی اور ہندی ایجنٹ ہمیں گمراہ نہ کر سکیں گے تعجب ہے ان پاکستانیوں پر جو ان کے آلہ کار بن کر پاکستان کے لئے پرابلمز پیدا کرتے ہیں۔ خیر یہ نئے مہرے ہیں ہم پرانے مہروں کی بات کر رہے تھے جو عیسائیت کی خدمت کے لئے جئے اور مر گئے تو بھی عقائد تثلیث و مسیحیت کے لئے زمین کس قدر ہموار کر گئے۔ کہ قیامت تک میکالے کی روح خوش ہو گی۔

فتاوی افریقہ کے چند اوراق کی سیر ہم کرائے دیتے ہیں جس سے قارئین اندازہ فرما سکیں گے کہ بربادئ دین محمد صلی اللہ اور ترویج عیسائیت کے لئے آپ کہاں تک چلے گئے۔ یہ کوئی بدگمانی نہیں بلکہ حقیقت کو جھٹلانے سے ہم معذور ہیں، ورنہ اس سے ہمیں کوئی خوشی نہیں کہ کسی بھی مدعئ اسلام کے قول و عمل کے صرف تاریک پہلو دیکھیں اعلیٰ حضرت اور آپ کی امت کے عقائد کا ماخذ ہم بتلا چکے ہیں کہ عیسائیت ہے ان عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں غالباً اس کا احساس حضرت کو بھی تھا کہ قرآن و حدیث اور تعلیمات انبیاء اسوۂ اصحاب رسول اور اقوالِ سلف و ائمۂ ھدیٰ ان کے نصرانی عقائد کے خلاف ہیں پھر اس سے بھی بڑی یہ مصیبت کہ امت مسلمہ کا سواد اعظم الحمد للہ ان عقائد سے سرے سے ہی ناآشنا ہے۔ ماسوا ایک طبقہ روافضہ کا جس کی پرورش

درحقیقت یہودیت و نصرانیت کی گود میں ہوئی ہے۔ بلا شبہ انہوں نے نصرانیت کی پیروی میں اپنے ائمہ کے بارہ میں انہیں عقائد کا اظہار کیا تھا۔ جو عیسائیوں نے حضرت مسیح کے بارہ میں غلو کر کے اختراع کئے تھے۔ چنانچہ حضرت نے اس طرح خدشوں کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے انسداد فرما دیا کہ جس کا توڑ ہی ممکن ہے اگر کوئی توڑ ہے کسی کے پاس تو آئے میدان کھلا ہے۔ لیکن وہ فرمان ہمارے خان بابا کا ذہن نشین رہے کہ قرآن و حدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول کو حجت پکڑنا جائز ہے۔ لہذا حضرت نے جن اصولوں کی روشنی دکھائی ہے قرآن و سنت سے تو اس کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ اور کوئی نسخہ کسی کے پاس ہو تو الگ بات ہے۔ بہرحال حضرت کا بیان کردہ فرمان واجب الاذعان دیکھئے اور داد دیجئے فرماتے ہیں۔

امور محبت و تعظیم میں ایجاد و احداث جائز ہے

فتاوی افریقہ میں ہے۔ افعال تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہ احداث کشادہ رہی ہے جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجا لائیں۔ (ص ۱۱۲)

آگے لکھتے ہیں، ہمیشہ علماء کرام و ائمہ اعلام امور تعظیم و محبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور ایجاد کنندہ کی منقبت میں گنتے آئے ہیں۔ کسی نابلسی کی حدیقہ ندیہ کا حوالہ ہے جس نے نودی کو بھی ساتھ گھسیٹا ہے۔ اللہ بچائے کیسے مضبوط استدلال ہیں اپنے فتوے کی مزید تشریح فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے معاملہ صاف کر دیا ہے لیکن کمال ہشیاری سے بندوق چلائی ہے۔ دوسروں کے کندھے پر رکھ کر۔ کیا کرتے بچارے آخر قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے تو عیسائیت کا پنپنا محال تھا۔ یہ سارے حربے اسی کے لئے تو ہو رہے ہیں۔ فرماتے ہیں نیک بات اگرچہ نو پیدا بدعت ہو اس کا کرنے والا سنی کہلائے گا نہ کہ بدعتی (کیوں بھائی) آگے بات رسول اللہ کے سر منڈھ دی ہے لیکن ماخذ وہی حدیقہ ندیہ ہے کوئی حدیث کی کتاب نہیں۔ سنئے فرماتے ہیں۔

رسول اللہ نے نیک بات نکالنے والے کو سنت نکالنے والا بتایا ہے۔ اور قیامت تک نئی نئی باتیں کرنے کی اجازت فرمائی ہے۔ اور یہ کہ جو ایسی نئی بات نکالے گا، ثواب پائیگا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے، سب کا ثواب اسے ملے گا۔ آخر میں فرماتے ہیں۔

اچھی بدعت سنت ہی ہے۔ جتنے اس پر عمل کریں گے، سب کا ثواب اُسے ملے گا، خواہ اس نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا ایسے ہی اس کی طرف منسوب ہو۔ اور چاہے وہ بدعت کوئی عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات یا اور کچھ الخ صـ۱۱۳ و صـ۱۱۴۔

فتوے کے آخری فقرے کو دیکھئے۔ کہ بات تحفظ دین کی ہے۔ کسی کے باپ دادا کی نہیں اور نہ صرف ادب و تعظیم کا مسئلہ ہے حالانکہ تعظیم و محبت میں بھی کوئی کھلی چھوٹ نہیں بلکہ قرآن و حدیث میں اس کی حدود متعین ہیں، اور اسی راہ سے ہی تو شیطان گھس کر اپنا کام کر جاتا ہے کہ پھر حق و باطل میں کوئی تمیز باقی نہیں رہتی، سارا دین بازیچۂ اطفال بن جاتا ہے۔ لیکن اس فتوے میں تو خانِ اعظم دین دشمنی میں بہت ہی آگے نکل گئے ہیں۔ تعظیم و محبت سے گزر کر آپ نے تو احداث و بدعات کو عبادت تک کی بنیاد اور اساس میں بھی جائز قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ اعتقاد کے بعد عبادات کا نقشہ ہی تو دین کی اصل و حقیقت ہے۔ مگر اس میں بھی اضافے کا اختیار حضرات رضاخانی اپنے لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں، تاکہ جن امور کو یہ جائز کہہ دیں وہی دین بن جائے، حتیٰکہ قیامت تک طرق عبادات اختراع کرتے رہو۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں دین کا کوئی نشان ہی باقی نہ رہے گا کتنا ہے گھناؤنا یہ فلسفہ، اور کیسا ہے بربادیٔ دین کے لئے کارگر نسخہ اور وہ بھی حضرت نے مفت میں عام کر دیا ہے سوال پیدا ہوتا ہے جب ہر شخص عبادات تک کی اختراع و ایجاد کر سکتا ہے تو پھر اللہ نے رسول کیوں بھیجے ان کی کیا ضرورت۔ ایک اور اہم نکتہ کی وضاحت بھی ضروری تھی شاید حضرت اعلیٰ کی توجہ نہیں گئی یا شاید ذھول ہو گیا ہو، وگرنہ موصوف کہاں چوکنے والے تھے، وہ یہ کہ جب ایجاد بندہ کا نام بھی عبادت ہو گیا ہے تو ایسی صورت میں ہر دور کے ہر شخص کی اختراع پہ

عمل کرنا ہوگا یا کوئی اور صورت ہوگی یا صرف ایمان لانا ضروری ہوگا اور اس کے بعد عمل اختیاری ہوگا کہ جس دور کی جس عبادت پر دل آجائے بس اسی کو شروع ہو جاؤ۔ اس لئے کہ اگر ہر دور کے جملہ موجدین دین کی اطاعت شروع ہو جائے تو پھر سب کا احاطہ انسان کے بس کی بات کہاں رہی۔ پھر اہم سوال یہ بھی ہے سابق طرق انبیاء کا کیا بنے گا۔ جبکہ ان کو علی حالہٖ قائم رکھ کر دوسروں کی اطاعت الامان والحفیظ یا پھر وہی اعلیٰ حضرت کا فتویٰ کہ قرآن وحدیث کے خلاف پر بزرگوں کو سند بنایا جاتا ہے کی طرح طرائق عبادات میں بھی اللہ ورسول کے بتائے ہوئے اصولوں کے مقابلہ پر اپنے اپنے ادوار کے بزرگوں کی عبادات کو ترجیح دی جائے۔

غرض کوئی بھی شکل ہو لیکن ترجیح کی واضح صورت کی تبیین ناگزیر ہے۔ یا پھر سہل ترین صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہر نیا خاکہ پچھلے پر سیاہی پھیرتا جائے۔ یعنی نئی اختراع وہ بھی عبادات میں، سابقہ عبادت کی معدوم ہوگی۔ ہر نیا خاکہ ہر نئی عبادت ہر نئی بات پچھلی کے لئے ساقط ومعدوم کرنے والی ہوگی ہر روز نئے طرائق بنتے چلو۔ لیکن یہ مسئلہ پھر اپنی جگہ پر ہے کہ امور محبت وتعظیم کی تخلیق وایجاد جب ہر امتی کے ذمہ اس کے بعد عبادات کا باب ہے اس کا نقشہ بھی لوگوں کی مرضی کے تابع تو آخر نبی کی بعثت اور نبوت کا کیا مقصد تھا یا محض اعزازی عہدہ تھا کہ اختیارات تو امت کے ہاتھ میں اور نام نبی کا۔ عجیب نا سمجھ میں آنے والا چکر ہے۔ ممکن ہے کوئی رضا خانی کہدے کہ صاحب دیوبندی بھی عجیب کوڑھ مغز ہیں کہ کسی بات کو از خود نہیں سمجھ پاتے بھلا نبی کی بعثت کے مقاصد کے لئے عقائد کا باب جو پڑا ہے اس کی اہمیت کون سی کم ہے۔ امور تعظیم ومحبت اور عبادات نہیں تو نہ سہی کیا فرق پڑتا ہے تو عرض ہے حضور اس کا دروازہ بھی تو آپ نے اعلیٰ حضرت۔ یا کچھ اور ہو۔ کہہ کر چوپٹ کھلا چھوڑ گئے ہیں یہ فتوے کا آخری جملہ ہے آپ نے واضح فرما دیا۔ ایجاد کرنے والا نیک بات ایجاد کرے امور تعظیم ومحبت میں یا عبادات میں یا کچھ اور ہو سظاہر ہے یا کچھ اور میں یہی اعتقاد ہی تو آئیں گے جواب یہ تک نہ کچے ہوئے تھے۔ خیر صاحب اب اپنی تو چھوٹی عقل جو موٹی

تو بابے وڈر کے جان نکلی جا رہی ہے کہ یہ جملہ امور تو انبیاء کے ساتھ خاص ہیں۔ تو کیا اب ہر بدعتی نبی ہے یا مرزا کی طرح ظلی نبی اللہ جانے اس طرح کے مقدمے وضع کر کے اعلیٰ حضرت کرنا کیا چاہتے تھے۔ البتہ خان بابا کی عرق ریزی اس اعتبار سے قابلِ داد ہے کہ لوگو یہ چودہ سو سال پیچھے کی طرف الٹی زقند بے سود ہے اپنے اپنے دور اور معاشرے کے حسب بدعتی کا گریبان پکڑ لو کامیاب ہو جاؤ گے سچی بات یہ ہے کہ اس سارے کھڑاگ کا مقصد تو اتنا تھا کہ دین کے مسلمات کو بے وقعت کر کے اپنی منوانی تھی۔ کہ جو ہم کہدیں وہی دین خواہ وہ انگریز کو خوش کرنے کے لئے ہو یا اپنی خدائی منوانے کے لیے۔

مذکورہ فتوے کے امورِ سہ گانہ سے ذرا پہلے کا یہ جملہ بھی کوئی معمولی نہیں ہے ——
کہ ہر اچھی بدعت سنت ہے جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملے گا خواہ اس نے خود وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا اس کی طرف منسوب ہو۔ الخ

اس عبارت سے تو یہی ظاہر ہے کہ کسی نے بدعت ایجاد تو نہ کی ہو بلکہ اسے خبر بھی نہ ہو جب بھی کوئی شخص اس بے خبر کی طرف منسوب کر دے تو بھی سب عمل کرنے والوں کا ثواب پائے۔ کہیں حدیقۃ الندیہ کی وضعی روایت کو حضور کی طرف منسوب کر کے ایصال ثواب کا حق تو ادا نہیں کیا۔ کہ یوں آپ کے کھاتے میں ثواب بڑھا رہے ہوں حضرت کے اس خود ساختہ فتوے کی سمیت اور عفونت سے تو اللہ بچائے۔ البتہ مسیحیت کے لیے حکومت کی حسب منشا کام خاصا آسان بنا دیا ہے۔ اگرچہ قرآن و سنت کی وعید کی تلوار سر پہ لٹک رہی ہے ان سوط ربک لبا المرصاد۔ تیرے رب کا کوڑا گھات میں ہے معلوم نہ ہو تو اشارہ ہم کئے دیتے ہیں آگے آپ خود اپنے کیے کے مسئول ہیں۔ و باللہ التوفیق۔

دین کی اصل

کون نہیں جانتا کہ دین حق کی اساس دو حقیقتوں کے وجود پہ قائم ہے۔ (۱)

(۱) توحید خالص (۲) اتباعِ رسول یعنی توحید و رسالت۔ اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔
کہ دین کی صلاح و فلاح اور بقاء و تحفظ کی دو اصلیں ہیں۔ اخلاص و اتباع۔ ایسے ہی دین کی
بربادی اور اس کے فساد کی بھی دو ہی خطرناک اصلیں یا حقیقتیں ہیں۔ جو پہلی دو کی ضد ہیں
ایسی کہ ایک کے وجود سے دوسری کا انتفا یا ایک کے انتفا سے دوسری کا وجود لازم ہے
فساد کی یہ دو اصلیں ہیں شرک و بدعت۔

جس طرح اخلاص اور اتباعِ نبوی کے ہوتے دین کبھی ضائع نہیں ہو سکتا۔ ایسے ہی
اشراک و ابتداع کے ہوتے ہوئے دین کبھی باقی نہیں رہ سکتا یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اپنے
مقدس کلام اور رسول اللہ نے اپنی پاک ہدایتوں میں اس حقیقت کو کئی طریقوں سے واشگاف
فرما کر اتمامِ حجت فرما دیا ہے کہ بعد کو کوئی گمراہ کسی کو گمراہ نہ کر سکے لیکن وائے افسوس سے
کسے خبر تھی کہ لے کر ہاتھ میں چراغِ مصطفوی

لگائی آگ پھرے گی جہاں میں بولہبی

بقول قاضی صاحب مرحوم کے

کیسے کیسے یہ بت ہمیں ستاتے ہیں نظامؔ

ہم ایسے ہیں جیسے کسی کا خدا نہ ہو

دینِ مصطفیٰ کی وقعت گھٹانے اور اس کے استخفاف کے لئے غلامیٔ مصطفیٰ کے
دعوے کے ساتھ رضا خان یہ سب کچھ کر گیا۔ آپ کا فتویٰ آپ نے دیکھ لیا اللہ و رسول کی
ہدایتوں کو بھی دیکھ کر فیصلہ خود کیجئے کہ یہ رضا خانی دین کا بانی خان بابا بھی کیا.. مجھے

(۱) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت
کی اور جس نے اس واضح حکم کے بعد اعراض ومن تولّٰی بعد ذالک فاولٰئک
کیا۔ (یعنی بیان کردہ حد سے) پھر گیا۔ یہی هم الفاسقون۔
تو نافرمان ہیں۔

(۲) لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ — بیشک تمہارے لئے صرف رسول ہی بہترین نمونہ ہیں۔

(۳) ما آتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب۔ — صرف اسی بات کو قبول کرو جس کا حکم تم کو رسول دیں اور صرف وہ جس بات سے روک دیں بس رک جاؤ اللہ سے ڈرو وہ سخت عذاب والا۔

غور فرمائیں رحکم حق میں حصر ہے، بقول رضاخان کے اگر قیامت تک دین اور حسنۃ والے آتے رہیں گے تو پھر ما اتیکم الرسول فخذوہ کی کیا حاجت۔ اتقوا اللہ کی وعید شدید میں بتادیا کہ عطاء رسول فی امور الدین پر اکتفا نہ کرنے والوں کے لئے خدا کا قہر و غضب بڑا ہی سخت ہے نیکی صرف وہی نیکی حسنہ صرف وہی حسنہ اور سنت صرف وہی سنت ہے جو اللہ کے برگزیدہ رسول نے بتلادی ہو اور بس، اس کے علاوہ جو کچھ جس کسی کی طرف سے آئے وہ گمراہی اور خدا کے غضب کی مستحق ہے پیارے آقا نے اسی حقیقت سے اس طرح خبر دی ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو ردٌّ۔ (الحدیث) جس نے ہمارے اس دین کے بارہ میں کوئی نئی بات پیدا کی تو وہ مردود ہوگی۔

کیا یہ اور اس جیسے بیشمار فرامین نبوی اعلیٰ حضرت کے سامنے نہ تھے، یا دیدہ و دانستہ محض اپنی اغراض مشئومہ کے لئے ان سے اعراض برت گئے، کہ اللہ و رسول تو ہر نو ایجاد بات دین کے ہر امر میں رد فرمائیں اور اعلیٰ حضرت تا قیامت اسے قائم و جاری رکھنے پر مصر ہوں بہرحال ہر شخص مختار و مجاز ہے چاہے تو دامن مصطفےٰ سے وابستہ رہے، یا رضاخان کی اتباع میں یتیم مکہ سے کٹ جائے۔ رضاخان کی فتاوی افریقہ والی بات تو اپنی جگہ پر کہ ہر بدعت سنت ہے، لیکن اللہ کے رسول نے صاف اعلان فرما دیا کہ سنت اور بدعت ایک جگہ نہیں جمع ہو سکتیں۔ مسند احمد شریف میں امام احمد نے یہ ارشاد نبوی نقل کیا ہے۔

ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلھا من السنۃ فتمسک بسنۃ خیر من احداث بدعۃ (الحدیث) مسند احمد۔ ترجمہ کسی بھی قوم نے (دین میں) کوئی بدعت ایجاد نہیں کی کہ اس کی مثل اس قوم سے سنت نہ اٹھائے گئی ہو۔ پس سنت کے تھامے رہنے ہی میں خیر ہے۔ بہ نسبت نئی نئی بدعت نکالنے کے۔

اب اپنے رضاخانی مدعیان محبت، کی مرضی ہے کہ وہ اللہ کے رسول کی بات مانیں یا اپنے رضاخاں کی بہرحال دونوں باتوں کے بعد المشرقین سے کون انکار کرسکتا ہے

خیر الھدی ھدی محمدؐ — بہترین ہدایت صرف محمدؐ کی ہے۔

شر الامور محدثاتھا — بدترین امور نو ایجاد ہیں۔

وکل بدعۃ ضلالۃ — ہر بدعت گمراہی

وکل ضلالۃ فی النار — ہر گمراہی کا نتیجہ جہنم ہے۔

امام دار الہجرت حضرت امام مالک رحمہ م ف ۱۷۹ھ فرماتے ہیں۔

من ابتدع فی الاسلام بدعۃ یراھا حسنۃ فقد زعم ان محمدؐ خان الرسالۃ لان اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم فما لم یکن یو مئذ دینا فلا یکون الیوم دینا۔

جس نے دین میں بدعت گھڑی اور اس میں کوئی بھلائی سمجھا اس نے الزام لگایا کہ محمدؐ نے ادائے رسالت میں خیانت کی چونکہ اللہ نے فرما دیا کہ آج کے دن تمہارے لئے تمہارا دین مکمل ہو گیا۔ پس جو بات اس دن دین نہ تھی۔ وہ آج کیسے دین ہو سکتی ہے۔

کتاب الاعتصام للشاطبی صفحہ ۱۵۰۔

اسلاف کے اس ایک حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ اسلاف کرام کے تحفظ دین و رد بدعت میں اقوال ہی جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ مثلاً علامہ حسام الدین

علی متقی حنفی، ملا علی قاری تا مجدد الف ثانی رح تک سب نے یہی ارشاد فرمایا ہے۔
سب سے بڑی بات تو اللہ کے رسول ؐ کی ہے جس میں کوئی ابہام نہیں دلوں میں زیغ اور کجی نہ ہو تو رسول اللہ ؐ کی روشنی کے بعد کسی اور روشنی کی کیا ضرورت۔ حضرت عرباض بن ساریہ متوفی ۷۵ھ کی مستدرک حاکم ج ۱ ص ۹۶ والی روایت جس کی حاکم اور ذہبی دونوں نے تصحیح کی ہے، ایک مرتبہ پھر پڑھئے۔ علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین المہدیین عضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ الخ۔

کہ تم پر میری اور ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت لازم ہے کہ اسے اپنی داڑھوں میں مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو، اور تم نئی نئی باتوں سے بچو کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے۔

ایسے ہی حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ کی روایت متوفی ۶۸ھ کہ حضور ؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: یا ایہا الناس انی قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ فلن تضلوا ابدا کتاب اللہ وسنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے لوگو میں نے تم میں دو ہی چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب اللہ دوسری سنت۔ حضرت صدیقہ رض متوفاۃ ۵۸ھ کی روایت کہ حضور ؐ نے چھ آدمیوں پر لعنت فرمائی اُن میں ایک والتارک لسنتی ہے۔ حضرت انس بن مالک رض متوفی ۹۳ھ کی روایت فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔ الخ بخاری، وہ میرا نہیں جس نے میری سنت سے اعراض کیا۔ حضرت حذیفہ رض بن یمان متوفی ۳۶ھ نے جناب رسول اللہ ؐ سے روایت کیا ہے کہ

یکون بعدی ائمۃ لا یہتدون بہدای ولا یستنون بسنتی، وسیقوم فیہم رجال قلوبہم قلوب الشیاطین فی جثمان انس (مسلم شریف)

کہ میرے بعد کچھ ایسے پیشوا ہوں گے جو میرے سیرت پر نہ چلیں گے اور میری سنتوں پر عمل نہ کریں گے ان میں کچھ ایسے لوگ بھی اٹھیں گے جن کے دل شیطانوں

کے اور شکلیں انسانوں کی۔

قرآنی ہدایات، نبوی فرامین، اور اقوال سلف کی روشنی سے بدعتی کی گمراہی و برائی خود بدعت کی قباحت بلکہ دین کی مونڈنے والی ہے، سے بات واضح ہو گئی ہے۔

اب دیکھئے حضرات رضا خانیہ کہاں کھڑے ہیں۔ کس طرح دین کی وقعت کو کم اور بے دینی و ضلالت کی خوبیاں بیان کر رہے ہیں۔ اس طرح رسول اللہ کو خوش کر رہے ہیں یا بے دین انگریز کی خوشنودی مطلوب ہے۔ ایک اور نکتہ کی مندرجہ بالا خان اعظم کے فتوے کی روشنی میں وضاحت کرتا چلوں، تاکہ بات ذرا واضح ہو جائے۔ آپ کے متبعین کہتے ہیں کہ اصل ہر چیز کی، مباح ہے جب تک کسی دینی حکم کے ذریعہ حرام نہ کہہ دیا گیا ہو اس بارہ میں ہماری نہیں اسلاف کی سنئے۔

حضرت علیؓ، ائمہ اہل بیت، فقہائے کوفہ، محدثین، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اصل اشیاء میں حرمت کے قائل ہیں، اور بقیہ جمہور اہل اسلام توقف کے، یہی مسلک ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ و دیگر صحابہ کا ہے، البتہ صاحب در مختار نے صراحت کی ہے کہ اباحت مذہب معتزلہ کا ہے۔ الصحیح من مذہب اہل السنۃ ان الاصل فی الاشیاء التوقف والاباحۃ رای المعتزلۃ در مختار ج ۱ ص ۲۴۵۔

معتزلہ کی گمراہی اور ضلالت کو اسلام کے نام پر مسلمانوں میں رواج دینا بلکہ سر تھوپنا، اور اصل دین کے خلاف لطور ہتھیار استعمال کرنا یہ انگریز کو خوش کرنا نہیں تو اور کیا ہے، کہ اصل دین بے جان اور عیسائیت دین بن جائے، تاکہ انگریز کو فوج استعمال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے، دوسری طرف ان علماء حق کے خلاف لگے ہوئے ہیں اتہام تراشی میں کہ یہ سارے انگریز کے ایجنٹ تھے، حالانکہ یہی اہل اللہ تو تھے جو طاقت و حکومت کی مذہب کش پالیسیوں کے آگے دیوار بن گئے، ہر میدان میں سینہ سپر رہے، اُن کے پادریوں کا ناطقہ بند کیا، علمی میدان میں وہ

لٹریچر پھیلایا کہ عیسائیت کو نپنپنے نہ دیا، پادری منہ چھپاتے پھرتے تھے، رڑکی اور لندن تک پہنچا گیا، انگریزی کی تعلیمی پالیسی کو ناکام بنایا حتیکہ مثبت انداز سے مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی شکل میں لائحہ عمل دکھایا، جس کے نتیجہ میں سرکاری تعلیم گاہوں کے مقابلہ میں ملک کے کونے کونے میں مدارس عربیہ دینی کا جال بچھ گیا، میدان جہاد میں پہنچے تو ثابت کر دکھایا کہ باطل کے لئے قہر خداہیں، جس عبقری دماغ کی فکر کا نتیجہ دارالعلوم دیوبند ملت کے سامنے ہے وہی دماغ اور اس کی بے مثال جرأت و عزیمت نے میدان وغا میں بے مثال وکامیاب جرنیل بنا دیا جس کے آہنی ہاتھوں نے انگریزی توپ بردار دستہ کو فرار پر مجبور کر دیا، اور اپنے قائد کو انگریز فوج سے چھینا ہوا توپ خانہ پیش کیا، جس سے دشمن کی کھوپڑیاں بھون کر رکھدیں، انگریز دشمن اور تحفظ دین کا درد تھا کہ اپنا خون کا نذرانہ بارگاہ خداوندی میں پیش کیا، حافظ محمد ضامن شہید کی رنگین قبا، گلگوں کا خون گواہ ہے کہ یہ اخلاص وفا کے پیکر رضائے خدا کے لئے جیتے تھے اور رضائے حق کے لئے مرنے کا حوصلہ اور تڑپ بھی رکھتے تھے، دن میں قال اللہ وقال الرسول کے حدی خواں تو شب ہائے تیرہ و تار میں گوشۂ عزلت سے مانوس اپنے مالک حقیقی کی عظمت و کبریائی کے رجز خواں، وہی راہ حق میں قید و بند کی صعوبتیں بھی خندہ پیشانی سے جھیل رہے ہیں، حضرت گنگوہی رسنت نبوی کا یہاں تک پاس کہ مخلصین کے الحاح و اصرار اور دلائل کے باوجود تین دن سے زیادہ پوشیدہ رہنا گوارہ نہ ہوا کہ آقا کی سنت اس راہ میں بس اتنی ہی ہے۔

جنہوں نے ہجرت کی سنت کو تازہ کیا تاکہ ملائکۃ اللہ یہ نہ کہیں۔ الم تکن ارض اللہ واسعۃ، بلکہ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رزلزلہ نامی رسوائے زمانہ کتاب کا زبان دراز خالق ہندی وامریکی ایجنٹ نام نہاد علامہ ارشد القادری چلے ہیں انہیں خاصان خدا و شیدائیان دین مصطفے کے کردار

کو مسخ کرنے۔ اور جماعت تبلیغی سے تو بغض کی انتہا ہے شاید اس لیے کہ آج دنیا کے کونے کونے میں ان پاک باز ہستیوں کی بدولت دین حق اور سیرت رسول اللہ صلی اللہ کا چرچا ہے کہ سہ جہاں جہاں قدم گئے وہیں وہیں سحر ہوئی۔

ہم ان اہل اللہ کی بات اور روشن کردار سے اس لئے اجتناب کرتے ہیں کہ ہم کو معلوم ہے کہ یہ برگزیدہ گروہ اپنی صفائی اور دفاع سے بھی بے نیاز ہے۔ یقیناً ہماری طرف سے دفاع کو ناپسند فرمائیں گے۔ یہ اخلاص وللہیت کی معراج ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دفاع کے یہ محتاج بھی نہیں۔ من کان للہ کان اللہ لہ۔ جو خالصۃً اللہ کا ہو گیا اس کے لئے اللہ کافی ہے۔ حیرت ہے صاحب ارشد القادری ہندی شاید حکومت ہند وامریکہ کے اشارہ پر چلے ہیں دنیا کو یہ باور کرانے کہ یہ جملہ اکابر اہل اللہ انگریز مردود کے وفادار آلۂ کار تھے۔ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو۔ سچ ہے افلم التیخی فاصنع ما شئت۔ یہ تو وہی پرانی راہ اور پالیسی ہے علامہ کے اسلاف کی جنہوں نے دین کے پاسبان خدام کو دین کا باغی اور انگریز کے دشمنوں کو مسلمانوں کا دشمن بنا کر حق نمک ادا کیا۔ ایسے ہی بچارے یہ علامہ ہیں کہ صفحات پر صفحات سیاہ کئے دے رہے ہیں۔ یہ کہ رشید احمد گنگوہی اشرف علی تھانوی وغیرہ انگریز کے آلہ کار تھے۔

نا معلوم آخر اس عجیب وغریب علامہ کو تاریخی سچائیوں اور اٹل حقیقتوں کے خلاف بے وقت کی راگنی الاپنے کی ضرورت کیونکر پیش آگئی یہ تو وہی جانتے ہوں گے۔ ویسے قیاس کہتا ہے کہ یہ مجرم ذہن کے ضمیر کی خلش ہے یا افشاء حقیقت کا خوف کھسیانی بلی کھمبا نوچے والی بات۔ اس آزادی کے دور میں کیا خبر کوئی سر پھرا حکومت انگلشیہ کی وہ خفیہ رپورٹیں لاکر چھاپ دے جس میں رضا خانی ٹولہ کی حقیقت کا بیان ہے۔

تو یہ چالاک کوا حفظ ما تقدم کے طور پر پہلے سے زمین ہموار کرنے میں لگ گئے کہ بھائی بات دراصل یہ ہے کہ تنہا ہم نہیں دیوبندی بھی ساتھ تھے۔ اس سے یہ معلوم ہوا

کہ جو کچھ ہوا ٹھیک ہی ہوگا جب ہی تو سب اسی کام پہ لگے ہوئے تھے گویا یوں کہنا چاہتے ہیں ۔

نہ تنہا من دریں خانہ مستم — جنید و شبلی و عطار ہم مستم

صاحب اس دیہی خدمت کی انجام دہی پر داد دینی چاہئے ، کہ کس چابکدستی سے انگریز کے سخت جان دشمنوں کو بدنام بھی کر دیا اور انگریز کے اصلی تے وڈے نمک خواروں کو محفوظ بھی کر دیا کہ انگریز اتنے بڑے نہیں تھے جتنے مشہور کر دیئے گئے ہیں ورنہ مسلمانوں کا سواد اعظم کیسے ان کا طرفدار ہوتا ۔ خیر صاحب انگریز مردود چلا گیا لیکن حضرات رضا خانیہ اب تک اہل حق علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم سے انتقام لے رہے ہیں اپنے مربی و سرپرست کا یہی وجہ ہے کہ انگریز بھی اپنے ان قدیمی پروردہ نمک خواروں کو بھولا نہیں بلکہ اب تک ویسا ہی مہربان ہے کہ سات سمندر پار جا کر بھی ان غلاموں کا خیال آگیا گھر بلا کر اپنے ہی سایہ عاطفت اور کفالت میں اسلامک سنٹر جیسے کھلونے دے دیئے کہ گر گئے پلنے رہیں ۔ داشتہ بکار آید ۔ ایسا کیوں نہ ہوتا ۔ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے ۔ ادھر ماشاء اللہ رکھے ، نظر بد نہ لگ جائے ، ذرا اندازہ تو کیجئے اخلاص و وفا شعاری کا کہ گردش لیل و نہار ہی نہیں بلکہ ماہ و سال اس اخلاص کے گیلے آٹے میں بال نہ ڈال سکی کہ انگریز اہل حق کی جس دشمنی کا سبق پڑھا کر گیا تھا اب تک وہی ورد زبان ہے اور متاع ایمان رکھیے ہیں یہ بندگان انگریز بھی ۔

نور حق ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

انگریز جیسی عیار اور طاقتور حکومت جن اہل اللہ کی قوت ایمانی کا مقابلہ نہ کر سکی اور نہ راستہ روک سکی تو یہ تہی دستان قسمت ان کی قوت ایمانی کا کیا مقابلہ کریں گے ، قافلہ حق و حریت کے یہ حدی خوان اور سیرت حبیب کبریا کے یہ شیدائی پیغام مصطفی کی ترویج و اشاعت اور نظام مصطفی کے نفاذ کے لئے قربانیوں کے نذرانے پروانہ وار دیتے رہیں گے انشاء اللہ انکے علم و عمل کے اخلاص کی بدولت شمع حق فروزاں رہے گی ۔ انسانیت پر انکے ذریعہ سے انعام حجت ہوتا رہے گا ۔

چھٹا باب

تفریق بین المسلمین

انسانیت کی شیرازہ بندی اور انسانی وحدت کی سعی وقیام کتنا ارفع واعلیٰ اور اونچا کام ہے، یہ انبیاءِ کرام صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعلیمات مقدسہ اور ان کے فکر و عمل کے گہرے مطالعہ سے اکابرینِ سلف کے تلازمِ صحبت اور انہیں کے زاویۂ نگاہ سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

مثلاً انبیاءِ کرام کی مشترکہ اور بنیادی تعلیم جس پر ان کی دعوت کی دار و مدار ہے۔ جو سب کی دعوت کا نکتہٴ آغاز بھی ہے تو حرفِ آخر بھی جس میں یکسانیت وحدت اور کامل اتفاق ہے زمانے کے فاصلے اس تصورِ وحدت کی تعبیر تک میں کوئی دراڑ اور اختلاف پیدا نہ کر سکے وہ حقیقتِ کبریٰ اور صداقتِ عظمیٰ ہے توحید اور خدا کی وحدانیت جس سے وحدتِ انسانی کا رشتہ قائم ہے تم سب ایک خدا کے بندے اور اللہ اکیلا تم سب کا الٰہ و معبود ہے جو تم سب کو دیکھتا ہے۔ دلوں کی دھڑکن تک سے واقف ہے وہی اکیلا تم سب کا حاجت روا اور مشکل کشا دہی نافع وضار بھی اور تم سب اس کے دستِ قدرت کے تصرف میں جکڑے ہوئے ہو، ظاہر ہے جب سب کے سب ایک خدا کے بندے ہیں دیکھتا بھی سب کو ہے اور دیتا بھی سب کو ہے انصاف اور فیصلے بھی سب کے اسی کی بارگاہ سے ہوتے ہیں، غور کیجیے اسی تصور و عقیدہ میں ہی انسانی وحدت کا تصور موجود ہے۔

موحدین میں تفریق کیسی - اس لئے کہ وحدت انسانی کا عظیم اور بنیادی عنصر عقیدہ توحید ہے۔ انسانی تاریخ اس صداقت کی شاہد ہے کہ انسانیت کا شیرازہ وحدت عقیدہ سے مجتمع رہا۔ اور یہی شیرازہ اختلاف عقائد سے ٹوٹتا رہا اور منتشر ہوتا رہا۔ انسانی تاریخ کی جنگ وجدال کا محرک صرف مادی محرکات رہے ہیں یہ خالصتاً مادہ پرست ذہنیت کی پرفریب تعبیر ہے۔ مادی اغراض بھی اگرچہ کبھی کبھی سر اٹھاتے اور انسانی تخریب و تفریق کا باعث ہوئے ہیں۔ لیکن سب سے بڑا محرک عقیدوں کا اختلاف رہا ہے۔ اگر عقیدہ ایک تو وحدت بہر حال قائم رہے گی اس قوت اور شان سے کہ جس میں جغرافیائی فاصلے حائل نہ ہوسکیں گے۔ تقدم و تاخر زمانی بھی جس رشتے کو کمزور نہیں کر سکتا، بلکہ اس کا اظہار بھی وحدت عقیدہ کی صورت میں بے کار ہے۔ بصورت دیگر جب عقائد و مذہب میں اختلاف موجود ہو تو جس طرح کی بھی مصنوعی شیرازہ بندی کی سعی لاحاصل کی جائے گی۔ انجام کار وہ کچے دھاگے کی کمزور ڈور اور ریت کے گھروندے سے زیادہ پائیدار ثابت نہ ہوگی۔ امت وسط، خیر امۃ - امت محمد عربی یا امت مسلمہ کی شیرازہ بندی وحدت عقیدہ کی بنیاد پر عمل میں آئی۔ یعنی وحدت اللہ۔ وحدت رسول، وحدت دین، وحدت قانون یا قرآن۔ ان عناصر اربع سے امت مسلمہ کی شیرازہ بندی کی گئی ہے، اور انہیں کے وجود سے قائم رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس امت کا سب سے بڑا مجرم وہی ہے جو اس وحدت کے حصار کو توڑتا ہے۔ جسے دین کی اصطلاح میں مرتد کہا جاتا ہے مرتد کا یہی تو جرم ہے کہ اس نے عقیدے کی حرمت کو توڑا ہے۔ جس کی بنا پر وہ کافر سے بھی بدتر ہے تو معلوم ہوا کہ عقائد میں فساد برپا کرنے والا در اصل انسانی وحدت اور اس کی حرمت کا پامال کرنے والا ہے جو سب سے بڑا مجرم ہے۔ جو عقائد کا تحفظ اور اس کی صیانت کرنے والا ہوگا وہ در اصل انسانی وحدت کا محافظ و نگہبان ہوگا جو یقیناً انسانیت کا محسن اور اپنے رب کی نعمتوں والی جنت کا مستحق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لسان نبوت

سے تفریق بین المسلمین کے مساعی پر لعنت کرائی گئی ہے۔ تو اصلاح ذات البین کے ساعی کو رب کا محبوب فرمایا ہے۔

الغرض انسانی وحدت کی بنیاد توحید باری کے عقیدہ سے قائم ہے، جو توحید کے عقیدہ کو مضمحل یا مجروح کرتا ہے وہ انسانیت کا بھی سب سے بڑا دشمن ہے، الحکم اللہ وحدہ لا الٰہ الا اللہ توحید کا پہلا سبق ہے۔ لیکن رضاخانی دین یا قبوری شریعت کی تعلیمات آپ دیکھے جایئے، کیا کیا اول فاول نہیں ہوگا، سب کچھ ہوگا لیکن توحید کا ذکر تک گویا اپنی لغت سے یاروں نے خارج کر دیا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ حضرات خدا کے منکر ہیں حاشا و کلا۔ لیکن یہ ہم پوری دیانت اور وثوق سے کہیں گے کہ یہ توحید حق کے منکر ہیں ہم نے دوسرے باب میں اس پر مفصل بحث کی ہے کہ اقرار خدا اقرار توحید نہیں، بلکہ نفی شرک کا نام توحید ہے رضاخانی دین میں تو سارا زور ہی اثبات شرک پر ہے، مثلاً خدا عالم الغیب ہے، بندے بھی عالم الغیب ہیں، متصرف خدا ہے بندے بھی ہیں، مختار کل خدا ہے بندے بھی ہیں، نافع و ضار خدا ہے بندے بھی ہیں، مشکل کشا خدا اور بندے بھی پکارنا خدا کو تو بندوں کو بھی، وقس علیٰ ھذا الیل بندوں کی آڑ میں شرک کا خبیث و مردود پودا ایک تناور درخت بنا دیا، سارا زور بندوں کی خدائی اور اہل قبور کی قہاریت منوانے پر صرف کر دیا گیا یہی سبق دینے کے لئے خدا نے انبیاء کو بھیجا تھا کہ میرے عاجز بندے اولیاء یا انبیاء میری صفات کے مالک بن کر جب میری ہی بادشاہی میں میری توحید کے خلاف اودھم مچائیں تو بس اس وقت تم ضرور ایمان لے آنا۔ اللہ کی پناہ انبیاء کی یہ تعلیم نہیں شیطان کی پڑھائی ہوئی پٹی ہے جسے عباد طاغوت نے از بر کر رکھا ہے، جب توحید ہی نہ رہی تو باقی جملہ امور دین تو توحید ہی کے توابعات ہیں، منکر توحید افتراق کا داعی ہے، مشرک انسانیت کا بھی دشمن ہے بہر حال رضاخانی دین کی بنیاد اثبات شرک اور انکار توحید پر ہے، اکابرین دیوبند کا بنیادی عقیدہ توحید پر ایمان، تحفظ توحید اور دعوت توحید ہے جو جملہ انبیاء کی چھوڑی ہوئی

پیراث اب اس سے اندازہ کر لیجیے عقیدے کی وحدت کے حصار کو کس نے توڑا جس نے توڑا ہے وہی تفریق بین المسلمین کا مجرم ہے، دشمنِ انسانیت اور دشمن دین ہے۔ ویسے رضا خانی امت نے توحید کو مجروح کرنے کے ساتھ انبیاء کی بھی توہین کی ہے جیسا ہم پچھلے ابواب میں دکھا چکے ہیں دین کے مفہوم کو منقلب کر کے حلیہ بگاڑ دیا ہے قرآن کے اس سارے حصے کے منکر ہیں جو اثباتِ توحید کے لئے خاص ہے۔ ایسا کیونکر ہوا۔ اقبال مرحوم ماتم ہی میں اشارہ کر گئے ہیں۔

لے گئے تثلیث کے فرزند میراث خلیل
خشتِ بنیادِ کلیسا بن گئی خاکِ حجاز

اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے
غالب کا قول سچ ہے تو پھر ذکرِ غیر کیا

ہم پوچھتے ہیں مسلم عاشق مزاج سے
الفت بتوں سے ہے تو برہمن سے بیر کیا

منصبِ نبوت و رسالت کی عظمت کا جو منکر ہے وہ یقیناً ہمارے اور ہمارے اکابرین کے نزدیک ملعون ہے۔ اور اس منصبِ نبوت کا گستاخ و موہن جہنم کا کندہ ایسے ہی وہ مردود جو خدا کی ذات اور اس کی پاک صفات میں غیر اللّٰہ کو شریک بتائے وہ شیطان ہے۔ اور ماسوا اللّٰہ کی شرکت پر اصرار کرے انسانیت کا دشمن اور اس کے شیرازہ کو بکھیرتا ہے وحدت کو توڑتا ہے، خواہ یہ حرکت انبیاء کی آڑ میں ہو یا اولیا کی اوٹ۔ شاہد و مشہود کے چکر ہوں یا کچھ اور تعبیریں، خدا کا دین ایسی ملعون تعلیم سے پاک ہے۔ انبیاء و اولیا کی ایسے مشرک مکار پر لعنت ہے۔ اہل حق علماء دیوبند ایسے مشرکانہ خیالات سے بیزار و نفور اور منکر ہیں، چاہے مشرک اس پر جتنا بھی تلملائے یہی کہا جائے گا۔ جو رب نے فرمایا ہے کہ موتو بغیظکم۔ توحید دین کی اساس ہے، اگر

توحید نہیں تو دین کے باقی اجزا معتبر ہی نہیں خواہ ایمان بالرسالت ہو، یا آخرت، واقعہ یہ ہے کہ دین کے جملہ اجزا اپنے اپنے دوائر کے اندر مطلوب ہیں۔ ان میں اگر ایک بھی ناقص ہو تو پوری عمارت ناقص ایک کے انتفا سے پوری عمارت غائب، چونکہ باب عقائد میں عقل کو مداخلت کا حق ہی نہیں۔ اگرچہ کسی حد تک باب اعمال میں توسع ہے لیکن عقائد کی تنگنائی نہ کسی قسم کی چون وچرا کی متحمل ہے نہ روادار۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ جو غیر اسلامی عقیدوں کو اسلام اور دین بنانا چاہے گا تو اس کی یہ حرکت کبھی مقبول بارگاہ نہ ہوگی۔ اگرچہ کتنی دل لگتی کیوں نہ ہو، بلکہ ایسی حرکت کی ہلاکت آفرینی کا پتہ تو قیامت کے دن چلے گا۔ یہ گویا باب عقائد کے گرد مکمل حصار کھنچ گیا جس سے انسانیت تشتت وانتشار سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگئی۔ لیکن جو بدبخت دشمن خدا وانسانیت اس حصار کو توڑے گا تو اس کے لئے دو ہی صورتیں ہوں گی۔ یا تو انکار کے ہتھیار سے، یا پھر اقرار کے پردہ میں فریب وفساد کی راہ پیدا کرے گا۔ اور فساد کی یہ راہ بھی تاویل وتشکیک کے چکر میں سے ہو کر گزرے گی۔ اس طرح کے جملہ مفاسد وفتن کے سد باب کے لئے اللہ نے مذکورہ حکم ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ کا فرمایا۔ اللہ کے برگزیدہ نبی نے بھی اپنا حکم ناطق بتا دیا کہ من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد۔ ترجمہ پہلے کسی باب میں گزر چکا ہے۔ نیز آپ نے ایک اور عظیم حقیقت کا اعلان اس طرح فرمایا کہ۔ لن تزال ھذہ الامۃ قائمۃ علی امر اللہ لایضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ (بخاری)

یہ امت دین حق پر ہمیشہ قائم رہے گی کسی کی مخالفت اسے نقصان نہ پہنچائے گی۔ تا قیامت آجائے گی۔

مسلم شریف کی الفاظ اس طرح ہیں۔

لاتزال عصابۃ من المسلمین یقاتلون علی الحق ظاھرین علی من ناواھم الی

یوم القیٰمۃ الخ (مسلم شریف) اور مسلمانوں میں ایک چھوٹی سی جماعت تا قیامت ایسی رہے گی جو حق کی خاطر جہاد کرتی اور دشمنوں پر غالب رہے گی۔ اب ان واضح حقیقتوں کو پیش نظر رکھ کر غور کریں ایک تو یہ جماعت ہمیشہ رہے گی ظاہر ہے قرنِ صحابہ و تابعین کو محیط ہے اور اُن حضرات کے ادوار میں اِن فاسد اور منتشر کا نہ عقائد کی ہم کو خبر نہیں ملتی البتہ چند شوریدہ پشت سبائیوں کا پتہ ضرور چلتا ہے جنہوں نے اس طرح کے رفضا خانی عقائد کا اظہار کیا تو صحابہ و تابعین نے اُن کا انکار کیا۔

دوسری حقیقت یا علامت و نشانی اس جماعت حقہ کی یہ بتائی کہ وہ حق کے لئے جہاد بالسیف و اللسان میں سرگرم ہو گی۔ کسی کی مخالفت ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ گویا اس جماعت کی مخالفت کی جائے گی یعنی وہ تو جہاد میں مصروف ہو گی اور کوئی غیر متعلق گروہ ان کی مخالفت کرے گا۔ دیکھئے اہلِ حق علمائے دیوبند کثر اللہ سوادھم مصروفِ جہاد ہیں۔ زبان اور تلوار سے سرگرم عمل ہیں ایک بے نام و نشان ٹولہ اُن پر الزام تراشی شروع کر دیتا ہے جس سے علماء دیوبند کی کوئی مخاصمت نہیں گویا مخالفت اِدھر سے شروع ہوئی۔ لیکن فرمانِ رسول بالآخر ان کا مؤید بنا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے اور مخالف بجز مخالفت کے آج تک کچھ نہ کر سکا دوسری طرف سعی و عمل کے دائرے کو دیکھئے ایک گروہ مسیحیت سے برسرِ پیکار ہے دوسرا گروہ اس کے پہلو میں بیٹھا ملازمتیں کر رہا ہے حلوے اڑا رہا ہے۔ گروہِ ثانی کی سعی کا حاصل اتنا ہی تو ہے کہ مسیحیت سے برسرِ پیکار جماعت کو مطعون کیا۔ حق کی مخالفت کی ناحق کا ساتھ دیا۔ دین میں رخنہ اندازی کی کہ غیر دین کو دین بنا کر سارا زور اس پر صرف کر دیا۔ مخلوق کی خدائی کے آگے خود بھی جھک گئے اور قوم کو بھی قبروں کے طواف کی عادتِ بد میں مبتلا کر گئے۔ گویا وحدتِ دین کے حصار کو توڑ کر شرک کی بوقلموں راہیں اختراع کر کے امت کو فرقوں میں بانٹ دیا۔

علماءِ حق کے کارنامے

اہلِ حق علماءِ دیوبند قائمۃ علی الحق کے سچے مصداق ہیں جنہوں نے کتابِ ھُدیٰ اور سنتِ مصطفیٰ کو اپنا راہنما و مقصدِ حیات بنایا۔ ان کی مساعی جمیلہ کتاب و سنت کی رہنمائی کے تابع رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا پاکیزہ کردار میدان جہاد و دغا سے لے کر علمی خدمات و عملی تقویٰ تک مسلمانانِ برصغیر کے لئے عظیم الشان اور تابناک تاریخی ورثہ قرار پایا جس پر ہمیں بجا طور پر فخر ہے اور آنے والی نسلیں رہتی دنیا تک ان کی ممنونِ احسان رہیں گی یہ محض دعوہ یا دل خوش کن تعلّی نہیں، بلکہ حقائق کی دنیا میں اس سچائی کی قوت کو ہر روشن ضمیر دل نے تسلیم کیا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا۔

دوسری طرف رضاخانی ٹولہ کا مکروہ کردار، دین دشمنی، دینی تخریب مسلم آزاری اور اغیار نوازی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، بلکہ تاریخ کا ایک خوفناک باب ہے۔ جسے بہر حال چھپایا تو نہیں جا سکتا۔

حضرت شاہ عبد العزیز نے جب جہاد کا فتویٰ دیا کہ اب ہندوستان دار الحرب ہے۔ اس اعلانِ حق کے ساتھ اس کے اسباب و علل بھی بتائے جن میں اہم ترین حصہ یہ تھا کہ انگریز نے ہمارے دین میں مداخلت کی ہے، قرآنی قانون کے خلاف اپنا قانون ہم پر نافذ کیا ہے، ایسے قانون کے تحت برضا زندگی بسر کرنا کفر ہے، لہٰذا ہندوستان دار الحرب ہے اور ہم حالتِ جنگ میں ہیں۔ اب یہ جنگ زندگی کے ہر میدان میں لڑی جائے گی۔ چنانچہ برصغیر کے علماءِ حق نے اس فتویٰ پر صاد کیا، کہیں سے مخالفت میں کوئی آواز نہ اُٹھ سکی علماء نے عملی تدبیروں پر سوچنا شروع کیا تو یہی قرار پایا کہ انگریز کے مقبوضہ جات میں رہتے ہوئے انگریز کی عسکری قوت سے ٹکرانا ممکن نہیں۔ اور یہ کہ انگریز کے تسلط سے باہر کوئی مرکز حاصل کر کے پھر انگریز سے پنجہ آزمائی کی جائے

جہاں بوقت ضرورت پناہ گاہ کا کام بھی لیا جا سکے تو مسلمانوں کی قوت کو بھی مجتمع کیا جا سکے
اس مقصد کے حصول کے لئے مجاہدین کی نظریں پنجاب اور علی الخصوص اس کے
شمالی علاقوں کی طرف اٹھیں وجوہ تو کئی تھیں۔ (۱) کہ یہ علاقے انگریزی عملداری
سے باہر تھے، جہاں کارروائی ممکن تھی اور تھوڑی قوت سے عملی اقدام ممکن تھا۔ یہ
علاقہ انگریزی سرحدات سے قریب تر تھا۔ آبادی مسلمان تھی تو حکومت غیر مسلموں کی
یہاں سے ہندوستان بھر کے انگریز دشمن ذہن اور آزادئ وطن کے عازمین کو مجتمع کرنا ممکن
نظر آتا تھا، ساتھ ہی انگریزی عملداری کی بہ نسبت سکھا شاہی میں مسلم آبادی کی حالت
زیادہ خستہ و زبوں تھی، جو مجاہدین کے لئے اور بہت سے اسباب کے ساتھ فوری اقدام
کی داعی ہوئی۔ ابتدائی مرحلہ پر انگریزی قوت سے ٹکراؤ نہ ہو جس کی بہر حال ابتدا
میں سکت نہیں تھی، نیز مستقبل کی امیدوں پر بیٹھے رہنا بھی مناسب نہ تھا، جبکہ حصول
مرکزیت کے لیے ضروری تھا کہ کچھ نہ کچھ کر گزریں، تاکہ وقت آنے پر انگریز سے پنجہ آزمائی
کی جا سکے، چنانچہ جو دینِ حق کے لئے جیتے تھے بتا دیا کہ حق کے لئے مرنا بھی اتنا ہی عزیز و
مرغوب جتنا کہ جینا، خاکِ بالاکوٹ جن کی غیرتِ دین کی امین و شاہد ہے، حق کے لئے مرنا
بھی ہر دور میں علماء حق اپنے عمل سے بتاتے رہے، یہ صرف دودھ پینے والے مجنوں
نہ تھے، اسی جذبۂ صادقہ اور ایمان و یقین کامل کا نتیجہ ہے، کہ ان کی زندگیاں اور موت
نسلوں کی ہدایت و بقا اور آزادی کا باعث ہوئیں، باطل جن کی قوت ایمانی سے خائف رہا
جبکہ یہ حضرات باطل سے ٹکرانے کا صرف زبانی درسِ حریت ہی نہ دیتے تھے، بلکہ اپنے عمل
سے کمزوروں کو حوصلے بخشتے، نیز تحفظ دین کے لئے تو ایسے قلعے تعمیر اور راہیں استوار کر
گئے کہ صدیوں تک انشاء اللہ دین محفوظ رہے گا۔ وگرنہ خاکِ ہند کے مخصوص مزاج کے
مطابق قبوری شریعت کے عفریت نے تو کب کا سب کچھ ختم کر دیا ہوتا، آخر اندازہ کیجئے
خدائی قوتوں کا جس کے سر چاہا تاج جڑ دیا، رسالت کی تنقیص کہ خادم ہیں دست بستہ چاروں

کتاب والے کہہ کر کی ۔ تو کہیں امت محمدؐ کے ولیوں کو انبیائؑ سے افضل بتائیں تو کہیں قرآن وحدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول کو سند پکڑیں تو کہیں اپنے دین و مذہب کی پابندی کی تلقین اور اپنے فرائض کو ہر فرض سے زیادہ اہم قرار دیں ۔ جو ایسے سب کے گزر چکے ہیں ۔ خدائی صفات کی تقسیم میں جو لگے تو خدا کے گھر نعوذ باللہ جھاڑو ہی پھیر دیا کہ خدا کے پاس بچا ہی کچھ نہیں ۔ کہیں خدا کو بندوں کے اندر تو کبھی بندوں کو بندوں میں سمایا دکھایا ہے یہ تو خیر سے عقائد ہیں ۔

کردار کی بات ہی کیا عیش و عشرت کے متوالے ابکاؤ مال ان کی بے مقصد زندگیاں ایثار و قربانی سے یکسر عاری ۔ اور اغیار نوازی کے ساتھ مسلم آزاری جن کا طغرا امتیاز ہے اس خانوادہ کی اونچی اونچی شخصیتوں مثلاً فضل رسول بدایونی ان کے ہمعصر رفقا پھر خان اعظم ہیں ۔ حشمت علی نقی علی خاں تا بعد کے نقباء بدعت اچھروی لائلپوری یا ملتانی کسی قومی و ملی اور دینی قربانی بتائے ۔ دین کے لئے کون سے عشرت کدے چھوڑے ۔ کہیں گے صاحب یہ تو اللہ کی مہربانی ہے کہ کسی نیکی کی ترویج کے لئے تکالیف میں نہیں ڈالا ۔ اب کون بتائے ان سادہ لوحوں کو کہ اللہ کے رسول فرمائیں کہ بنی آدم ہی سے انبیاء کرام کو بہت زیادہ تکلیفیں دی گئی ہیں اور مجھے ان سب سے زیادہ تکلیف پہنچی ہے اور میرے بعد جس کو جتنی مجھ سے مناسبت ہوگی ویسی تکلیفیں پیش آئیں گی ۔

اکابرین دین حضرات علماء دیوبند اس راہ سے گزرے مصائب کے پہاڑ ٹوٹے برداشت کئے قید و بند کے مراحل آئے یا اپنوں کی گلوخ اندازی دیکھئے کیسے کیسے بیہودہ فتوے لگے ۔ علماء دیوبند نے بھی کسی فتویٰ دینے والے کو جواب آں غزل سنایا یا علی سبیل تعین کسی مسلمان کی تکفیر کی ۔ شاید اس سلسلہ میں واحد بد قسمت پرویز ہے ۔ دگر نہ کسی کی تکفیر تخصیص کے ساتھ نہیں کی ۔ دگرنہ جن بے رحم ڈھاڈٹ قسم کے مسخروں نے جس طرح ان کو ظلم کا نشانہ بنایا اگر یہ حضرات ان کے ساتھ وہی سلوک کرتے تو کون انصاف پسند

ایسا ہوتا جو ان کو مطعون کرتا۔ لیکن اِن حضرات نے اس قسم کی بھونڈی حرکتوں سے اپنے دامنِ تقدس کو آلودہ نہ کیا۔

تفریق بین المسلمین کا دردناک منظر دیکھنا ہو تو فرقہ رضاخانیہ کے اکابر و اصاغر کے وہ ہزارہا فتوے اور وہ بھی تکفیرِ مسلم کے دیکھئے جن کی رو سے کوئی مسلمان مسلمان ہی نہیں رہا۔ بدایوں بریلی مارہرہ جیسے کفرساز خطوں سے ماسوا تکفیرِ مسلم نیز غیر دین کو دین اور شرک کو بھی عینِ دین ثابت کرنے کے ادر کیا ملا حتیٰکہ ان کے نکاح بھی۔ کا منظر دیکھنا ہو تو فتاوی افریقہ دیکھئے صٓ ۹۹ ۔ ہمیں تو تابِ نقل بھی نہیں غضبِ خدا کا جن کی تیغِ جفا کی کاٹ سے تو کوئی بھی کلمہ گو مسلمان نہ بچا۔ لیکن راشد القادری مصنف زلزلہ کی شوخ چشمی دیکھئے کہ تفریق بین المسلمین کا الزام علماءِ دیوبند کے سر مڑھ رہے ہیں۔ یہ تو سنتِ ابنِ سبا ہے اور سبائی گروہ کی مکمل تقلید ہے صحابہ کو مطعون کیا الزام لگائے حتیٰکہ اہلِ بیت نبوت کا دشمن بنا کر بدنام کیا۔ پھر وقت آیا تو ساری متاعِ محمد کو ان الحکم الا للہ۔ کا نعرہ لگا کر لوٹ لینا چاہا۔ غرض اس خانوادہ کے جس سرغنہ کو آپ دیکھیں گے یہی تکفیرِ مسلم کا کردار دیکھیں گے اس کے علاوہ نامہ اعمال میں کوئی کارِ خیر نظر نہ آئے گا وہی بات ہے سے

کہ جب دیکھو بگڑے بد کی نمائش پہ زور ہے

ان کے عظیم کارناموں میں سے شغلِ تکفیرِ مسلم کا نمونہ ہم پہلے باب میں رقم کر آئے ہیں اب چنداں ضرورت نہیں۔ تفصیل دیکھنی ہو تو بڑے بڑے تھوک بیوپاریوں کی مشہور مارکیٹیں دیکھئے۔ حشمت علی۔ محبوب علی لکھنوی۔ سردار علی لائلپوری۔ عمر اچھروی وغیرہا کے ہاں صدہا نمونے کفرسازی مسلم کے ملیں گے۔ ان خرافات کی نقل سے بچنے کے لئے صرف ایک نمونہ دیکھ لیجئے۔ فرماتے ہیں دیوبند والے کافر۔ فرنگی محل والے کافر۔ خانوادہ ولی اللہ کے ارکان شاہ اسماعیل (شہید) شاہ اسحاق میاں نذیر حسین کافر خاکسار

تحریک والے کافر۔ علی گڑھ والے کافر۔ مسلم یونیورسٹی والے کافر۔ مسلم لیگ والے کافر حسن نظامی اور ان کے مرید کافر۔ شاہ عطا اللہ بخاری کافر اور ان کی جماعت والے کافر۔ مولانا حالی کافر۔ علامہ ڈاکٹر اقبال کافر۔

بشکریہ پروفیسر روحی

تجانب اہل السنۃ عن اصل الفتنۃ مولوی محمد طیب داناپوری

بریلی الیکٹرک پریس بریلی۔

اندازہ کیجئے کس بے دردی سے کفر کا تیر چلا کر غلامان محمد کو نشانہ بنا کر کافر کہا پھر تنہا ان کا رونا نہیں۔

ایں ہمہ خانہ آفتاب است

باب ہفتم

داعیان رضا خانیت

اور

پولوس یہودی کا اسوۂ سیئہ

انسانی تاریخ کی یہ مسلمہ حقیقت ہے، کہ مذہب دشمنی اور تخریب و بربادی ادیان و مذاہب میں قوام یہود کو وہ ید طولیٰ حاصل ہے کہ کوئی دوسری قوم اس کی ہمسر نہیں ایک وہ وقت تھا کہ انی فضلت کم علی العالمین کی معراج کی سزاوار و مستحق تھی پھر اسی مذہب دشمنی بد اطواری اور نقض عہد کی لعنت میں جو گرفتار ہوئی تو دنیا نے بڑی عبرت سے یہ ندائے حق بھی سنی ضربت علیہم الذلۃ اینما ثقفوا ان پر پھٹکار لازم کر دی گئی ہے۔ یہ جہاں کہیں بھی ہوں۔ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ۔ ان پر ذلت و مسکنت کی پھٹکار ہے اور اللہ کے غضب کے مستحق ہیں۔ وقطعنٰھم فی الارض امماً۔ دنیا میں ہم نے انہیں تتر بتر کر دیا فاذا جآء وعد الاخرۃ جئنا بکم لفیفا جب اس دوسرے وعدہ کی تکمیل کا وقت آئے گا (تو دنیا بھر میں پھیلے ہوؤں کو) لپیٹ اور گھیر کر لے آئیں گے (یعنی سزا کے لئے)

کہنا یہ ہے کہ اقوام عالم کے مقابلہ میں جب یہ اپنی بلندیوں سے پستی کی طرف پھسلی تو مذہب دشمنی تخریب مذاہب اور بربادی ادیان میں جملہ فرق ہائے باطلہ کی پیش رو، اور پیشوا

پیشوا و رہنما بھی یہی قوم قرار پائی۔ حضرت موسےؑ کی ایذاؤں اور آپ کے بعد جملہ انبیاء کرام کی تعلیمات کی بربادی انبیاء سے تعنت و سرکشی پھر ان کی کردار کشی و عناد، اور رب کی نافرمانی و نقض عہود میں جملہ اقوام سے بازی لے گئی حتیٰکہ انبیاء بنی اسرائیل کے خاتم حضرت مسیحؑ کی دشمنی ان کی کردار کشی اور انجام کار ان کی تعلیمات مقدسہ کے علی الرغم کفر و شرک بے حیائی و بے باکی کی محبت مسیحؑ کے نام سے دنیا میں ترویج پولوس یہودی کا کیسا گھناؤنا کردار اور ذلیل کارنامہ ہے اور شاطری کی انتہا دیکھیے کہ حضرت مسیحؑ کے جس مخلص اور خدا ترس سچے وفادار حواری حضرت برنباس کے ذریعہ سے آخری وقت حضرت مسیحؑ کی بارگاہ میں رسائی نصیب ہوئی تھی۔ اسی کو حضرت مسیح کا دشمن باغی قرار دے کر حضرت مسیح کے خدام کے زمرہ سے چلتا کر دیا پھر جو حضرت مسیح کے نام سے فرضی حکم نامے اور ملاقاتوں کا چکر چلایا تو پورا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا، کہ آج جب اناجیل اربعہ کا قاری ان کا موازنہ انبیاء کی تعلیمات سے کرتا ہے تو اُسے بعد المشرقین کا فاصلہ نظر آتا ہے، تعلیمات مسیح اور دیگر انبیاء کرام کی تعلیمات ہیں، انسانیت صدیوں تک اسی پولوس مکار کی پھیلائی ہوئی گمراہیوں کی تاریکیوں میں بھٹکتی رہی کہ متلاشیان حق کو کہیں روشنی کی کرن تک نظر نہ آسکی۔

تا رحمتِ حق نے پولوس کی پھیلائی ہوئی تاریکی کا پردہ چاک کیا کہ قریب پانچ سو سال بعد حضرت ابراہیمؑ سے دوسری شاخ بنو اسماعیل میں دعاءِ خلیلؑ اور نوید مسیحؑ کے سچے مصداق نبئ اُمی خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلعم کو اللہ نے مبعوث فرمایا جن کی آمد آمد سے پولوس سامری کا سحر ٹوٹا، تعلیمات مسیحؑ کا اعجاز اپنی اصلی حالت میں دنیا کے سامنے آسکا۔

جزیرۃ العرب سے نکل کر عجم کے صنم کدوں تک تعلیمات حق کی ضیا پاشی ہونے لگی دنیا کی ہر قوم اپنے اپنے ظرف کے مطابق اخذِ خیر کی مسابقت میں تھی، تو یہ دشمنِ حق قوم مدینہ الرسول سے بے نیل و مرام، مردود و مقہور ہو کر جلا وطنی کی ذلت کا طوق سجائے پھرتی تھی لیکن پولوس کی طرح بارگاہِ نبوی میں اپنی ساری تدبیروں اور دشمنی کے باوجود کسی فتنہ پردازی

کے موقع سے محروم رہی۔ اور خدا اور رسول اور دین دشمنی کی آگ میں پھنکتی رہے۔ اس لئے کہ
دینِ اسلام اور قرآن کے تحفظ کا اعلان خود خالقِ کائنات نے اس طرح فرما دیا تھا کہ
انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون جس کی بنا پر یہ قوم پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔ تاہم اپنے
فطری خبث سے باز نہ آئی شیطانی تدبیروں کے تانے بانے میں لگی رہی، کہ وقت نے کسی
حد تک حالات کو ان کی حسبِ منشا ساز گار بنا دیا یا برس ہا برس کے غور و فکر کے بعد ایک
نتیجہ پر پہنچ کر متعین پالیسی کے تحت اپنے حق میں فضا کو ساز گار بنانے میں لگے رہے، پولوس
کی دکھلائی ہوئی راہ سامنے تھی، لیکن اس میں ذرا سی ترمیم کرنی پڑ گئی، رسول اللہؐ کی
تعلیمات کا نقش ابوبکرؓ و عمرؓ کے ادوار میں دلوں پر ثبت ہو چکا تھا، رسول اللہؐ کی محبت
کا دعویٰ بھی کچھ رنگ جماتا نظر نہ آیا تو حضرتِ عثمانؓ کے دورِ مسعود میں جب کہ اسلام کا
غلغلہ افریقہ کے آخری کونے تک پہنچ چکا تھا۔ نو مسلم نئی پود تعلیماتِ نبوت سے کماحقہ
آگاہ نہ تھی، رسول اللہؐ سے محبت اسلام سے محبت کی بنا پر صحیح تھی، لیکن رسول اللہؐ کا
زمانۂ اقدس نہ پا کر رسول اللہؐ سے متعلق ذوات و اشخاص سے عقیدت و محبت ایک
فطری امر ہے صحابہؓ جن کو رسول اللہؐ کا قرب حاصل رہا اکثر اللہ کو پیارے ہو چکے
تھے، جو بقیدِ حیات تھے ان کی للّٰہیت اور بے نفسی، مفسدین کے حوصلے پست کر دیتی
تھی۔ اِدھر حضرت فاروقؓ کی شہادت اور آپ کی حسبِ وصیت چھ ارکان کی
نامزدگی نے اِن حضرات سے منسوب وابستگیوں کو حوصلہ بخشا اور ان وابستگیوں نے
کسی حد تک (اگرچہ بے ضرر سہی) سیاسی آویزش کا رنگ اختیار کرنا چاہا، لیکن
خیر گزری کہ اِنہیں اکابرین کا اخلاص آڑے آ گیا، تاہم ایک دفعہ ہی سہی دور دراز
خطوں تک ان وابستگیوں پیدا شدہ ہلکا سا ہی سہی تموج وار تعاش محسوس کیا گیا
شورہ پشتوں کو زیرِ زمین کام کرنے کا موقع ہاتھ لگ گیا، قرابتِ رسول اللہؐ کا پاس
فطری امر ہے عبد اللہ ابن سبا یہودی صنعا میں آلِ رسول کی آڑ میں کام پر جُٹ گیا

وہاں سے مصر پھر مختلف بلاد و امصار میں پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ اہلِ بیت آل رسول کا حق مارا گیا۔ مسندِ رسول ہاشمی پر بنو امیہ متمکن ہوں اور امت رسول ؐ دیکھتی رہے نعوذ باللہ یہ سارے صحابہ غاصب ہیں۔ رسول اللہ کو خوش کرنا ہے تو آلِ رسول کو ان کا حق دلواؤ۔ یہی دین ہے۔ ورنہ تو نجات مشکل ہے اسی سلسلہ میں روایات موضوعہ کا دفتر جمع ہو گیا دوسری طرف عاملین کی فرضی بدکرداری اور ظلم تعدی کا شور اُٹھایا تو تیسری طرف یہی تاثر دیا کہ اس ساری خرابی کا باعث سیدنا عثمان ؓ ہیں۔ بتایا گیا کہ یار و کچھ تو شرم کرو آپ تو قدیم الاسلام سابقون الاولون کے پاکیزہ گروہ سے متعلق ہیں جو رضی اللہ عنہم ورضو عنہ کے اعزاز سے سرفراز ہیں ذی النورین بیعتِ رضوان کا باعث الزمھم کلمۃ التقوٰی کے مصداق عشرہ مبشرہ کی سلک مروارید کے جگمگاتے ہیرے اولٰئک ھم الراشدون کے اعزاز کے حامل۔ وغیرہ وغیرہ لیکن اس سب کچھ کے علی الرغم، کہنا شروع کیا کہ یہ سب کچھ زمانۂ نبوت کی بات ہے لبعدہ یہ حالت نہیں رہی نیز آپ چونکہ اقربا نواز ہیں اس لئے بیت المال کو ان کی تولیت سے خطرہ ہے پھر نشا ندھی بھی ہو گئی کہ مسلمانوں کے بیت المال کو بے دریغ لٹوا دیا اِس کو دیا اُس کو دیا۔ نیز چونکہ آپ بوڑھے ہیں۔ اس لئے بھی خلافت کے اہل نہیں۔ پھر مشیر تو بالکل ہی چور ہیں۔ ان پر حاوی بھی ہیں وغیرہ وغیرہ مقصود ان کا اتنا تھا کہ مسلمانوں کو عقائد کی راہ سے مارنا تو مشکل ہے البتہ عصبیت کی راہ سے کامیابی کی امید ہے۔ اسلام کی محافظ قوتوں کو بدنام کر دو ایک دوسرے سے بدگمان کراؤ۔ پروپیگنڈہ کے لئے کوئی ایک پہلو نہ ہو بلکہ نوع بنوع الزامات ہوں تا مرکزیت کو تباہ کر دو تا اسلام کا سیل رواں تھم کر اس کے سوتے خشک ہو جائیں۔ چنانچہ یہی کیا۔ انجام کار خلیفہ مظلوم شہید ہو گئے۔ اہلِ حق اسلام کی تلوارِ خارشگاف لے کر آپس میں گتھ گئے کہ ایک دوسرے کے سر کاٹنے لگے جس کے نتیجہ میں جنگ جمل و صفین کے اندوہناک حادثے پیش آگئے۔ اسی ابتلا کے پرآشوب

زمانے میں مشرکانہ عقائد کے شجرۂ خبیثہ کی بھی درپردہ آبیاری حضرت علیؓ کی آڑ میں ہوئی جو بعد میں رفض کے باب الامتیاز بنیادی عقائد قرار پائے۔ غرض سبائی یہودی نے محبت آل رسول کی آڑ میں یہ فتنۂ عظیم برپا کر دکھایا۔ یہ قوم یہود کا پہلا خطرناک اور مہلک وار تھا۔ جس میں اہل اسلام ہدف بنے اصل ہدف اسلام ہی تھا۔ مغالات فی البشر کے بھنور میں عقائد کی تخریب بھی کر دکھائی تو محسنین امت کی عظمتوں کو بھی مجروح کیا۔ بعد کے جملہ فتن خواہ وہ خوارج کی شکل میں ہوں یا اعتزال کے رنگ میں اسی یہودیت کے لگائے ہوئے خبیث پودے کے بے ہودہ اور سمیت زدہ برگ وبار تھے۔

غرض قرن اول کے مسلمان پھر سے سنبھل گئے اور دین کی عظمت کا پھر سے ڈنکا بجنے لگا۔ یہ سیدنا حسنؓ کے تدبر اور سیدنا معاویہؓ کی معاملہ فہمی وصلح جوئی کی بدولت ممکن ہوا۔ لیکن یہودی فتنہ سے آج تک امت مسلمہ نجات نہ پا سکی۔ یہ فتنہ ہر دور میں سر اٹھاتا رہا کبھی سیدنا علیؓ کو جام شہادت نوش کرنا پڑا تو کبھی نواسۂ رسول کا بے گور وکفن لاشہ میدان کرب وبلا میں گھوڑوں کے سُموں سے روندا گیا۔ مقصد اسلام کی بیخ کنی اور وحدت کو توڑنا تھا۔ چنانچہ منصوبے کے تحت قتل بھی کرتے پھر سینہ کوبی بھی کرتے غضب ہے کہ قتل بھی مسلماں کا اور بعدۂ الزام بھی مسلمان پہ ہوتا یعنی ایک تیر سے کئی شکار اور یہ پولوس یہودی کی پالیسی عبداللہ ابن سبا کی ترمیم کے ساتھ ہر دور میں باطل نے اپنائی ہے رضا خانی طریق کار دیکھئے وہی یہودی پالیسی ہے وہی تکنیک ہے۔ جس طرح پولوس نے حضرت برنباس اور دوسرے حواریوں کو چیخ وپکار کے باوجود یہودی وسائل کے سہارے ابن مسیح سے خارج قرار دے کر دین مسیح کا حلیہ تک بگاڑ دیا تو ایسے پولوس کی پیروی میں عبداللہ ابن سبا یہودی نے جملہ صحابہ رسول کو منافق اور بد دین قرار دے کر دین سے خارج اور مسیحی مشرکانہ عقائد کو اسلام میں داخل بلکہ اصل اسلام قرار دیا۔ بعد کے ہر مفسد نے اپنے اپنے ادوار کے محافظین وحاملین دین

کے ساتھ بھی برتاؤ کیا اور بعینہٖ اسی سبائیت دپولوسیت قدیمہ کا جدید رنگ میں احیا اپنے رضاخانیوں نے کیا۔ افکار و کردار کا جائزہ لیں تقابلی مطالعہ سے واضح مماثلت اور یکرنگی نظر آئے گی مثلاً پولوس کا دعوائے محبت مسیح اور اس کے بعد دین کا تیاپانچہ حواریانِ مسیح پر بد دینی اور مسیح دشمنی کا الزام۔ سبائی یہودیوں کا حُب آل رسول کا ادعیٰ اور ان کے فرضی حقوق کی بازیابی کا نعرہ اور اس کی آڑ میں صحابہ کی تنقیص اور ان پر کفر وارتداد اور بدکرداری کا الزام اور دین کی تحریف اور من مانی تعبیرات۔

ایسے ہی رضاخانی حضرات کو دیکھئے تو وہی پولوس اور سبائی انداز ہے اظہارِ دشمنی ہو یا دعیٔ محبت اس میں اعتدال کی بجائے انتہائی افراط یا انتہائی تفریط ہوگی۔ پھر تحریف دین کیلئے جماعت کے مسلمہ طریق سے بے نیاز ہو کر اپنی من مانی اور من بھانی تعبیر ہوگی اندازہ کیجئے۔ ایک طرف صحابہ کا وہ پاکباز گروہ جن کو قرآن کی زبان میں راضی مرضی کہا گیا۔ اور مبشرات اخروی سے نوازا گیا جن کے تقویٰ کے معیار بلند کو دوسروں کے لئے معیارِ حق بنا دیا۔ اللہ کے رسول نے جن کی پیروی اور متابعت کو اتباع رسول کی طرح فوز و فلاح کی ضامن بتایا۔ انہیں خاصان خدا اور تربیت یافتگانِ رسول کو سبائیوں نے خوفِ خدا سے بے نیاز ہو کر پورے طبقہ صحابہ کو مشرک گرداناتو انہیں سبائیوں نے ذرا چولا بدل کر پھر آل رسول کو بھی مشرک بتایا گروہ وہی ہے لیکن اب محبت آل رسول کا نعرہ نہیں بلکہ قرآن کی اتباع کا دعویٰ ہے تعبیر اپنی۔ ان الحکم الا اللہ۔ کہ حضرت علیؓ و حضرت معاویہؓ نے اور ان کے طرفداروں نے حکم بنائے مشرک ہو گیا سمجھانے پر اور بگڑے۔ حالانکہ یہ سارا اختلاف پھر قتال پھر تحکیم ان جملہ امور میں سبائی ہی تو معاملات کو الجھانے کے لئے آگ کو ہوا دیتے رہے تھے۔ ایسے ہی اپنے رضاخانی محبت رسول و اولیا میں غلو کو جس کو چاہا خدا اور خدائی قوتوں کا مالک بنا دیا۔ پوچھا کہ بھائی یہ کیا حرکت ہے تو وہی من مانی تعبیر کہ نتیجہ جس کا تحریف قرآن وارثان علوم واعمال

نبوت کو ایک ہی جھٹکے سے کافر بنائیں گے۔ اور لگاتار یہی مشغلہ جاری رہے گا۔ دوسری طرف اہلِ حق علماء دیوبند کو دیکھئے اتباعِ شریعت و اسوۂ سلف ہے کہ جہاں ضروری اور حق سمجھا دیانتداری سے اسلاف ہوں یا اخلاف یا معاصرین اختلاف کیا۔ لیکن اختلاف میں تحقیر و اہانت یا تکفیر سے اپنے کو بچایا جس طرح مشاجراتِ صحابہ اُن کے طرزِ حسنہ سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ نوبت قتال آئی تو بھی ایک دوسرے کو مسلمان جانا اور پامالیٔ حقوق سے بچے یہاں تک کہ ایک دوسرے کی تعریف کی۔ مذکورہ بالا معیار پر دیکھئے یہودیت کی انتہا پسندی کی پیروی کس نے کی۔ حضرات رضاخانیہ کی پون صدی سے زائد کی تاریخ دیکھئے کہ ذواتِ انبیاء و اولیاء سے دعاوی ہائے محبت کی آڑ میں پہلے حق پرست علماء کی تحقیر و تکفیر کی۔ پھر کھل کر قرآن و حدیث کی تعلیمات کی تغلیط و تحریف کر دکھائی۔ پھر بھی دعوائے حق پرستی و اسلام دوستی علی حالہ قائم ہے۔ کیسا عریاں دجل ہے کہ محافظین و مبلغین دین کو فتاوی ہائے کفر سے قتل کریں۔ تحریفِ دین کی جسارتیں ہوں عقائد تثلیث کے مشرکانہ حصہ کو دین بتایا۔ بلکہ اصل دین کی جگہ بھی مزعومہ عقائد و اعمال دین کے ارکان اور حق و باطل کا معیار بنا دکھائے۔ اور بنے پھر بھی محبِ رسول۔ اللہ بچائے ان کے کید و مکر سے کہ پہاڑ بھی ان کے حِیَل سے اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔

اب دیکھئے جگہ جگہ کتاب زلزلہ یا جماعت تبلیغی میں ایک ہی بات کو مکارانہ فنکاری سے بار بار دھرایا ہے کہ صاحب انبیاء و اولیا کے بارہ میں ہمارے جو عقائد ہیں ان کو یہ دیوبند مشرکانہ بتلاتے اور کہتے ہیں۔ ولیکن اپنے گھر کے بزرگوں کے لئے برملا خود انہیں عقیدوں کا اظہار و اعلان کرتے ہیں۔

کوئی پوچھے میاں آپ جو دو تین سوانح حیات کو لے کر بیٹھ گئے ہیں دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ پیٹئے۔ تو کیا دیوبندیوں کی یہی چند کتب ہیں اور ان کے عقائد کی بنیاد آیا نہیں پر ہے جو آپ نے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے۔ حالانکہ یہ کوئی عقائد یا فتاوی

کی کتب نویس نہیں ظاہر ہے سوانح کے مؤلفین و مرتبین کے اپنے اذواق و میلانات کو بڑا دخل ہوتا ہے کہ جہاں سے جو بھی رطب و یابس ملا نقل کر دیا۔ حجم کتاب بڑھ گیا۔ مغالات فی البشر کا بھوت غیر محسوس طریقے سے اسی راہ سے دخل پاتا ہے۔ مؤلفین سوانح کا عمومی رجحان ہمیشہ کچھ ایسا ہی رہا ہے کہ حقیقی حزم و احتیاط دین کے دوسرے شعبوں میں برتی جاتی ہے رجال دین کی زندگی کے حالات میں وہ کہیں نظر نہیں آتی۔ خواہ مؤلفین کا اپنا مقام کتنا ہی اونچا اور ناقدانہ کیوں نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ ان کتب کو ماخذ و استدلال کی بنیاد علمی دنیا نے کبھی نہیں بنایا۔ اور یہی سیدھی راہ ہے جو انصاف پسند اہل علم نے اپنائی ہے کہ اسلاف کے ساتھ سابق سے سے یہ روش متوارث ہے کہ ان کی طرف منسوب اچھی باتیں جو قرآن و سنت کے تابع ہوں دل و جان سے قبول اور شطحیات سے چشم پوشی۔ بالفاظ دیگر ذوات و اشخاص کے معاملہ میں حرمتِ ذوات اور ان سے اخلاص و حسنِ عقیدت کا معاملہ ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے تو ساتھ ہی ذوات و اشخاص کے مقابلہ میں قرآن و سنت کا تفوق، اس کی برتری اور مطاعِ مطلق کی حیثیتِ حاکمہ کو مجروح نہ ہونے دیا جائے بلکہ خدانخواستہ اگر صورت ٹکراؤ کی پیش آجائے تو افراد یا ان کے اقوال کو قربان کیا جاسکتا ہے۔ نہ کہ ذوات و اشخاص کے لئے قرآن و سنت سے صرف نظر یا دور از کار تاویلات بے ہودہ کی سعی نامشکور کی جائے۔ یہ ہے وہ صراطِ مستقیم جس پر اکابرین اور ان کے متوسلین علماء دیوبند چلے آرہے ہیں۔ جو اپنے دامن کو افراط و تفریط کی آلودگیوں سے محفوظ کئے ہوئے ہیں۔ اسی صراطِ مستقیم کی طرف بندگانِ خدا کو بلاتے ہیں۔ اللہ کے بندو یقین جانو، کہ علماء ربانیین و اولیاء عظام اپنی جملہ برکتوں اور عظمتوں حتیٰ کہ علمی رفعتوں اور عملی اخلاص و تقویٰ کے باوجود انبیاء کی طرح معصوم نہیں اور نہ صحابہ کی طرح محفوظ اور دوسروں کے لئے معیارِ حق ہیں۔ ہاں ان کا اخلاص فی العلم اور رسوخ فی العلم والدین ہمارے لئے رہنما

ہے علماء دیوبند کی ان عظمتوں کو دنیا نے بچشم سر مشاہدہ کیا ہے ۔ جن کے فیض کا مشاہدہ ایک صدی سے دنیا کرتی چلی آرہی ہے لیکن بیقین جانیئے ان کی جملہ عظمتوں کے باوصف نہ کوئی خدا سمجھتا ہے نہ مخصوص خدائی صفات کا مظہر نہ عالم الغیب نہ حاضر و ناظر نہ متصرف و مختار مطلق وہ سب اللہ کے محض عاجز بندے تھے اور بس اس سے زائد کچھ بھی نہیں

جناب ارشد القادری سے عرض ہے ہمارے اکابر نے آپ کے عقائد کا رد استدلال سے کیا ہے ۔ اُن کو جھٹلائیے تو بات بنے ، یا اپنے اکابرین ان کے معتقدین کے خیالات کی دلیل قرآن و سنت سے لائیے یہ پر فریب الزامات چہ معنی دارد ۔ بحمد اللہ ہمارے کسی دیوبندی بزرگ نے آپ کے بزرگوں کی طرح نہ خدائی دعوے کئے ہیں نہ توحید کو مجروح کیا ہے ۔ نہ منصب نبوت کا دعوے کیا ہے نہ اس منصب رفیع کا استخفاف جیسے آپ کے بزرگوں کے بارہ میں ہم پچھلے اوراق میں نقل کر آئے نہ ہم کسی کو نبی کے علاوہ معصوم سمجھتے ہیں ۔ آپ نے جتنے اوراق سیاہ کئے ہیں ، دیانتداری سے بتائیے یہ اخبار احاد ان حضرات کے عمومی دینی مذاق اور عقیدے حقی کے خلاف نہیں تو پھر آپ کس کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں ۔ اس سے بھلا اُن کے علمی و عملی اثرات آپ کے خیال میں مٹ جائیں گے بندہ پرور یہ خوش فہمی ہے طفل تسلی ہے بلکہ سہ

ایں خیال است و محال است جنوں

بحمد اللہ ان حضرات کے وسیع سلسلہ میں آپ چاہیں تو دیکھ جائیے ، علمی میدان میں درس و تدریس یا تبلیغ و ارشاد ۔ آپ کو یگانۂ روزگار ملیں گے ۔ بے نظیر ائمہ و خطیب ۔ عملی دنیا میں ایثار و قربانی کے مجسم پیکر صبر و رضا تصنیف و تالیف کے میدان میں تو اپنی مثال آپ ہیں خدمت حدیث اور شروحات میں وہ گراں بہا خزینہ امت کو دے گئے کہ متقدمین کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ۔

تفسیر و فقہ ہو یا تاریخ و سیر یا علوم جدیدہ کہاں کہاں اپنے نقوش نہیں چھوڑے

لیکن معاف کیجیے گا۔ کیا اکابرین و اصاغرین رضاخانیہ کی علمی و عملی خدمات بجز تکفیر مسلم کے امت کو بتا سکیں گے کہ کیا ہیں، کوئی ایسے محدث مفسر محقق خداترس آپ بتا سکیں گے جن کا دامن جدلیات محض سے پاک خالص علمی مذاق ہو، بلکہ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اُمتِ رضاخانیہ کے دامن میں تکفیرِ مسلم یا دوراز کار تاویلات کا مرقعِ بے دلیل اور جدلیات کے ماسوا کچھ بھی نہیں۔

تو کیا یہی خدمتِ دین ہے، اور کملی والے کی خوشنودی کا یہی تقاضا ہے کہ آقا تیرے امتیوں کی تکفیر میں جان کھپادی ہے اور جدلیات کی ایسی بنیاد استوار کی ہے تاقیامت آپ کی اُمت ایک نہ ہو سکے گی۔ بلکہ آپ کے سادہ و صاف دین کی جگہ ایسا دین اختراع کیا ہے جو نہ سمجھنے کا نہ سمجھانے کا لہذا ہماری شفاعت ہو۔

جن کی خدمات آپ نے سرانجام دی ہیں، ان کی ممنونیت و مشکوریت آپ کی کتاب زلزلہ کا محضر نامہ ہے۔ یعنی بعنوان، نقل مراسلہ حکومت امریکہ بابت کتاب زلزلہ جو دنیا کے جملہ امور میں مشکل کشا تو آخرت میں بھی شاید یہی ذریعہ نجات ہو۔

اہل حق کی دشمنی کی مار دیکھئے آپ نے انہیں رسوا کرنا چاہا اللہ نے آپ کی عقل پر پردہ ڈال کر خود آپ سے ہی حکومت امریکہ کا مراسلہ چھپوا دیا۔ کہ جسے دیکھتے ہی ہر شخص نفریں کرتا ہے اور آپ کا حدود اربعہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کس کے امتی ہیں۔

؎ نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

آپ کے ایسے ہی کارناموں سے نسلِ نو جو پہلے ہی خروحشی کی طرح دین سے بدکی ہوئی (نفور و بیزار تھی) دور ہی دور جارہی ہے اس نسل کو زلزلہ و تبلیغی جماعت جیسی لغو و بیہودہ کتب دین و رجالِ دین دونوں سے اور ہی دور و متنفر کر رہی ہیں۔ دیوبند دشمنی میں نسلِ نو کے سامنے دین کے نام پہ ایسا جدلی لٹریچر کہ جس سے

اہل دین کی رسوائی ہو، دین دشمنی کے مترادف ہے آپ یہی بات ہمیں بھی کہہ سکتے ہیں لیکن بھیا یہ تو مظلوم کی آہ ہے کہ پون صدی سے آپ ہمارے اکابرین کے ساتھ بلا وجہ اسی قسم کا ناروا سلوک کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کی رواداری چشم پوشی وسیع القلبی تمہاری اصلاح نہ کر سکی تو ہم صرف اتنا عرض کئے دیتے ہیں کہ شیشہ کے گھر میں بیٹھ کر اگر کلوخ اندازی کرو گے تو پھر پتھر بھی پڑیں گے۔ ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کے لئے آپ ہی نے تو ہمیں مجبور کیا ہے۔ آپ اپنی روش بدل دیں گے تو ہماری طرف سے یعنی دیوبندی حلقے کی طرف سے پہل نہ کبھی ہوئی ہے نہ آئندہ اس کا کوئی سوال ہے۔ راہ دین میں کرنے کے کام بہت ہیں۔ بقائے دین اور تحفظ کی فکر کیجئے جس کی دار و مدار محض جدلیات پر نہیں، بلکہ دعوت دین پر ہے۔ اور وہ بھی دل سوزی سے دعوت جس کے لئے کردار کی پاکیزگی شرط اولیں اور عمل کا اخلاص اسے قوت بخشتا ہے۔ پس ہم دکھے دل کے ساتھ یہی کہیں گے جو آقا نے فرمایا کہ

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ وما علینا الا البلاغ۔

آٹھواں باب

پرانے شکاری نئے جال

انگریز نے اپنے عہدِ عروج میں اپنی اغراض مشئومہ کے تحت غلامستان ہند میں کئی طبقات خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں میں ایسے پیدا کیے جو مسلمانوں کی وحدتِ ملی کے خرمن میں آگ لگاتے رہیں، تا مسلمان آپس کی آگ میں جلتے بھنتے رہیں، کہ سرکار چین سے کرسیٔ اقتدار پر براجمان رہے۔ کسی طرف سے کوئی کھٹکا نہ رہے۔ چنانچہ اپنے وفاداروں کی کئی طریقوں سے پرورش کی، ان کا تحفظ کیا، زندگی کے ہر میدان میں اُن کو فروغ دیا۔ اور واقعی ان وفادار طبقوں نے حق نمک ادا کیا نسلاً بعد نسل انگریز کی دکھائی ہوئی راہ پر گامزن رہے۔ ملتِ مسلمہ کا شیرازہ ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرتا رہا۔ اس کی تفصیل اس دور کی تاریخ میں قدم قدم پہ ملے گی۔ اختصار کے ساتھ ہم کسی سابق باب میں اشارہ کر چکے ہیں۔

انہیں خیر خواہان برٹش امپیریلزم میں ہمارا ممدوح یعنی فرقۂ رضاخانی بھی ہے جس نے اسی عہد نامسعود میں بڑا فروغ پایا۔ اس لئے کہ سرکار کی پشت پناہی حاصل تھی، جو طبقے انگریز کے بہی خواہ تھے ان میں قدرِ مشترک ایک تو یہ امر تھا کہ انگریز کی مخالفت خدا کی مخالفت کے مترادف ہے۔ اور یہ تصور ان خیر خواہان سرکار نے اپنے اپنے دوائر اور حلقہ ہائے اثر میں راسخ کیا اور خوب خوب اس کی اشاعت کی تو دوسری طرف مسلمانوں کو اس دور میں دین ھدیٰ سے مشکوک بنانے کی سعی بلیغ کی کہ آپس میں نفرت کرتے رہیں۔ حالانکہ یہ طبقے خود ایک

دوسرے کے لئے خیر خواہ رہے حسب ضرورت اگر کہیں نوبت اختلاف کی آ بھی گئی، تو اس میں بڑی حد تک مخاصمت منافرت سے پاک رہی کہیں کہیں اختلاف کی شدت بھی محسوس کی جا سکتی ہے لیکن اصل ہدف ان جملہ طبقات کا علمائے حق مجاہدین جنگ آزادی ہی ہیں۔ اس لئے کہ انگریز اور الحاد کے خلاف یہی ایک طبقہ ہی تو ہمیشہ سینہ سپر رہا، دشمن دین فرقہ ضالہ رضا خانیہ نے علماء دشمنی اور تحریف دین میں کمال ہنر اور دانشمندی سے کام لیا کہ دوسرے طبقوں کے برخلاف اس کے مکروہ کردار پہ پردہ پڑا رہا۔ انگریز کے ٹکڑ خوار اور حاشیہ بردار نواب جاگیردار اور پشتینی گدی نشین مقابر فروش ہمیشہ اس فرقہ کے پشت پناہ رہے اس لئے کہ ان سب کا قبلہ عقیدت اور مرکز ہدایات ایک تھا، انگریز کا مالی تعاون فرقہ رضا خانیہ کے لئے انہیں جاگیردار نوابوں اور مقابر فروش گدی نشینوں کے توسط سے ہوتا رہا، بندگان ہوا و ہوس کی تعیشات کا سامان اسی دست غیب سے فراہم تھا، کہ جس سے کراموں کا صدور اور کفر کے فتووں کا ظہور برملا رہا، چنانچہ اہل سنت کا لیبل نمائشی کے لئے سینوں پہ آویزاں کر کے دین مصطفیٰ اور سنن خیر الانام کے مٹانے، ان کی جگہ بدعات و خرافات اور مشرکانہ رسومات کو دین اور سنن ہدیٰ سے اعلیٰ و ارفع باور کرانے کے لئے خم ٹھونک کر جو میدان وغا میں اترے تو آج تک ھل من مبارز کا نعرۂ مستانہ بڑی شد و مد سے جاری ہے گویا چند روزہ حیات مستعار کا عمل سعید یہی سمجھ لیا ہے کہ حاملین دین حنیف اور متبعین سنن مصطفوی و پیروان امام ابوحنیفہ کے خلاف پراپگنڈے کے جملہ رکارڈ توڑ ڈالے بلکہ نئے ریکارڈ قائم کر دکھائے حب رسول و اولیاء کے پردہ میں دین کے سادہ و صاف اور واضح احکام، عقائد و اعمال پر وہ منافقانہ خشت باری کی کہ اصل دین قرآنی عقائد و اعمال کی جگہ ایک نیا دین اختراع کر کے رکھ دیا، تو ساتھ ہی قوم مسلم کے جذبۂ جہاد کا رخ انگریز سے موڑ کر الٹا محافظین دین خادمان اسلام شیدائیان سنن مصطفیٰ و پیروان امام ابوحنیفہ علماء دیوبند کے خلاف لگ گئے جہاد فی سبیل البریطانیہ

ہیں۔ اور یہ اندازِ فساد ایک مدت تک بانیان و عاملین دینِ رضاخانی نے بطور طے شدہ پالیسی کے اپنائے رکھا۔ اور کچھ غیر تربیت یافتہ سٹریل ابھی تک اسی پالیسی پہ اپنی احمقانہ جسارتوں کے ساتھ عمل پیرا ہیں، جیسے اچھروی اور سردار کے بعد غلام محمد علی گولڑوی، جس نے دیوبندی مذہب جیسی کتاب لکھ کر اپنی آخرت سنواری ہے۔ قدمار رضاخانیوں کا یہ کتاب گویا چہرہ نما ہے، کہ کیسے علم و دیانت کے ان کے اکابرین پرستار تھے، جب ہی تو غلام مہر علی نے اسی کا مظاہرہ کیا ہے۔

ہم اس کتاب پر مفصل بحث اپنی دوسری کتاب میں کر رہے ہیں جو عنقریب انشاء اللہ شائع ہوگی۔ فی الحال تو ہم ارشد القادری ہندی ایجنٹ کی بات کر رہے ہیں جس کی تربیت اور پرورش امریکہ اور برطانیہ نے مل کر کی ہے اور یہ بڈفورڈ انگلینڈ میں بٹھا کر تحفظ دیا ہوا ہے، ان کے سنٹر بھی وہیں ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے ہماری مملکت کو جس کی وحدت توڑنے کے لئے پاکستان میں ورڈ اسلامک مشن کی شاخیں بھی اب قائم ہو چکی ہیں، ہمیں یقین ہے کہ حکومت کی مشینری اس سے اچھی طرح باخبر ہو گی۔ چنانچہ اب انہیں نئے تربیت یافتہ رضاخانی نے کسی حد تک پہلی موضوعہ پالیسی ذرا سی بدل دی ہے۔ میرا خیال ہے اس جدت طرازی کی بنا پر موصوف یعنی ارشد القادری خیر سے جن کا عہدہ بھی بڑا ہے۔ یعنی ورڈ اسلامک مشن سینٹر بریڈفورڈ کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں۔ تو کیوں نہ مائتہ رواں ہی میں مائتہ مستقبلہ کے مجدد ہونے کا اعلان امت رضاخانی کے اکابر و اصاغر مل کر دیں تاکہ آپ کی طرف سے وقت پر ہی صلہ مل جائے۔ خیر کہنا یہ ہے کہ سابقہ موروثی پالیسی اب بدل گئی بالفاظ دیگر یہ اپنے شکاری نئے جال لائے ہیں، یعنی ذرا ترقی یافتہ۔ مثلاً پہلے اہل حق علماء دیوبند کی کتب سے جو فی الواقع ان ناخواندہ رضاخانی حضرات کی فہم سے بالاتر ہیں تاہم دوسروں کی نشاندہی پر عوام الناس کے سامنے کتربیونت کر کے عبارات سے مغالطہ دیا کرتے تھے اور تان ہمیشہ اسی پر آکر سب کی ٹوٹتی تھی کہ لوگو یہ دیوبندی انبیاء و اولیاء کے سخت

گستاخ ہیں ان سے بچ کر رہو۔ ان کی باتیں بھی نہ سنو کہ قرآن و حدیث کے نام سے جادو کر دیتے ہیں۔ ہاں جتنا ہو سکے ان کے خلاف جہاد میں لگ جاؤ۔ کہ ایک وہابی کا قتل ہزار کافر کے قتل سے بہتر ہے دیکھئے حسام الحرمین۔ گویا فساد فی سبیل اللہ کی تعلیم عام تھی جس کے نتیجہ میں ان کی بھڑکائی ہوئی آگ کے نتیجہ میں بیسیوں علماء حق قتل ہو چکے ہیں۔ فرحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ اپنے ہتھیار کچھ کُند ہو چلے تھے۔ یا علماء دیوبند کے اخلاصِ عمل اور رسوخ فی العلم کی برکات سے یہ جملہ حربے بے اثر ہو چلے تھے۔ یاروں نے کام تو بہر حال چلانا ہی تھا۔ کہ اسی کارِ خیر سے ہی تو روٹی وابستہ تھی۔ آقاؤں سے مشورے ہوئے ہوں گے خود بھی بچارے دریائے فکر میں نہ معلوم کب سے غلطاں ہوں گے کہ آگئے مسیحائی کو یورپ سے درماں نے کر یعنی اپنے ارشد القادری چشم بد دور۔ چنانچہ آپ نے اپنی جملہ تجدیدی قوتیں جمع کر کے کچھ نئے خطوط کھینچ کر اشارہ کر دیا کہ یوں ہے کام کرنا جس طرح میں نے کتاب زلزلہ و جماعت تبلیغی میں کر دکھایا ہے۔ دیکھ لو بے ادبی و گستاخی کے تذکرے اور الزام ذرا کم کر دیئے ہیں۔ اور یوں مغالطہ دینا شروع کیا ہے۔ کہ لوگو دیکھو تو کیسا اندھیر ہے اور کتنا خوفناک زلزلہ ہے کہ جس پر ہمیں تو خون کے آنسو بلکہ اب تو قطرے ٹپکنے لگے ہیں کہ دیوبندی علم کی صداقت اور دلائل کی قوت سے انبیاءؑ و اولیاء کے بارے میں ہمارے بے دلیل عقائد کو کفر و شرک کہتے ہیں اگر چہ قرآن و سنت سے ہمارے پاس دلائل نہیں تو کیا ہوا ہماری یا ہمارے عقائد کی دار و مدار بھلا کوئی قرآن و سنت پر تھوڑی ہے بلکہ وہ تو اعلیٰ حضرت کے فتاوے ہیں کہ جس میں یہ ہدایت بھی ہے کہ قرآن و سنت کے خلاف پر بزرگوں کے قول کو سند پکڑنا جائز ہے۔ تم اب بتایئے قرآن یا احادیث نہیں یا ہمارے عقیدے اس کے خلاف بھی ہیں تو کون سا جرم ہو گیا جبکہ ہمارا عقیدہ ہی وہی عقیدہ ہے جو قرآن و سنت کے خلاف پر ہو۔ البتہ ہم رضا خانی بطور ماخذ کے حضرتِ اعلیٰ کی کتب کے پابند ہیں جیسے وصایا شریف کی صدا والی

مشہورِ عالم وصیت میں حضرت کا حکم ہے۔ ویسے ہم رضاخانی صرف حضرت رضاخان کی کتب میں محصور بھی نہیں بلکہ ہماری جماعت کا ہر پجاری باز اعراس و قوالیوں کا شیدا قبروں کا پجاری خاتحہ خور گیارہویں شریف کا مریض بدعتوں کے جاری کرنے کا مجاز مطلق اور مختارِ کل ہے جیسے ہمارے اعلیٰحضرت کے فتاویٰ افریقہ سے مترشح ہے تو پھر یہ دیوبندی کیوں ہماری روٹی کے دشمن بنے ہیں حالانکہ داناؤں کا قول تو یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ پہ لات مارو لیکن کسی کے پیٹ پر لات نہ مارو۔ لیکن صاحب یہ دیوبندی کیسے بے درد ہیں کہ قرآن و سنت کی باتوں سے ورغلا کر ہمیں بھوکوں مارنا چاہتے ہیں۔ خیر اگر یہ قرآن و سنت سے باز نہیں آتے تو ہم بھی بھاگنے والے نہیں کہ اپنے ارشد القادری صاحب نے ہمیں نئی راہ دکھلادی ہے۔ ویسے بھی جب مسئلہ پیٹ کا ہو تو پیٹو ڈٹ کر مرتے ہیں بھاگتے نہیں۔ خیر صاحب، بات نئی پالیسی اور حکمت عملی کی ہو رہی تھی، کہ لوگو ہمارے جملہ عقائد برحق ہیں۔ بھائی کیسے جبکہ علماء سے تو ہم نے قرآن و سنت کی روشنی میں تمہارے عقیدوں کو مشرکانہ سنا ہے۔ کہیں گے ناں صاحب، دیوبندیوں کی قرآن و سنت والی بات کو چھوڑ دو۔ بلکہ ان کی کتب سوانح کو دیکھو کہ خود دیوبندی اپنے بزرگوں کے لیے جو ہمارے بیان کردہ عقائد ثابت کرتے ہیں تو پھر اور کس طرح کی حقانیت چاہیے۔

خیر، اب پالیسی یہ ہے کہ براہ راست دیوبندیوں کو ہدف بنانے کے بجائے ان کے اقوال شاذہ کو اچھال کر گویا انہیں کی زبانی ان کے عقائد کی تغلیط کا پرچار کرو دوہرا فائدہ ہوگا۔ ایک تو اپنے عقائد میں دیوبندیوں کے نام سے نئی جان آجائے گی۔ دوسرا دیوبندیوں کی اسی آڑ میں بھد اڑا دو تا یہ عامۃ الناس کی نظروں میں حقیر ہو جائیں گے۔

لیکن اہل حق کی عظمت دیکھیے کہ دشمن اپنے مزعومہ عقائد کی حقانیت کے لیے پھر بھی انہیں کا سہارا ڈھونڈھتا ہے اور انہیں کے نام سے فریب دینا چاہتا ہے۔ لیکن ہم بتائے دیتے ہیں کہ یہ بھی مخاصم کا خیالِ خام ہے کہ اس فریب دہی میں وہ کامیاب

ہوجائے گا۔ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔ اس لئے کہ ہمارے اکابر اور ہمارے عقائد کا ماخذ و منبع قرآن وحدیث ہے اور وہ مٹنے والی حقیقت نہیں بلکہ قیامت تک باقی رہنے والی ابدی وسرمدی حقیقت ہے۔

ہم نے واشگاف کہا ہے اور پھر برملا اس کا اظہار کئے دیتے ہیں کہ ہمارے عقائد واعمال کا ماخذ صرف ہمارے بزرگوں کے اقوال محض نہیں اور نہ اقوال مفروضہ پہ مدار ہے حد ہوگئی ہے شوخ چشمی کی کہ علماء دیوبند رح جن بدعات وخرافات کو اپنی ہزار ہا کتب متندہ میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ اور دلائل وبراہین کی روشنی میں گمراہ کن قرار دیا ہے۔ برطانیہ کا ایک زلہ خوار ہند وامریکہ کا ایجنٹ انہیں بے ہودہ خرافات کو انہیں اہل حق کے سر تھوپنے کی جسارت کرتے ہوئے شرماتے نہیں، بلکہ فریب جو دنیا ہے تو گلے پھاڑ پھاڑ کر کہے جارہے ہیں کہ غضب ہوا لوگو ان دیوبندیوں نے اپنے بزرگوں کو اتنا اونچا بنا دیا ہے کہ ہمارے عقائد کی سرحدیں بس کچھ ہی تو دور رہ گئی ہیں، دیکھو تذکرۃ الرشید، سوانح قاسمی یا اشرف السوانح وغیرہ کو ان میں کئی خواب ہیں کئی کرامتیں اور کشف تو اتنے ہیں کہ ہم کو تاب دید ہی نہیں تو بیان کیا خاک کریں۔ بس سمجھو کہ زلزلہ ہی آگیا ہے مارے خوف کے آنسو رواں ہیں۔ بتایئے بھلا ہم کیا کہیں اور کیسے سمجھائیں کہ بھلے آدمی خواب یا کشف وکرامات کے دیوبندی منکر ہی کب تھے جو بدحواس ہوئے جارہے ہو، کہ تضاد بیانی ہے، منافقت ہے وغیرہ وغیرہ، محترما یہ تضاد نہیں آپ کا دجل ہے یہ دجل وفریب تو تمہیں تمہارے اکابر سے ورثہ میں ملا ہے۔

وگرنہ اس حقیقت کو تم سب بھی اچھی طرح جانتے ہو سوانحی خاکوں سے عقائد نہیں بنتے اور نہ عقائد کے لئے مدار واساس کی قوت وحیثیت رکھتے ہیں تو پھر آخر آپ کیوں آسمان سر پہ اٹھا کر چلا رہے ہیں کہ تضاد بیانی ہے، کشف وخواب بھلا عقائد کے مقابل کیسے بن گئے، جبکہ ان میں سے کسی کا جہاں کوئی انکار نہیں ویسے ہی ہم ان کو حجت بھی

نہیں مانتے۔ اور جو نہ مانے تمہاری طرح اس کے پیچھے لٹھ لئے نہیں پھرتے اس لئے کہ دین کا حصہ یہ امور ہرگز نہیں، عجیب تضاد ہے رضاخانی دین ہیں کہ کشف و کرامت خود کے لئے دینی حجت بنالیں لیکن دیوبندیوں کی کرامات سے ہوش خطا تو کشف سے جیسے وضو ٹوٹ جائے یقین جانئے کہ کشف سے ہم اپنے کسی گھر یا باہر کے بزرگ کو عالم الغیب نہیں جانتے بلکہ ایسے احمق پر ہم ہزار بار لعنت بھیجتے ہیں۔

ایسے ہی ظہور کرامات سے مختار کل کوئی کس طرح بن گیا جبکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کشف ہو یا کرامت یا رؤیا، صالحہ صاحب کشف و کرامت کے اپنے بس کی بات نہیں کہ

؎ جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اسی طرح خواب بھی صاحب خواب کے تابع نہیں اگرچہ اس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی دی ہے کہ میرے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہے، میری امت کے لئے رؤیا کشف و القا باقی ہے۔ البتہ یہ فرق پھر بھی علیٰ حالہٖ قائم ہے یہی امور نبی کے ذریعہ جب ظہور پذیر ہوں تو یقینی اور غیر نبی کے لئے مشروط ہیں کہ امورِ دین کے خلاف ہوں تو مردود اور منجانب شیطٰن ہیں، اس لئے کہ انبیاء شیطانی تصرف و التباس سے محفوظ ہیں، تو کسی بھی غیر نبی کے لئے تحفظ کی یہ ضمانت نہیں، صرف ضمانت نہیں، کیا اس کی خبر تک نہیں۔

اہل سنت والجماعت تو اس پر متفق ہیں کہ خواب یا کشف کسی کے لئے حجت نہیں اور نہ کسی کرامت کے عدم قبول سے کسی کی صحت پر کوئی اثر پڑتا ہے، تو پھر تمہارے گھروں میں کیوں زلزلہ آگیا اور لگے خون کے آنسوؤں رونے۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ بھی ایک فراڈ ہے بھلا آنسو اور وہ بھی رضاخانی امت کے حصے ہیں تو پھر مگرمچھ والے نشوے ہوں گے نیز انہیں صاحبانِ کشف و کرامات یا اصحاب رؤیا نے اپنے رؤیا اور کشف و کرامات کے منوانے کے لئے کوئی اہتمام یا اصرار کیا ہے تو کوئی دعویٰ

اصول بنایا ہے ہرگز نہیں۔ تو پھر غور کیجیے آپ کہاں کھڑے ہیں نیز دیانتداری سے اپنے ضمیر اور دل سے پوچھ کے دیکھیے اگر خوف خدا کی کوئی رمق تک بھی باقی ہو گی تو یقیناً عرق انفعال سے پیشانی تر ہو جائے گی۔ اگر دل و ضمیر مر چکے ہیں تو ہم بتائے دیتے ہیں کہ جو کچھ تضاد کتاب زلزلہ و جماعت تبلیغی میں رضا خانی مجتہد نے بتایا ہے اس فریب محض کی حقیقت صرف اور صرف یہ ہے کہ عقائد کے مقابلہ پر کبھی کسی خواب سے تضاد کا طوفان اٹھا دکھایا تو کبھی کسی کرامت سے چکرا گئے ہیں۔ یا کشف سے عقیدہ کو ٹکرا دیا۔ اور بس یہ ہے حقیقت ان دونوں کتابوں کی جس پر نا خواندہ مدعتی حلقہ بغلیں بجا تا پھر تا ہے اب بغلیں جھانکتے اور آئیں بائیں شائیں کرتے پائیں گے۔ اس لئے کہ غبارے سے ہوا جو نکل گئی۔

نیز ہم اخلاص کے ساتھ اور محض ہمدردی کی بنا پر آپ سے دیانتداری سے دریافت کرتے ہیں کہ عقائد کے مقابلہ پر جو کچھ آپ نے نقل کر کے آسمان سر پر اٹھا لیا یہ جملہ باتیں غیر محفوظ اصحاب کی طرف منسوب اخبار احاد نہیں۔ یقیناً حقیقت اتنی ہی ہے۔ تو پھر آپ ان اخبار احاد اور وہ بھی غیر یقینی جو مفید ظن سے بھی فروتر ہیں۔ آپ انہیں کا تقابل کرنے بیٹھ گئے خالص ایمانی و دعوتی امور سے دنیا آپ کی سادگی کم نگہی کور ذوقی بلکہ جہالت محض پر ہنسے گی۔ اگر آپ کو اپنی کم نگہی سادگی یا کور ذوقی و جہالت کا اقرار نہیں تو پھر یقیناً فریب محض عیاری منافقت اور عریاں بے حیائی سے آپ نے کام لیا ہے۔

حیرت ہے صاحب کہ وقت کے علامہ (نہ نام زندگی کا فورم) ایک ایک کتاب ۵۰۰ صفحات سے زائد کی لکھ بیٹھے اور اتنی سمجھ بھی نہ آ سکی کہ بھلا کون احمق ہو گا اس دور روشن خیالی میں رجوع دیا اور کشف و کرامت کا مقابلہ عقائد سے کرنے بیٹھ جائے گا۔ یہ کور چشمانہ نشان تو محض اپنے رضا خانی حضرات کی ہے کہ شرک کی دیمک نے جن کی عقلوں کو

چاٹ چاٹ کر چٹ کر دیا ہے۔ کہ اب نوبت باایں جا رسید کہ ان بیچاروں کے عقیدہ ومذہب کی مدار ہی بے ربط خواب۔ اور بے سر و پا بلکہ مادر پدر آزاد کشف اور الحاد و زندقہ کا چربہ کرامات پر رہ گئی ہے۔ لیکن یقین جانئے علماء دیوبند کے مذہب حقہ کی دار و مدار ان غیر یقینی امور پر ہرگز نہیں۔ بلکہ وحی الٰہی کی حبل متین اور سنن خیر الانام کی سچی برہان پہ ہے۔

اس لئے ہم علیٰ وجہ البصیرت بر ملا حقیقت ثابتہ کا اظہار کئے دیتے ہیں اکابرین دیوبند کی عظمت و جلالت کا اعتراف کرتے ہوئے۔ ان سے عقیدت و محبت کو باعث سعادت سمجھتے ہوئے۔ اور ان خاصان خدا و محبوبان رسول کی معمولی تنقیص کو بھی بربادئ اعمال کا باعث یقین کرتے ہوئے بلا خوف و خطر یہ اعلان بھی کرتے ہیں اور یہ اعلان کرنا تقاضا ایمانی سمجھتے ہیں کہ جملہ اکابرین دیوبند سلف ہوں یا خلف۔ خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں ان پر کہ ان میں سے کوئی بھی نہ خدا نہ الوہی صفات کا پیکر مجسم نہ مظہر خدائی قوتوں کا مالک ایسے نہ کوئی نبی نہ ظل نبی یا بروز نہ کوئی شاہد اور نہ مشہود نہ کوئی نبی کا ہمسر۔ اللہ کے یہ عاجز ترین اور محتاج بندے۔ تو نبیؐ کے فرماں بردار امتی۔ ہم اپنے اکابرین کے لئے اور جملہ نوع انسان کے لئے علم ماکان ومایکون کا قطعی انکار کرتے ہیں۔ ہم اپنے اکابرین میں کسی کو نہ تو متصرف فی الامور مانتے ہیں نہ مختار مطلق نہ حاضر و ناظر۔ نہ کسی دیوبندی کو نافع و ضار تصور کرتے ہیں لیکن پھر بھی ہماری عقیدت میں کوئی فتور واقع نہیں ہوتا۔ ان کی جملہ عظمتوں کی بنیاد ان کے وسیع علم دین و اخلاص عمل کی بدولت ہمارے اذہان پر نقش ہے۔

ہاں وہ خدا کے فرماں بردار بندے رسول اللہؐ کے متبع امتی اور آپؐ کی دینی وراثت کے حقیقی وارث رحمہم اللہ اجمعین۔ ہم اپنے کسی بزرگ کی شان رسول اللہؐ سے ہرگز نہیں بڑھاتے اور نہ ہمسر مانتے ہیں بلکہ صرف اور صرف متبع امتی۔ رسول اللہؐ کی شان تو بہت بڑی بات ہے ہم تو صحابہ سے فوقیت دینا یا برابر تصور کرنا بھی انتہائی بدبختی اور خسران خیال کرتے ہیں

مانتے ہیں۔ اس لئے کہ یہی ہمارے وجدان کی سچی صدا ہے یہی ہمارا مذہب ہے یہی صراط مستقیم ہے جس کی بنیاد عین انصاف و اعتدال پر مبنی ہے۔
ہم فرق مراتب کے بڑی شدت سے قائل ہیں۔ نہ ہمیں عقیدت و محبت غلو یا افراط پر ابھارتی ہے نہ دشمنی تفریط و تنقیص کی طرف مائل فللہ الحمد علی ذالک۔ اب بتایئے پوری کتاب زلزلہ لکھ کر آپ کسے گمراہ کرنے چلے ہیں یا جماعت تبلیغی جیسی بیہودہ کتاب لکھ کر آپ کسے بہکانے کے لئے کمربستہ ہوئے ہیں جن کی پاکباز مخلص اور داعیانہ زندگی پوری ربع مسکوں پر لاکھوں کی تعداد میں کروڑھا بندگان خدا کے سامنے ہیں جن کی جیتی جاگتی متحرک و فعال زندگیاں اور مقابلہ میں بے سروپا باتیں بھلا کون محروم القسمت اثر لے گا۔

ماسوا اس کے کہ آپ اپنے حلقے کے سادہ لوح گمراہوں کو مزید متعصب بنا کر ان کے خسران کا سامان کر رہے ہیں۔ یا اپنی عاقبت کو بے بہا ڈبر باد۔ کاش فردائے قیامت ہی کو ذرا یاد کر لیتے تو شاید توفیق اصلاح میسر آجاتی۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

اعلانِ حق

کتاب زلزلہ ہو یا جماعت تبلیغی ہم واضح کئے دیتے ہیں۔ اور اس کے بعد معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ کہ اہل حق علماء دیوبند کی ذوات گرامی سے دشمنی و عداوت کا باعث کیا ہے۔ یا ان اہل اللہ کا آخر کون سا ایسا جرم ہے جس کی وجہ سے رہ رہ کے دشمنی کی آگ کو ہوا دیجاتی ہے۔ آخر کیوں اور کب تک۔

(۱) اہل حق کی دینی و علمی عظیم خدمات (۲) انگریز مردود سے جہاد اور اس کی غلامی سے بغاوت (۳) اللہ کو الٰہ واحد ماننا اور ماسوا اللہ ہو پرستی کی ہر نئی پرانی اشکال

اشکال وصور کا انکار، یہ ہیں وہ جرائم جن کے باعث یہ حضرات معاندین حق کے ہر ظلم و ستم کا مسلسل شکار ہیں اور اسی سے فرقہ رضاخانی کی حق دشمنی و عداوت عیاں ہو جاتی ہے اور اہل حق کی مظلومیت بھی۔ اب کریم نے ظالم کے جذبہ انتقام کی کیسی منظر کشی فرمائی، کہ جس سے حق کے دشمن ظالم کا بدترین کردار اور فطری عداوت حق کی خصلت عیاں ہوگئی ہے۔ فرمایا وما نقموا منھم الا ان یومنوا باللہ العزیز الحمید الذی لہ ملک السموت والارض واللہ علی کل شئی شھید (ترجمہ) اوران ظالموں نے اُن مظلوموں کو انتقام کا نشانہ محض اس لئے ہی تو بنایا ہے کہ وہ اللہ غالب لائق حمد وثنا ہستی پر ایمان لائے ہیں۔ جو آسمانوں اور زمین کا واحد مالک اور یہ کہ صرف اللہ ہی کے سامنے ہے ہر چیز۔

اندازہ کیجئے ان قرآنی ظالموں کا بیان کردہ چہرہ ذہن میں محفوظ کر لیجئے۔ دوسری طرف اہل حق علماء دیوبند کے علم وعمل اور عقیدہ کا جائزہ لیجئے کتنی مشابہت ومماثلت تام ہے قرآن کے بیان کردہ مظلوموں کی داستان حقیقت سے۔ رضاخانی حضرات یہ اعلان خداوندی بھی سن لیں۔ شاید ہدایت نصیب ہو جائے۔

ان الذین فتنوا المومنین والمومنٰت ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق جو لوگ اہل حق صاحبان ایمان کو دشمنی سے ستاتے ہیں دل آزاری کرتے ہیں اور پھر شرما کر یا رب سے ڈر کر اس ستم سے باز نہیں آتے یعنی توبہ نہیں کرتے تو ایسوں کے لئے جہنم کا عذاب اور جلانے کا عذاب ہے۔ ارشد القادری کتاب زلزلہ اور جماعت تبلیغی میں، کتب عقائد کی عبارات نقل کرنے کے بعد بالمقابل چند سوانحی کتب سے کسی خواب یا کشف وکرامت مع حوالہ جات کے رقم کر کے چلائیں گے کہ دیکھا تضاد ہے تو کتنا بڑا۔ نیز کہ سوانح کی فلاں کتاب سے تو انگریز دوستی جھلکتی ہے۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

انگریز دشمنی میں جن کی عمریں بیت گئیں۔ آج ایک مفقود الخبر امریکی ایجنٹ اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے یہ بتائیں کہ انگریز سے موالات رکھنے والے تھے پیارے انگریز

ہیں اپنے آقاؤں سے اکابرین دیوبند کی عظمت کا پوچھ لینا کہ جن کے خریدنے کے ارماں لے کر انگریز رخصت ہو گئے پر یہ ارمان بس ارمان ہی رہے۔

خیر جناب قادری صاحب کہیں فرضی تضاد بیانی کا رونا تو کہیں اپنی بے بسی کا ماتم کہ صاحب اب ہم کہاں جائیں اور کس بات کو سچ مانیں جیسے موصوف سچائی کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ دلوں کا حال اللہ جانے، اگر واقعی اسی مخمصے کی وجہ سے حق سے دور ہیں تو ہم رہنمائی کئے دیتے ہیں، واللہ یہدی من یشآء الیٰ صراط مستقیم۔

محترما! ہم اسلاف اکابرین یعنی شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز سے شاہ شہید تک اور ان کے بعد سید الطائفہ حاجی امداد اللہ حضرت گنگوہی حضرت نانوتوی مولینا خلیل احمد انبیٹھوی امام انقلاب حضرت شیخ الہند محمود الحسن حضرت مدنی شیخ الاسلام حضرت کشمیری سے تا مولینا محمد منظور نعمانی تک ان کبار علماء حق کی مرقومہ جملہ کتب عقائد کو قرآن وسنت کی ترجمانی اور اسی کی روشنی سے مستفید ہونے کی حیثیت سے واجب الاذعان اور لائق صد احترام جانتے ہیں۔ ان کے علاوہ کتب سوانح کی جن عبارات کو آپ بڑے فخر سے نقل کر کے جس طرح فریب دینے کی سعی نامشکور فرماتے ہیں۔ ان کے بارہ میں گزارش یہی ہے۔ کہ ہر دور کے اسلاف اہل علم نے کبار صوفیا کی کتب کے ساتھ جو روش اختیار کی اور روا رکھی ہے ہم بھی اپنے اکابرین کی سوانحی کتب کے ساتھ وہی معاملہ حق اور صحیح جانتے ہیں یعنی ایسی کتب کی جو باتیں قرآن وسنت سے واضح مطابقت رکھتی ہوں ان کو دل وجان سے قبول کیا جائے گا۔ اور بظاہر جو باتیں دینی معیار پہ پوری اترتی نظر نہ آئیں گی حتی المقدور اور دیانتداری سے توجیہ کرنے کی سعی کریں گے اس حد تک کہ کتاب اللہ اور نبوی تعلیمات مجروح نہ ہونے پائے۔ وگرنہ ان بزرگوں کے ادب واحترام دینی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی عمومی دینی زندگی کے نبوی معمولات کی قدر بہرحال کریں گے۔ اور اسی کے پیش نظر مشتبہ اقوال اور دیگر شطحیات

سے صرف نظر کریں گے اور بس۔

ہم آپ سے اخلاص نیت کے جذبہ صادقہ سے صرف اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ آیا آپ اور آپ کے طائفہ کے اکابر و اصاغر خالص دینی امور میں اپنی الائق احترام ذوات و شخصیات کے ساتھ یہی روش اپنانے کی جرات رکھا جانتے ہیں یا وہی قرآنی نقشہ کفار کا کہ انھم الفوا آباءھم ضالین فھم علی آثارھم یھرعون۔ (الصٰفٰت) کہ انہوں نے اپنے آبا کو جو گمراہی پر پایا تو اسی پر جم گئے کہ ان کے نقش پر مست ہو کر دوڑنے لگے۔ یعنی اسی گمراہوں کی روش پر سرگرم عمل ہو گئے، یہ کردار ہے کافروں کا کہ ذوات و اشخاص سے علائق کی بنا پر ان کی فکر و نظر اور اقوال و افعال کو حق کی کسوٹی پر پرکھنے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔ کہ حق کے خلاف اشخاص و ذوات کی شطحیات یا مشتبہ اقوال کو چھوڑ دیتے، کہیں آپ بھی اسی روش پر تو قائم نہیں خیر ہم کیا کر سکتے ہیں جبکہ معلوم ہے کہ آپ کا مسلک بھی یہ ہے کہ کتاب و سنت کے خلاف پر بزرگوں کے قول کو حجت پکڑنا جائز ہے۔ یعنی کتاب و سنت کی مخالفت افراد کے پیچھے اللہ کی پناہ۔

باب نہم

مولانا فضل حق خیر آبادی

اور

رضا خانیوں کا دجل

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت

چوری اور سینہ زوری کی مشہور عالم کہاوت سنتے تو ہمیشہ سے آئے تھے، پر یہ رنگ ڈھنگ رضا خانیوں کے دیکھئے کہ کس خیرہ چشمی اور ڈھٹائی سے مجاہدین آزادی کی قربانیوں کو اپنے کھاتے میں دکھانا چاہتے ہیں، حالانکہ جن کا وجود من حیث الفرقہ مجاہدین آزادی کے خلاف فتاویٰ ہائے وہابیت کا مرہون منت ہے جو باپ دادا کے بعد پشتہا پشت تک زلہ خوار رہے اغیار کے جو مجاہدین آزادی کی دشمنی کی بدولت وظیفے چار پشتوں تک پاتے رہے جنہوں نے برصغیر کی کسی بھی مذہبی و اصلاحی تحریک میں کبھی بھی حصہ نہ لیا، بلکہ ہم پچھلے اوراق میں بتا چکے ہیں کہ اس خانوادہ نے انگریز مردود کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز اور تحریک کی مخالفت اپنے لئے جزو ایمان اور ہر فرض سے اہم فرض تصور کیا۔ بنا مخالفت صرف اور صرف یہ امر رہا کہ جو انگریز کے مذہب یا اقتدار کے دشمن تو یہ مقدس گھرانا اس کا دشمن جس کے پاس تیغ و تفنگ تو نہ تھے اور نہ یہ میٹر اس کے اہل تھے البتہ مذہب کا ہتھیار پاس تھا جس کے استعمال کے یہ مجاز مطلق تھے لبس حسبا کے

بارہ میں کچھ سن گن یا بھنک پڑ گئی کہ انگریزی سرکار کے متعلق فلاں کے ارادے کچھ اچھے نہیں لگتے بس پھر ایک طوفان سا آجاتا اور وہابیت کے ایک ہی تبر سے یہ مردان غازی اس کے ایمان کو نشت کر دیں گے۔ پھر کلمہ کا ورد ہو یا کعبہ کا طواف، وہابیت کا لگایا ہوا داغ مٹ تھوڑی سکتا ہے، جیسے کسی رضا خانی کا قول ہے۔

؎ خدا کا پکڑا چھڑا لے محمد — محمد کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکتا۔

وہی شان اپنے رضا خانیوں کی ہے، کہ ان کے فتوے سے پھر قیامت تک کوئی مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ انگریز سے کسی بھی مرحلہ پر وفاداری یا بشرطِ استواری کے ایمانی ودینی اصول سے نہ صرف انحراف نہیں کیا بلکہ انحراف کا کھٹکا یا خیال بھی دل میں نہ لائے ایسے وفادار جو دین کو قربان کر دیا، وفاداری کے ثبوت کے لئے گلشن نبوی تک کو آگ لگادی، کہ مسلمانوں کو ایک جھٹکے میں وہابی بنا کر رکھ دیا۔ اللہ کی پناہ۔

آج ہندی الخبث ارشد القادری اور رضا المصطفیٰ چلے ہیں دنیا کو یہ باور کرانے کہ میاں تحاریک آزادی واستخلاص وطن کے جہاد میں تو صرف ہم ہی ہم تھے باقی سب غلط، اللہ اللہ خیر سلا جب آنکھوں کا پانی مرجائے، ضمیر مردہ ہو جائے تو انسان بچارہ کچھ ایسا ہی بن جاتا ہے، اللہ بچائے النسانی خناس کے شر سے کہ اب چلے ہیں تاریخی صداقتوں کو جھٹلانے کہ مجاہد ہم ہی ہم تھے، واقعی تسلیم ہے تحفظ انگریز کے لئے جہاد رضا خانیوں کا طغرائے امتیاز ہے۔ دین کی تخریب کیلئے جہاد، شرک کی ترویج کے لئے جہاد، مسلمانوں کی تکفیر کا جہاد، انبیا کی تنقیص کا جہاد، جل جلالہ، کون کون سے جہاد گنوائے جائیں، اب ان بہت سے جہادوں کے ساتھ استخلاص وطن کے جہاد کو بھی کئی وجوہ سے اپنے کھاتے میں دیکھنا چاہتے ہیں، مثلاً آپ دلیل پوچھ کے دیکھ لیجئے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔

بس فوراً ہی سینہ تان کر چہرہ پھلا کر گہری پیک مع چھٹانک بھر تمباکو کی ملونی کے تھوک کر جھاگ اڑاتے ہوئے کہیں گے کہ واہ صاحب واہ دہلی میں فتوئ جہاد پر دستخط کرنے

والوں کے نام دیکھ لو لیکن جن کے نام ثبت نظر آئیں تو فرض کر لو کہ یہ سب ہم ہی تو تھے
گویا یہ سب رضا خانی فاتحہ خوانی گیارہویں کھیل اعراس قوالیوں کے دیوانے۔ اور
قرآن و حدیث کے محرف دین کا حلیہ بگاڑنے والے قبر پرست ہی تو تھے۔ نعوذ باللہ من
ذالک۔ کہتے ہیں کہ مفتی صدر الدین آزردہ مولینا فضل حق خیر آبادی۔ جو جنگ آزادی میں
ہراول دستے مقدمۃ الجیش میں تھے اور انگریز سفاک کی دار و گیر کا شکار ہوئے۔ کہ
مفتی آزردہ مرحوم کی وسیع حویلی لٹ گئی اور مدت تک مصائب و آلام کا شکار رہ کر
اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ تو حضرت علامہ خیر آبادی پر مقدمہ چلا کہ انگریزی عدالت
میں کلمۃ الحق کہا۔ حتیکہ کالے پانی کی لعبور دریائے شور کی سزا کے دوران واصل بحق ہوئے
اور پھر بھی دیوبندی ہم رضا خانی تو لہ کو انگریز کا پٹھو کہہ کر ہماری بھد اڑاتے ہیں۔ جو
سراسر زیادتی ہے۔ بلکہ ناقابل برداشت زیادتی ہے۔ اب ہم سے یہ رسوائی نہیں سہی جاتی
اب بتایئے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ یہ رسوائی بچارے دیوبندیوں کی بخشی ہوئی تھوڑی ہے نہیں۔ یہ
تو رضا خانی بزرگوں کی موہبت ہے۔ اب اس سے دنیا ہی میں پیچھا چھڑانے کی سوجھی ہے۔
تو پھر سیدھے طریقے سے اپنے بزرگوں کی مقابر میں ہڈیاں تلاش کر کے پوچھو کہ کیوں نہ
تم شریک ہوئے جنگ آزادی میں اور کیوں انگریز کی ایجنبٹی کا داغ لگوایا۔ اگر کوئی جواب
نہ ملے تو جو مرضی میں آئے سلوک کر دو یا ان سے اظہار بیزاری کر دو جو ملت دشمنی پر جیتے
رہے اور بعد والوں کو بھی اسی راہ پہ ڈال گئے جب انہیں ازلی کاسہ لیسان فرنگ کے
نام لیوا ہو تو دشمنان انگریز کے بلند کردار بزرگوں اور ان کے رفقاء کار کی آڑ کیوں لیتے
ہو۔ علامہ خیر آبادی اور ان کے ہمسفر مجاہدین سے بھلا رضا خانی امت کا کیا علاقہ جبکہ
رضا خانیوں کے باوا آدم علامہ زماں فضل رسول بدایونی تو مجاہدین آزادی کے خلاف فتوے
صادر کر رہے تھے مولینا نقی علی خاں اور ان کے والد مجاہدین سے کنارہ کش مرغ و بٹیر
بازی کا شغل فرما رہے تھے۔

توپھر بتایئے آپ کے خانوادۂ غلامان برٹش کا ان فیض یافتگانِ خانوادۂ ولی اللہ سے کیا تعلق۔ کیا آپ کی طرح علامہ خیر آبادی یا مفتی صدر الدین آزردہ مرحوم بھی گیارہویں خور یا مقابر فروش تھے۔ کیا رسولِ خدا کو منصب خدائی پر دکھا کر خدا کہنے والے تھے۔ کیا ماسوی اللہ کی دھائی دیتے تھے۔ یا آپ کے دیگر عقائدِ مزعومہ و مشؤمہ کی ترویج کے لیئے کفرسازی جیسے گھٹیا کاروبار میں مشغول تھے۔ آخر کوئی مطابقت تو اپنے کردار سے بتلائے

رضاخانیوں کا جواب

کہیں گے صاحب یہ مفتی صدر الدین آزردہ مرحوم یا علامہ خیر آبادی۔ اس لیے ہمارے ہیں

(۱) اسماعیل شہید دھلوی کی برپا کردہ تحریک جہاد میں شریک نہ تھے۔ اور اسماعیل شہید دیوبندیوں کے امام ہیں جو تمہارے امام کی صف سے باہر رہا تو گویا وہ ہمارے پلڑے میں ہے مطلب یہ کہ ہمارا حصہ ہے۔ جب ہمارا ایک حصہ جہاد میں شریک تو دیوبندی سب خارج۔ اس لئے کہ اجتماع نقیضین یا ضدین منطقی اور فلسفی مسلمہ اصول کے تحت محال ہے۔ اب آپ کہتے رہیں کہ صاحب یہ کیا اندھیر ہے میدان شاملی و تھانہ بھون شاہد ہے۔ حافظ محمد ضامن شہید کی شہادت کا کیسے انکار۔ جواب ایک ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ اس لئے کہ ہماری عقول تو مناطقہ و فلاسفہ کے اصول سے انحراف نہیں کرسکتیں۔ خیر بھائی۔ یہ تو بتاؤ آخر ہر دور کے معاصرین کی راہیں یا آرا مختلف نہیں رہیں، علی الخصوص عملی میدان میں۔ لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ خیر آبادی مرحوم کی عدم شرکت کو آپ مخالفت جہاد کے لئے دلیل بنالیں۔ اور بفرضِ محال اگر مخالفت ثابت بھی ہوجائے شاہ شہید کی تحریک سے تو دو مخلص مسلمانوں کا اجتہادی کہا جائے گا۔ جس پر دونوں امیدوارِ ثواب ہوسکتے ہیں۔

(۲) کہیں گے صاحب۔ علامہ خیر آبادی اور شاہ شہید میں اختلافِ مسائل پر خاصی گرم بازاری رہی ہے حتیٰ کہ مسئلہ امکان کذب پر تو بحث و تکرار بھی ہوچکی ہے۔ تو پھر کیسے

یقین نہیں کرتے آپ ۔

(جواب) اختلاف میں گرم بازاری رہی ۔ لیکن یہ بتائے کہ آیا یہ وہی مسائل تھے جن کے لئے آپ پون صدی سے تکفیر مسلمین کی بھونڈی خدمت انجام دے رہے ہیں کہ تفریق مسلم کے ساتھ ہی ساتھ انگریز کا تحفظ بھی ہوتا رہے ۔ جبکہ علامہ خیر آبادی انگریز کو بھگانے کے لئے سب کچھ داؤں پر لگا کر اپنا فرض ادا کر گئے ۔ علامہ نے شاہ شہید سے اختلاف کیا حالانکہ دونوں ایک ہی مرکز ہدایت کے تربیت یافتہ تھے ۔ تاہم فلسفیانہ اور وہ بھی خالص علمی مذاق کے تصورات میں ہمیشہ اہل علم کے آراء و مذاق مختلف رہے ہیں ۔ کیا منصوص و مشہور بھا خیر القرون کے مسلمات اور فیصل شدہ مسائل میں یہ اختلاف تھا ، ہرگز نہیں تو پھر شور کس بات کا جبکہ اس کے برعکس اکابرین دیوبند کا رضاخانیوں سے اختلاف ہے ۔ اور یہ اختلاف معمولی نہیں بلکہ رضاخانی ٹولہ نے منصوص و قرن مشہو بھا الخیر کے فیصل شدہ مسلمات کو جھٹلا یا ہے ۔

مثلاً علم غیب ، حاضر و ناظر ، متصرف و مختار ، حاجت روا و مشکل کشا اور استغاثہ و ندا لغیر اللہ وغیرہ جن کی نفی و نہی منصوص ہے ۔ اس کے برعکس علامہ و شاہ شہید کا اختلاف مسئلہ امکان کذب و عدم کذب میں جو محض ان دو حضرات کا پیدا کردہ نہ تھا متقدمین میں بھی مابہ النزاع رہا ۔ اور آج اس کا وجود ہی ختم ہو چکا ہے جسے آپ پھر زندہ کر رہے ہیں ۔ بہر حال ان حضرات میں اختلاف رہا جس کو مناظرہ کا رنگ دینا بھی دجل ہے ۔ ورنہ تبادلۂ خیالات سے زیادہ اس کی کیا حقیقت ہے پھر اس اختلاف کا تمہارے مشرکانہ عقائد و افکار اور خلاف شرع امور سے کیا تعلق یہ تو ہم کو بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ نچلے تو بیٹھ ہی نہیں سکتے ۔ خوبیاں دوسروں کی مال دوسروں کا خدمات و ایثار دینی و ملی دوسروں کی علم دوسروں کے پاس لیکن یہ تہی دستانِ قسمت سب کچھ دوسروں کا ہتھیانے بلکہ چھیننے کے چکر میں رہتے ہیں ۔ ہمارے یہ چند جملے بے معنی نہیں ان کے کردار پر نظر کریں تو ہمارے کہنے کی صداقت کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہوگا ۔ دوسروں کے مال ہتھیانے

کے کتنے راستے اور وہ بھی مذہب کے نام پر ہر روز یا ہفتہ میں تین بار فاتحہ حضرت اعلیٰ کی وصیت کی روشنی میں اس مہنگائی کے زمانہ زندوں کا پیٹ بھرنا مشکل تو ان کی فاتحہ کا کم سے کم سو روپئے خرچہ ہفتہ میں اول درجہ کا عمل تین سو روپیہ کا زیادہ جبکہ اوسط فی کس آمدنی ماہرین اقتصادیات یا شماریات بتائیں گے، یہ مردے کا خرچہ اللہ کی پناہ پھر گیارہویں ہر مہینہ کی مستزاد، اعراس و قوالیوں کا چکر الگ رہا کیسے کیسے ہیں بندگان پیٹ کے دھندے بلکہ لوٹنے کے پھندے لیکن کسی بھی رضاخانی غریب سے حلفیہ پوچھ کے دیکھو کہ کسی غریب نے کسی رضاخانی مولوی کے گھر کی فاتحہ یا گیارہویں بھی کسی خوش قسمت کو نصیب ہوئی ہے۔ توبہ کیجئے اسی طرح آپ ہماری بقیہ چارج شیٹوں پر غور تو کیجئے تو حقیقت عیاں ہو جائے گی اسی طرح کی عادت بد کا نتیجہ، کہ غریب مفتی صدر الدین آزردہ اور علامہ خیرآبادی کی قربانیوں کا انجام دیکھئے کہ یہ دعویدار ہیں زور سے جبر سے، دھاندلی سے جیسے بن پڑے دعویٰ ہے کہ ہم ہی ۱۸۵۷ء میں دہلی کے معرکے کے ہیرو تھے۔ کیسے بھائی وہی بات کہ علامہ خیرآبادی۔ ارے خدا کے بندو اس بچارے سے تمہارا کیا واسطہ، وہ کیا لگتے تھے تمہارے البتہ اگر اپنی فرضی قربانیوں کی تعلّی بگھارنی ہی ہے تو اپنے اعلیٰحضرت یا ان کے بٹیر و مرغ مرغ باز والد نقی علی خاں اور دادا رضا علی خاں یا اعلیٰحضرت کی اولاد حتیٰکہ اس خانوادہ کے کسی بھی فرد کی کسی بھی مرحلہ پر نشاندہی کیجئے کہ انگریز مردود کی مخالفت کی ہو، یا ملت مسلمہ کے اجتماعی مقاصد کے لئے کوئی جرأت مندانہ اقدام کیا ہو، اور نہیں تو کم سے کم علمی میدان میں مسلم کاز کے لئے انگریز اور ان کے پادریوں کے خلاف کچھ کر دکھاتے جبکہ انگریز پادری حکومت کے سہارے مسلمانوں کو عیسائی بنانے اور مسیحی دین کو بزور مسلط کرنے کے لئے جملہ حربے تحریص و تخویف کے استعمال کر رہے تھے۔ اس وقت کی تاریخ جب ہم دیکھتے ہیں تو اس میدان میں بھی علمائے حق کی وہ جماعت نظر آتی ہے جو آپ کی بارگاہ کی معتوب ہے۔ کہ جس نے دنیا عیسائیت کے ہوش اڑا دیئے پادریوں کا ناطقہ بند کر دیا عیسائیت

کے ہوش اڑادئیے پادریوں کا ناطقہ بند کر دیا دیکھئے مولانا رحمت اللہ کیرانوی رح واقعہ یہ ہے کہ پادریوں کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملادیا۔ اُن کی امیدوں کو مایوسیوں میں بدل دیا۔ کہ مسلمان عوام عیسائیت کے دجل سے محفوظ ہو گئے۔ عوام مسلمانوں کے دین و ایمان کے محافظ یہی علماء دہلی و دیوبند ہی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انگریز کی نظر میں علماء دہلی و دیوبند خار کی طرح کھٹکنے لگے۔ حتیٰ کہ اپنے خطاب یافتہ سروں اور نوابوں کے ذریعہ چند دنیا طلب مذہبی بہروپیوں کو خرید لیا۔ جو پہلے ہی فکر معاش میں پریشان حال ہندو راجہ کے پاس چند ٹکڑوں پر وقت گزاری کر رہا تھا۔ کہ انگریز کا پیسہ کھینچ لایا۔ بس آتے ہی علماء حق دہلی و دیوبند کے خلاف آگ فتنہ کو مشتعل کیا جو آتشکدۂ ایران کی طرح بجھنے میں نہیں آتی۔

جو مختصر خاکہ ہم نے پیش کیا ہے۔ اس دورِ پر آشوب کی تاریخ میں آپ دیکھ جائیے۔ یہی کچھ ملے گا۔ اس فرقہ کے علماء سوء کا کردار یہی ہے کہ ۱۸۵۷ء سے پہلے یا بعد کے زمانہ تک کافر گری وہابی سازی کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا۔ اس دور کا ان کا لٹریچر آپ دیکھ جائیے انگریز مردود یا ان کے پادریوں کے خلاف کوئی رسالہ یا مناظرہ حاشا وکلا کچھ بھی نہیں ملے گا۔ کیا فضل رسول بدایونی یا اعلیٰ حضرت کے باپ دادا کو پادریوں کا کفر اور انگریز حکمرانوں کی خطۂ ہند سے اسلام کو مٹا دینے کی ہزار ہا فتنہ بداماں خبیث پالیسی میں کوئی خطرہ نظر نہ آتا تھا۔ کہ ان سے بے نیاز ہو کر علماء حق کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ گئے۔ جو ہر میدان میں انگریز سے ٹکرانا مذہبی فرض جانتے تھے۔

حتیٰ کہ جب جہاد ۱۸۵۷ء کا علماء حق نے فتویٰ مرتب کیا جس پر جملہ علماء کرام نے دستخط ثبت کئے۔ تو اس وقت اعلیٰ حضرت کے بشیر و ملارغ بازہ والد گرامی مولینا نقی علی خاں اور دادا رضا علی یہ دونو بزرگ اپنے علمی جاہ و جلال اور کرامات کی عظمتوں نیز دیگر بہت سی شہرتوں کے ساتھ بریلی میں موجود تھے۔ مانا کہ بوجہ بعد مسافت کے فتویٰ پر دستخط نہ کر سکے پر اپنی رضامندی کا اظہار تو کر سکتے تھے۔ تو بتائیے ان خانوادہ کی طرف سے

کوئی ایسا اعلان ہوا، ہرگز نہیں، حالانکہ گردونواح اور دور دراز کے علماء حق نے ایسا ہی کیا تھا۔ اگر اس خانوادہ سے یہ بھی نہ ہو سکا تو کم سے کم دام درہم سخنے کسی عنوان سے کوئی حصہ لیا۔ مجاہدین آزادی کی کوئی نصرت وحمایت کسی مرحلہ پر ان دو حضرات اور ان کے باوا آدم فضل رسول بدایونی نے کی تھی، ہرگز نہیں، صبح صادق پریس سے مولوی محمد صادق مالک پریس آنریری مجسٹریٹ اس وقت کیا خدمت انجام دے رہے تھے، حتیٰ کہ دہلی نہیں بلکہ مجاہدین آزادی سر پر پہنچ کر بدایوں اور نگر الہ میں جس وقت جہاد کی سرگرمیوں میں مصروف تھے اور نہیں نگر الہ میں تو انگریزوں سے زبردست مقابلہ ہوا۔ تو یہ عبقری صاحبان کشف وکرامات کہاں تھے، جہاں بھی تھے مسلمانوں کے ساتھ ہرگز نہ تھے۔ یہاں تک کہ خود بریلی شریف میں جرنیل بخت بہادر خاں اور نواب خان بہادر خاں، نیز سادات نو محلہ اور عام مسلمان جب تحفظ دین اور روہیل کھنڈ کی آزادی کے لئے برسرپیکار تھے تو یہ نام نہاد دین کے ٹھیکے دار، رضا علی خاں اور نقی علی خاں اور فضل رسول بدایونی کہیں اور کسی مرحلہ پر مسلم کاز کے ساتھ تھے، ہرگز نہیں تو پھر اس خانوادہ مسلم کش اور برٹش سرکار کے زلہ خوار کی حمیت دینی کے بارہ میں ہم گنہگار کیا رائے قائم کریں۔ یا ان کے گھناؤنے کردار کی بدولت تاریخ کی اس سچائی کو صحیح سمجھیں کہ اس خانوادۂ مسلم کش اور اسلام دشمن کے مذہبی جذبہ وغیرت دینی میں صرف اس وقت جوش بلکہ اُبال آتا ہے جب سرکار انگلشیہ کی طرف سے جھنڈی ملتی ہے اور جب اُدھر سے چپ کا اشارہ ملتا ہے تو بس جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں، کہ شاید صور اسرافیل ہی متحرک کرے تو بات دوسری ہے ورنہ تو زمین جنبد نہ جنبد گل محمد والا معاملہ ہے۔ اب غور کیجئے جب چاروں طرف ہنگامہ رستاخیز ہے، نعرہائے اللہ اکبر کی صدائیں مسلمانوں کو جام شہادت کا متوالہ کئے دے رہی ہیں تو ان چکنے گھڑوں سارقان دین اور انکے ہمزلف پیران مارہرہ کے مشہور گدی نشینوں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، خیر سے حق کے لئے ٹس سے مس نہیں ہوتے اور نہ کوئی جنبش ہوتی ہے

دوسری طرف انگریز کا کوئی غیبی اشارہ ملتا ہے، تو ان کے ایمان میں ارتعاش پیدا ہو کر زلزلہ و طوفان کی شکل اختیار کر لیتا ہے کہ جس کی لپیٹ میں صرف متاع اسلام ہی بھسم ہوتی ہے۔ مگر یہ آنچ تک نہیں آتی۔ چنانچہ اس خانوادۂ تاریخ ساز کی توپوں کے دہانے جو کھلتے ہیں تو زہریلے بگولوں سے چشم زدن میں سارے مسلمان کافر و وہابی بن جاتے ہیں۔ اللہ کی پناہ۔ چنانچہ جب مجاہدین ۱۸۵۷ء میں جہاد میں مصروف تھے تو خیر سے یہ مجاہدین کو وہابی کہنے اور باور کرانے کی خدمت انجام دے رہے تھے۔

غضب خدا کا ایسے کڑے وقت میں تو دشمن بھی ایسی دشمنی سے شرما جائے۔ لیکن ان کی بلا سے دنیا جو کہے گی کہتی رہے، حالانکہ ایمان اور اسلام کے ساتھ ذرہ برابر بھی تعلق ہوتا تو اضعف الایمان کے درجہ ہی پر قائم رہتے۔ کہ حق کا ساتھ دیتے اس کی نصرت کی استطاعت نہ تھی تو خاموش ہی رہتے۔ لیکن حیرت ہے بلکہ یہ کیسی حرماں نصیبی ہے، جو پستی در پستی کی طرف کشاں ہے کہ ایمان کے معمولی سے تعلق سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ بجائے خاموش رہنے کے الٹا مجاہدین کی بدگوئی میں سرگرم نظر آتے ہیں۔ کہ فتوے پر فتوے ہیں۔ کن کے خلاف اور کس کی خوشنودی کے لئے معلوم ہوتا ہے کہ شماتت ہمسایہ سے بھی بے نیاز تھے۔ دگر نہ کچھ تو شرما کر لیپا پوتی کرتے لیکن زرد سکوں کی جھنکار نے آنکھوں کو خیرہ اور دل ناصبور کو ایسا وارفتہ کیا، کہ عالم بے خودی میں سب کچھ بے نیازانہ کر گئے واقعی مردان چنیں کنند۔

خوگران فساد اور بندگان حرص و آز کے لئے ایسے مواقع سیزن کے بس اللہ دے اور بندہ لے۔ ایسے نازک وقت میں بجائے تعاون و تناصر کے خاموش بھی نہ رہ سکے الٹا مجاہدین کو کافر اور وہابی بنانے میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

چنانچہ اسی دور کا وہ لٹریچر آپ دیکھ جائیے جو مولوی محمد صادق سیتاپوری معمولی وکیل پھر خدمات سرکار کے عوض آنریری مجسٹریٹ بنے۔ ان کے پریس سے نکلنے والا لٹریچر میں سوائے مسلمانوں کی کافر سازی اور وہابی سازی کے اور کچھ نہ ملے گا جسے ہم بھی

تلف تو نہیں کر سکتے بلکہ اب تو تاریخ کا ایک ناقابل فراموش حصہ بن چکا ہے۔ ہم اپنی دوسری کتاب میں اس جنگل کی سیر کرائیں گے جو تیار ہے اور انشاءاللہ عنقریب شائع ہوگی۔

بتانا یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کے جہاد میں لاریب مجاہدین کی صفِ اول میں علامہ خیرابادی تھے۔ اور جو دور دراز تھے وہ اپنے اپنے محاذوں پر حق فرض ادا کیا وہ سرخرو ہوا جس نے پہلو تہی کی وہ محروم۔ اور جس نے ادائے فرض کے بجائے مجاہدین کے لئے مشکلات کا باعث بنا وہ یقیناً عنداللہ وعندالناس مردود ہوکر مبغوض و منفہہ ہوگیا۔ بحمداللہ ہمارے اکابرین دین تحفظ دین کے لئے سرگرم۔ تو انگریز دشمنی میں اپنی مثال آپ تو جذبۂ جہاد میں سرشاری وجہ ہے میرٹھ کے بعد شروعات میں میدانِ شاملی وتھانہ بھون کے غازیان اسلام کی مسابقت بھی مسلم ہے۔ ان محاذوں کے کمانڈر انچیف حضرت حاجی جہاجر مکی تھے تو دست و بازو گنگوہی و نانوتوی۔ تھانہ بھون کی عمارات کا مکمل انہدام اور حافظ ضامن صاحب کی شہادت سالار قافلہ کی ہجرت اور حضرت گنگوہی کی حبس۔ ان خاصان خدا کے جذبہ وعمل جہاد کے گواہ ہیں۔ اور یہ وہ اٹل حقیقتیں اور محکم شہادتیں بے میل سچائیاں ہیں جو اب تاریخ کا حصہ ہیں۔ زلزلہ جیسی لغو کتاب کے شورہ پشت دریدہ دہن مؤلف اپنے مزعومہ مکائد سے ان روشن کارناموں پر کیسے پردہ ڈال سکتا ہے۔ کہ جن کے جذبۂ جہاد نے کسی بادشاہ وقت کے جلالِ خسروی کی پناہ اور سہارے کی تلاش سے بھی بے نیاز کر دیا۔ اللہ اکبر فللہ الحمد تو دوسری طرف بانیانِ رضاخانی شریعت کا کردار ملاحظہ ہو۔ بقول پروفیسر روحی صاحب کے فضلِ رسول بدایونی کو انگریز نے بے نظیر خدمات کے صلہ میں اول سررشتہ داری، پھر عہدۂ قضاء و افتاء اور برائے نام مدارس کے بہانے بے پناہ امداد ملی۔ حتیکہ انگریز کی پٹھو والیان ریاستوں سے مستقل وثیقے اور وظیفے مقرر ہوگئے۔ جو نسلاً بعد نسلٍ چار پشتوں تک جاری رہے۔ جس نے اپنی خدمات جلیلہ کے ذریعہ اور بے مثال لیاقت سے انگریز حکمرانوں کے دل موہ لئے ہیں۔ یہ ہیں پیٹ کے بندوں کے

گھناؤنے دھندے رکھ پیٹ کے جہنم کے لئے مسلمانوں اور اسلامی وحدت کو آگ لگا
گئے۔ بقول علامہ مسعود عالم ندوی ہندوستان میں سب سے پہلا فتنہ پرداز یہی مولوی فضل
رسول بدایونی ہے جو انگریز کی ایجنٹی کی بری راہ پر لوگوں کو لگا گیا اور سب سے پہلے جس نے
لفظ وہابی بطور گالی استعمال کیا۔ جس کو پیری مریدی کا خانقاہی سرٹیفکیٹ بھی اسی صلے
میں مارہرہ سے ملا۔ پھر تو یہ انگریزی ایجنٹ تنخواہ دار خرمن اسلام میں تاحیات آگ لگاتا پھرا
آپ کے بعد اعلیٰ حضرت نے تو ریکارڈ توڑ دیئے ہندوستان کی کافر حکومت کے بارہ
میں پہلا فتویٰ اسلامی ہونے کا جڑ دیا کہ ہندوستان دار اسلام ہے۔ دیکھئے آپ کا رسالہ
اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام۔ تو کافروں کے عقائد کو عین اسلام بنا کر
پیش کیا۔ کہ حقیقی مسلمانوں کو خارج از اسلام بتایا یہ ہیں رضاخانی دین کے اعیان
بچارے خیر آبادی کے پاکیزہ کردار کے سارق۔ اللہ بچائے ان سے۔ آمین۔

باب العاشر

اهل السنۃ والجماعۃ

ختمی مرتبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رض و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقدس ادوارِ خلافت تک مسلمانوں میں کوئی بھی فتنہ ایسا نہیں جو سر اٹھا کر کامیابی سے ہمکنار ہو سکا ہو بلکہ جملہ مسلمان دینِ حق کی ایک ہی سلکِ مروارید سے منسلک و مربوط رہے۔ یہاں تک کہ خلیفۂ مظلوم سیدنا عثمانِ غنی رض کے دورِ خلافت کے نصف آخر میں دربردہ فتنوں نے پنپنا شروع کیا، حتیٰ کہ جن کے نتیجہ میں اُمتِ مسلمہ کو خلیفۂ ثالث مظلوم کی شہادت کے حادثۂ فاجعہ کا دردناک اور کرب ناک گھاؤ سہنا پڑا۔ جس طرح کے شورہ پشت فتنہ پرداز فسادی چاہتے تھے، یہ کوئی معمولی صدمہ نہ تھا۔ خلیفہ کی حرمت ایک حصار تھا، جس کے ٹوٹنے سے یکے بعد دیگرے ٹڈی دل کی طرح فتنوں کا قُل بادل اُمڈ پڑا۔ جس کا اظہار سیدنا حضرتِ حذیفہ رض بن الیمان نے پہلے دن ہی کر دیا تھا قسم بخدا آج فتنوں کی ننگی تلوار بے نیام ہو چکی ہے، جو قیامت تک اپنی میان میں نہ جائے گی، چنانچہ یہی ہو کر رہا۔ تھوڑے ہی دنوں میں روافض اس کے بعد خوارج کی شکل میں تازہ دم اور طاقتور فتنوں نے سر اٹھایا، جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو ایسے گہرے گھاؤ لگائے کہ آج تک وہ زخم مندمل نہ ہو سکے۔ ان کے بعد معتزلہ کا فتنہ اپنی پوری فتنہ سامانیوں کے ساتھ آندھی کی طرح اٹھا تو پورے عالمِ اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جو قیامت تک مسلمانوں کو خون کے آنسو رُلا گیا۔ اسی اعتزال کی کوکھ سے بیسیوں اور

فتن نے جنم لیا جیسے جہمیہ قدریہ مرجئہ وغیرہ ۔ دیکھئے الملل والنحل یا الفرق بین الفرق الغرض یہ عجمی فتنے مسلم عرب کو بھی فرقہائے متعددہ میں بانٹ کر اسلام کی اصل قوت کو پارہ پارہ کر گئے ۔ اس کے بعد تو آئے دن ہزارہا فتنے مختلف عنوان سے سر اٹھانے لگے کہ یہ سلسلہ تاحال جاری ہے ۔ بلکہ روز افزوں ہے ۔ لطف یہ کہ ہر فتنے سے پیدا ہونے والا فرقہ دعویدار اسلام ہی کا رہا اور تاہنوز یہی روش ہے ۔ گویا اسلام بچارہ تو ارد و کی اس ضرب المثل کا مصداق بن کر رہ گیا جس کا ہیولا (غریب کی جورو سب کی بھابھی) سن کر معاً ذہن میں آتا ہے ۔

چنانچہ خادمان دین کے لئے یقیناً یہ صورت حال باعث تشویش ہونی چاہئے تھی ۔ اور ہوئی بھی ۔ کیونکہ ان دوسرے دعویداران اسلام کے ہجوم میں اپنے دینی تشخص اور امتیازی اوصاف کو برقرار رکھا جائے ۔ نیز یہ کہ دوسرے مدعیوں اور اصل خادمان دین میں کیا فرق ہو ۔ پھر ان کے معتقدات کی نوعیت کا وہ کون سا امتیازی نقطہ ہے جو ان میں اور اُن سے اختلاف رکھنے والوں میں حد فاصل ہو ۔ یعنی کوئی ایسا واضح اور غیر مبہم معیار ہونا چاہئے جس سے اصل اور غیر اصل میں فرق و امتیاز ہو سکے ۔ لیکن یہ معیار بھی خود ساختہ ہرگز نہ ہو بعدہٗ جیسے جیسے وقت کے عوامل اور افراط و تفریط نے اس شجرہ طیبہ اصل دین سے کئی شاخیں پیدا کر دیں اور ہر نئی شاخ نے اپنے ہی اصل ہونے کا دعویٰ کر دیا ۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ہر نئی شاخ نے اپنی بقا کے لئے اصل طبقہ کے خلاف محاذ بنا کر اُسے غیر اصل اور اپنے کو اصل ثابت کرنے کی جدوجہد میں پوری توانائیاں صرف کر دیں ۔ اس لئے کہ اصل سے کٹی ہوئی شاخوں کا قدرتی طرز عمل یہی ہوتا ہے

اس لئے اصل خادمان دین کو امتیازی معیار کے لئے دینی استناد کا تسلسل و استمرار متوارث کی ضرورت تھی ۔ چنانچہ اسی غرض سے اصل اہل دین و اہل حق نے صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ امتیازی خطاب اختیار کیا یعنی اہل سنت نے

الجماعت) جس کی دینی سند کا تسلسل متوارث تھا نیز افراط و تفریط کی لعنت سے پاک مسلکِ اعتدال بھی رہے جیسے کہ ایک موقع پر حضور اکرمؐ نے صحابہ کی موجودگی میں ان کی فہمائش اور آنے والی نسلوں کے لئے حق و باطل کی کسوٹی اور معیار ہو۔ چنانچہ حضورؐ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی۔ اور اس کے دائیں بائیں ٹیڑھی ترچھی لکیریں کھینچ کر ارشاد فرمایا کہ یہ سیدھی لکیر تو صراطِ مستقیم ہے اور دائیں بائیں کی ٹیڑھی ترچھی لکیریں اہوائے نفسانی کی راہیں ہیں۔ صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ وہ صراطِ مستقیم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا انا علیہ و اصحابی۔ یعنی میرا اور میرے اصحاب کا طریقہ ہی صراطِ مستقیم ہے۔

ایک دوسری حدیث جس کے راوی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ ہیں۔ ارشادِ نبوی ہے وان بنی اسرائیل تفرقت علی اثنین وسبعین ملة، وستفترق امتی علی ثلٰث وسبعین ملة کلھم فی النار الا ملة واحدة۔

قالوا من ھی یا رسول اللہ۔ قال ما انا علیہ و اصحابی ان روایات میں لقبِ امتیازی کی دونوں بنیادیں نمایاں اور واضح ہیں۔ یعنی سنت و جماعت۔ یعنی روایات کے مفہوم پر غور کریں مطلب واضح ہے خصوصاً حدیث کے آخری جز کے دو لفظ دیکھئے۔

ما انا علیہ۔ اور اصحابی۔ ما انا علیہ (معنی) وہ طریقہ جس پر میں ہوں۔ جس سے مراد السنة ہے۔ سنت کا مطلب ہے روشِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یہی ما انا علیہ سنة ہے۔ سنة کیا ہے طریقۂ نبوی یا روشِ نبوی۔ دین میں جس کا مقام ہے قانونِ دین۔ جس قانونِ حق کی بدولت ملتِ حقہ پیدا ہوئی اور جس سے مختلف دینی شعبے بنے حدیث کے آخری جز کا دوسرا لفظ ہے و اصحابی۔ جس سے مراد پوری صحابہ کی جماعت ہے۔ جو ساری کی ساری برگزیدہ شخصیتوں کی ذوات پر مشتمل ہے۔ سنت سے اصول قانون اور طریق واضح ہوا۔ تو الجماعة کے لفظ سے شخصیات اور رفقاءِ طریق کی نشاندہی ہوئی ہے۔

جس سے واضح ہوا کہ اہل سنت و جماعت کے مسلک میں اصول و قوانین بغیر ذوات اور ذوات بغیر اصول و قوانین کے معتبر ہیں۔ اس لئے کہ قوانین شخصیات کے راستہ و واسطہ سے آئے۔ تو ذوات قوانین ہی سے پہچانی گئیں۔ ماخوذ کو لے لینا اور ماخذ کو چھوڑ دینا جیسے پرویز یا منکرین حدیث یا بالعکس جیسے رضا خانی امت۔ کوئی معقول بات نہیں۔ اللہ نے اس امت کو صرف قرآن ہی نہیں دیا بلکہ پیغمبر کی ذات بھی عطا کی۔ جس نے قرآن سنایا سمجھایا اور اس کا عملی نمونہ اپنے عمل سے دکھایا اور اس کے لئے ذہنوں کو بنایا۔

ایسے ہی نبی کریم نے امت کو صرف قرآنی قانون ہی نہیں دیا بلکہ قانون داں ذوات و شخصیات بھی بخشیں جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں دورِ نبوت کی طرح قانون دین سمجھایا تو سنایا بھی اور عمل کر کے بھی دکھایا اور اذہان کو تربیت سے صحیح سمجھنے کے لئے مستعد بنایا (تلخیص عن مسلک دیوبند) اس سنۃ اللہ اور سنتِ رسول سے واضح ہوا کہ دین اور دینی ہدایت سے اخذِ خیر نیز تربیت کے لئے تنہا کتاب یا تنہا شخصیت کافی نہیں۔ بلکہ قانون کے ساتھ معلمین قانون اور لٹریچر کے ساتھ مربیان دستور کی ملازمت و مصاحبت بھی ناگزیر ہے تا کہ صرف قانون ہی علم میں نہ آئے جو فی الجملہ کتب اور نوشتوں سے آسکتا تھا۔ بلکہ اس کا حقیقی رنگ بھی دلوں پر چڑھ جائے۔ اور اس کی معنوی کیفیتیں بھی قلوب میں راسخ ہوں جو ذوات سے وابستگی کے بعد ممکن تھا۔ بقول حضرت قاری طیب صاحب منشاءِ حدیث اتباعِ سنت بتوسط شخصیات واضح ہوا یہ ہے اختصار اور اگر تفصیل بیان کی جائے تو پھر روش نبوی سے دینِ حق کے جس قدر بھی شعبے بنتے اور منسوب ہوتے چلے جائیں۔ ذات نبوی کے فیض و انتساب سے ان سب کی عظمت و متابعت اور ادب و احترام بھی فرقِ مراتب کے ساتھ لازمۂ مسلک ہو گا۔

مثلاً صحابہ سے لے کر آج تک کی جملہ دینی شخصیات اور ایسے ہی آپ سے منسوب جملہ شعبہ ہائے دینیہ جیسے عقائد و ایمان اور اعمال و اخلاق وعظ و تبلیغ، تعلیم و تعلم جہاد و امامت ایثار و قربانی یہ سب روشِ نبوی کے مظاہر، اور آپ کی مختلف الانواع نسبتوں کے ثمرات و آثار ہیں۔

ایسے دین کے شعبے ہوں یا جہتیں سب روشِ نبوی کی مختلف نسبتوں سے اخذ شدہ ہیں جن کے اصطلاحی نام اگرچہ بعد میں رکھ لئے گئے، جبکہ ان کو اور ان کے قواعد و ضوابط کو سنت نبوی سے اخذ کر کے قانون کی صورت دے دی گئی، اس لئے یہ سارے شعبے بھی سنت سے منسوب ہو کر دین بن گئے۔

جیسے فقہ، تصوف، حدیث، تفسیر، روایت، درایت حقائق، اصول حکمت کلام اور سیاست وغیرہ السنت کے تحت سنت ہی کے اجزا ہیں۔

پھر انہیں سے منسوب شعبوں کے تخصصات اور ان کی خصوصی مہارت سے اسلام میں خاص خاص طبقات پیدا ہوئے جو اپنے فن کے مناسب ناموں سے موسوم ہوئے، جیسے متکلمین فقہا، محدثین، صوفیا اصولین، عرفا، حکما خلفا وغیرہ یہ سب شعبے اور طبقے ذاتِ نبوی سے نسبت کی بنا پر فرق مراتب کے لحاظ سے واجب التعظیم ٹھیرے۔

اور ذاتِ نبوی سے منسوب جملہ شعبوں کے جامع رفقا و طریق یعنی اصحابی بالفاظ دیگر جماعتِ صحابہ ہی ان کی جامع ہے۔ تو معلوم ہوا صراطِ مستقیم نام ہے روشِ نبوی اور رفقاءِ نبی کی متابعت کا۔ اس روشِ نبوی اور رفقاءِ نبی کی متابعت کرنے والوں کو اہلِ سنت والجماعت کا نام دیا گیا ہے، جس کو جنتی کہا گیا۔ اور جو اس معیار سے گر گیا وہ جہنمی قرار پایا۔

تو رسول اللہؐ کے بعد روشِ نبوی کی مدار تعاملِ صحابہ پر رہ گئی۔ اور حضرات

اہل سنت جن کی تعریف ہی یہ ہے کہ روش نبوی سے سمجھ میں آنے والے دین کو ہی قانون تصور کرے، جس قانون کی بدولت یہ ملت پیدا ہوئی، جس روش کے لئے گواہی رفقاء نبوت یعنی صحابہ کی ضروری، اس لئے کہ نبی کے بعد صرف ان کی ذوات ہی لائق اعتماد ہیں۔

رضاخانی شریعت کے ارکان عشرہ

اب آپ اس جامع تعریف اہل سنت والجماعت کے بعد جملہ فرقہائے باطلہ یا مدعیان اسلام کو دیکھتے جایئے کسی کا تعلق یا مستدل ذات نبوی تو ہوگی، لیکن اس پر رفقا کی شہادت نہ ہوگی۔ تو کسی کا مدار سرے سے ذات نبوی سے بھی بے نیاز ہوگا، وقس علی ہذا۔ اس تعریف کی روشنی میں رضاخانی دین کے ارکان عشرہ دیکھ جائیے کسی بھی ایک رکن کا تعلق ذات نبوی سے اپنے وجود کی سند نہ لاسکے گا، تعامل صحابہ کی شہادت کا تو سوال کیا رہا۔

ارکان عشرہ کی تفصیل سابق اوراق میں آچکی ہے جب روش نبوی اور اس پر تعامل صحابہ کی گواہی نہیں تو پھر یہ دین کیسے بنا، کہ جس کے بوتے پہ تکفیر مسلمین کی گرم بازاری ہے کیا صرف زخرف حیات کے لئے یہ سارا کھڑاگ ہے تو پھر فردائے قیامت احکم الحاکمین کی بارگاہ میں سوچ لو کیا جواب ہوگا۔

چند روزہ حلوے مانڈے اور عیش وعشرت کے لئے یہ کفر سازی کا ناٹک الامان والحفیظ ان بطش ربک لشدید۔

غضب خدا کا دین مصطفیٰ سے بغاوت، اور رفض وتثلیث کے مشرکانہ عقائد و رسوم کو عین دین قرار دینے کے جرائم کا وبال کیا کم تھا کہ اب دین کا نام لینے والے علماء اور اولیا کی تکفیر وتذلیل کا گھٹیا مشغلہ ان سوط ربک لبالمرصاد۔

دین مصطفیٰ سے بغاوت محض مخالفانہ الزام نہیں بلکہ یہ چیلنج ہے، کہ دیکھ لیجئے ان

کے ارکانِ عشرہ انشاء اللہ کسی ایک تعلق بھی دینِ مصطفیٰ سے نہ ہوگا۔

ہاں اگر ان امور کے ارکانِ دین کا اقرار نہ کریں تو انکار کر کے دکھائیں۔ یہ محقق دعاوی نہیں دینِ مصطفیٰ کے مقابلہ میں یہ حامیاں بلکہ مدعیانِ نظامِ مصطفیٰ ملتِ بیضاء کو جو نظام دینا چاہتے ہیں وہ حسبِ ذیل ہے، دگرنہ تو اس سے برأت کا اظہار کریں کہ یہ دین نہیں

(۱) میلاد شریف مع قیام صلوٰۃ و اسلام

(۲) فاتحہ مع لوازمات کے مطابق وصیت اعلیٰ حضرت۔

(۳) تیجہ دسواں چالیسواں پھیر برسی۔

(۴) گیارہویں شریف۔

(۵) مقابر پر قبے بنانا کعبہ کی طرح چادریں چڑھانا پھر اعراس و قوالیاں، اور میلے ٹھیلے مقابر کا طواف اور ان کی چوما چاٹی، نیز رجب و محرم کا کھچڑا کونڈے اور تازیے نکالنا۔

(۶) نبی اکرمؐ کی انسانیت آدمیت و بشریت کا انکار۔

(۷) خدا کے لئے ہر جگہ موجود ہونے یعنی حاضر و ناظر کا انکار اور ماسوا اللہ کے لئے اقرار، دلیل کفارِ مکہ والی تعظیم کر کعبے کا طواف ننگے کریں گے کیوں۔ کعبے کی تعظیم۔ کہ گناہ آلود کپڑے اور کعبہ، سبحان اللہ یہ حضرات بھی کہیں گے خدا کی شانِ عظمت کے خلاف ہے کہ ہر اچھی بری گندی جگہوں پر خدا موجود ہے تو کیا پھر نبی کی شان کے لائق ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار یا اس طرح فریب دیں گے کہ لفظ حاضر و ناظر قرآن و حدیث میں خدا کے لئے نہیں تو کیا غیرِ خدا کیلئے کہیں لکھا ہے۔

(۸) تصرفات فی الامور یعنی خدا بھی اگرچہ متصرف ہے لیکن انبیاء و اولیا بھی متصرف ہیں جو چاہیں کریں یعنی نفع بھی دیں نقصان بھی پہنچائیں۔

(۹) خدا کے ساتھ نبی بھی عالم الغیب ماکان ومایکون اور اولیا بھی رحتیٰکہ اپنے اعلیٰ حضرت کے تو کیا کہنے جن کے سامنے چودہ طبق روشن کہتے ہیں درخت کا گرنے والا پتہ بھی اولیا کے علم میں ہوتا ہے ۔

(۱۰) غیر اللہ کی نذر ۔ ان سے استغاثہ ۔ ان کی ندا جہاں سے پکارو فوراً حاضر اور استعانت کے لئے دست بستہ اللہ کی پناہ تلک عشرۃ کاملۃ ۔

یہ ہیں مدعیان نظام مصطفیٰ کے عقائد و اعمال یا ارکان دین جن کے سلئے یہ حضرات ساری دنیا کو کافر بناتے پھرتے ہیں گویا یہ وہ فرائض ہیں جن کے دیوبندی تارک ہیں ۔ خدارا کوئی ان سے اتنا تو پوچھ کے دے کہ دیوبندی تو جو ہوئے سو ہوئے خدا ختمی مرتبت جناب رسول اللہ اور آپ کے رفقاء اور ائمہ ھدیٰ کے متعلق کیا فتویٰ ہے رضاخانی امت کا اس لئے کہ عقائد سے اعمال تک تعلیم سے اقوال تک کہیں بھی تو آپ کے دین کا نشان تک نہیں ملتا ۔ ان میں الٹا کئی ارکان کا انکار ادھر سے بھی ثابت ہے ۔ ینبغیا تو جرد ۔ کیا نبی بھی وہابی ہوئے ۔۔

نیز اگر یہ کہنا ہے کہ ان کے نہ ماننے سے ایمان و اسلام میں کوئی خاص فرق نہیں تو پھر بچارے دیوبندیوں نے کون سا گناہ کیا ہے ۔ کہیں اس کی سزا تو نہیں دیجا رہی کہ وہ صرف ذات نبوی کی اتباع اور صحابہ کے نقش قدم پر مرنا جینا عین اسلام سمجھتے ہیں جس سے آپ کو چڑ ہے ۔ واللہ اعلم ۔

اسلامی عقیدے

اہل سنت و جماعت جس فلاح یافتہ گروہ کا نام پڑا ہے ۔ اور جس کا مسلک اصول و قانون میں ذات نبوی کی کامل اتباع ہے اور آپ کے بعد ان ذوات و شخصیات کا ادب و احترام ہے جن کا انتساب ذات نبوی کی طرف دینی نسبتوں کی بدولت

واضح ہے۔ اور جن کے فکر وعمل کی بنیاد اعتدال ومیانہ روی کی جامع۔ اور ذات نبوی کی اتباع کا نمونہ ہے۔

انہیں اہل سنت وجماعت کا مسلکِ اعتدال ہم بیان کرتے ہیں وباللہ التوفیق دین حق کے جملہ شعبوں اور اصول وقوانین اور علوم وفنون کا خلاصہ صرف اور صرف دو ہی چیزیں ہیں۔

(۱) عقیدہ۔ (۲) عمل۔ جن کے لیے شریعت آئی۔ اور ان شعبوں کو واضح کیا باقی جملہ امور ان دو شعبوں کے علاوہ یا تو ان کے مبادی ولوازم ہیں۔ یا آثار ونتائج۔ جس سے ان امور وفنون میں بحث ہوتی ہے۔ اب غور فرمایئے عقائد میں بنیادی عقیدہ بلکہ جملہ عقائد دینیہ کی حقیقی اساس عقیدۂ توحید ہے۔ جو سارے انبیا کا دین اور سب کے لئے دعوت کی اساس وبنیاد رہا ہے۔

تو اسی طرح دوسری حقیقت عمل ہے تو معلوم ہے جملہ اعمال کی جڑ اتباع سنت نبوی اور پیروئ اُسوۂ حسنہ ہے۔ رہا باقی تمام طرقِ عمل جو سند کے ساتھ منقول ہوں خواہ وہ پچھلوں کے ہوں یا اگلوں کے۔ ان سنن نبوی کے مبادی ولوازم میں سے ہیں۔ یا آثار ونتائج سے ولیکن اس مسلکِ حقہ میں اصل چیز توحیدِ خداوندی پہ زور دینا ہے جس کے ساتھ حتمی طور سے شرک یا موجباتِ شرک جمع نہ ہوسکیں اور کسی بھی غیر اللہ من دون اللہ ما سوی اللہ کی اس کے ساتھ شرکت تو کیا امکانِ شرکت کا شائبہ تک باقی نہ رہے۔ غیر اللہ میں سے خواہ کوئی نبی ہو یا ولی۔ کوئی فرشتہ ہو یا کوئی اور ہستی وطاقت نہ شریک نہ لائق شرکت اس لئے کہ وہ اپنی ذات وصفات دونوں میں یکتا ویگانہ ہے۔ نہ اس کے علم کا کوئی ہمسر ہے نہ حصہ دار وساجھی۔

نہ اس کی صمدیت میں کوئی دخیل۔ نہ اس کی قدرتوں وتصرفات میں کوئی شریک ومشیر۔ اس کے علم کا احاطہ نہ کسی کے بس میں نہ یہ امر کسی کے لائق شان۔

نیز وہ سب سے بے نیاز۔ اور سب کے سب اسی کے محتاج محض۔ اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ ہاں اس کے ساتھ ہی مسلکِ اہل حق یہ ہے اہل اللہ کی تعظیم

وتوقیر۔ اور اہلِ فضل وکمال کے لیے ان کے فضل وکمال کے اعتراف واقرار کو توحید کے منافی سمجھنا مسلکِ حقہ کا کوئی عنصر نہیں پس نہ توحید میں لگ کر بے باکی وجسارت اور ذوات کی عظمتوں سے بے نیازی کوئی مسلک ہے۔ اس لیے کہ ایسی توحید تعلیمات نبوی سے کوئی نسبت نہیں رکھتی۔ بلکہ یہ تو غلو فی التوحید ہے۔

اسی طرح تعظیم شخصیات میں ایسے مبالغے کرنا جس سے توحید میں خلل پڑتا ہو۔ یا تعظیم ومحبت ذوات کی آڑ میں شرک کی آمیزش کر دینا کسی طور مسلکِ اہل سنت نہیں بلکہ کھلی مسیحیت ہے۔ اس لیے کہ توحید کو مجروح کر کے تعظیم کی آڑ لینا تعظیم نہیں بلکہ غلو فی التعظیم ہے اور مغالات فی البشر کی راہ سے ہی تثلیث نے جنم لیا۔ پس توحید بایں طور کہ توقیر اہل اللہ متاثر نہ ہو اور تعظیم صرف اس حد تک کہ توحید مجروح نہ ہونے پائے یہی تو وہ نکتہ اعتدال ہے جو مسلک ہے علماء دیوبند اہل سنت وجماعت کا۔

اس سلسلہ میں اولاً ذوات ہی کے معاملہ کو لیجیے تو عالم کی ساری برگزیدگیوں اور برگزیدہ ہستیوں کا منبع ومصدر اور مخزن وجامع انبیاء علیہم السلام کی ذواتِ قدسیہ ہیں جن کی محبت وعظمت اور عقیدت مع المتابعت ہی اصلِ ایمان ہے۔ لیکن اس میں بھی علماء دیوبند نے حسبِ طریق اہل سنت والجماعت اپنے مسلک کی رو سے غلو اور افراط وتفریط سے بچ کر نقطۂ اعتدال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔

انبیاء بھی خدا نہیں

انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں علماء اہل سنت وجماعت اکابرین دیوبند کا مسلکِ حقہ نہ تو غلو زدہ ہے۔ جس طرح بے بصیرت مغالات فی البشر کے نقیب طبقے نے یہاں تک کہہ دیا کہ خدا وپیغمبر وولی میں اور کوئی فرق نہیں صرف ذاتی وعرضی کا فرق ہے۔ (معاذ اللہ) سبحانہ وتعالیٰ عما یقولون علواً کبیرا۔ یا یہ تصور مشرکانہ کہ خدا ان میں حلول کیے ہوئے ہے۔ اور العیاذ باللہ وہ برگزیدہ ہستیاں تو محض ایک پردہ مجاز ہیں جن میں ربانی حقیقت سمائی ہوئی ہے گویا وہ خدا کے اوتار ہیں۔ یا انبیاء انسان وبشر کی عام

نوع سے الگ مافوق الفطرت کوئی اور مخلوق ہیں جن میں نوعِ بشری کی کوئی مماثلت نہیں، یا وہ معاذ اللہ خدا کے جوہر کا نچوڑ ہیں علماءِ حق اہلِ سنت والجماعت حضراتِ دیوبند ان جملہ مشرکانہ تصورات کا انکار کرتے ہیں۔ اور ایسے مشرکانہ تصورات کے ماننے والوں سے بھی اپنی برات کا اظہار اسی طرح کرتے ہیں جیسے سیدنا ابراہیمؑ اور ان کے متبعین اہلِ ایمان نے کیا تھا۔

نیز ہمارا اور ہمارے اکابرین کا مسلک ان بے ادب مادہ پرستوں کی طرح بھی نہیں کہ نعوذ باللہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات تو محض ایک چٹھی رساں ڈاکیہ کی طرح ہیں۔ کہ خدا کا پیغام پہنچا دیا اور بس، بلکہ علماءِ دیوبند اہلِ سنت والجماعت کا مسلک عین حق و ثواب اور اعتدال پر مبنی ہے۔ کہ یہ مقدسین جہاں پیغامِ الٰہی کے امین ہیں کہ جنہوں نے کمالِ دیانت اور حزم و احتیاط سے پیغام ہم تک پہنچایا جو عالمِ بشریت کا سب سے بلند ترین مقام ہے، وہیں وہ اس کے رمز شناس معلم اور اس کی روشنی میں مخلوقِ خدا کے مربی اور محسن بھی ہیں۔ اس لئے جہاں وہ خدا کے سچے پیام بر ہیں۔ جس سے ان کی راست بازی کھلتی ہے۔ جس سے ان کا محسنِ عالم ہونا واضح ہوتا ہے۔

اس لئے وہ ہر تعظیم و محبت کے مستحق اور ہر ادب و احترام کے مستوجب ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس مسلک کا یہ بھی اہم جزء ہے۔ کہ وہ انسان اور بشر بھی ہیں۔ نوعِ بشر سے ان کی کوئی الگ نوع نہیں۔ اور نہ وہ لوازمات و عوارضِ بشریہ سے مبرا ہیں۔ جہاں ان کی بے ادبی کفر اور عظمت عین ایمان ہے وہیں اس عظمت میں شرک کی آمیزش بھی کفر سے بڑھ کر کفر ہے۔ بالخصوص مسلک دیوبند ایسے ہی حضور اکرمؐ کو بصدقِ قلب افضل البشر اور افضل الانبیاءؑ یقین کرتے ہیں۔ تو ساتھ ہی اسی یقین سے آپ کی بشریتِ خالصہ کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ غلوئے عقیدت و محبت میں نفئ بشریت یا ادعاءِ اوتاریت یا پردہ مجاز جیسے مشرکانہ عقائد کفرِ بواح اور کھلا شرک یقین کرتے بلکہ تحریفِ قرآن و تخریبِ دین کے مترادف سمجھتے ہیں۔

ہم آپؐ کی ذاتِ بابرکات کو تمام انبیاءِ کرام کی جملہ کمالاتی خصوصیات کا جامع مانتے

ہیں۔ لیکن پھر بھی آپ کا سب سے بڑا کمال عبدیت کو یقین کرتے ہیں۔ ہمارے اکابر کمالاتِ نبوی اور علوئے درجات کو انتہائی ثابت کرنے کے لئے آپ کی حدودِ عبدیت کو توڑ کر حدودِ معبودیت میں پہنچا دینے کی جسارت ہرگز نہیں کرتے۔ اور نہ جائز سمجھتے ہیں۔

ہم آپ کی اطاعتِ مطلقہ کو فرضِ عین جانتے ہیں۔ تو آپ کی اطاعت سے خروجِ عمد کو کفر سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی آپ کی عبادت کو جائز نہیں سمجھتے جہاں آپ کو ساری کائنات میں فردِ اکمل اور بے نظیر جانتے ہیں، تو ساتھ آپ میں خصوصیاتِ الٰہی یا اولوہیت تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کی نفی کرتے ہیں، نیز ذاتی و عرضی کے چکر میں بھی نہیں پڑتے۔ آپ کے ذکرِ مبارک اور مدح و ثنا کو عین ایمان سمجھتے ہیں، تو عیسائیوں اور رافضیوں کی طرح مبالغے بھی جائز نہیں جانتے۔ کہ حدودِ عبدیت و بشریت کو حدودِ اولوہیت سے جا ملائیں۔ آپ کی حیاتِ برزخی کو مع الجسم مانتے ہیں، مگر وہاں معاشرتِ دنیوی کے قائل نہیں۔ (عین تلخیص عن مسلک۔

یہ ایمان کہ آج بھی امت کے ایمان کا تحفظ گنبدِ خضرا کے منبعِ ایمانی سے ہو رہا ہے لیکن پھر بھی آپ کو حاضر و ناظر نہیں جانتے۔ آپ کے علم کو ساری کائنات سے زیادہ مانتے ہیں۔ لیکن ذاتی اور محیط نہیں مانتے۔ پس یہ حدود کی رعایت وہی نقطۂ اعتدال ہے جو مسلکِ اہلِ سنت والجماعت کی اساس ہے۔ ایسے ہی عقیدۂ توحید کی اساس کو محفوظ رکھ کر انبیاء کے بعد آئمۂ ہدیٰ اور اولیاءِ امت کی ذوات کے لئے حدود کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہر طرح کی افراط و تفریط اور مغالات فی البشر جیسی گمراہی سے اپنے ایمان و عقیدہ کا تحفظ کرتے ہیں واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل اے الہا العلمین۔ ہماری زلات و خطاؤں کو معاف فرما۔ ہر طرح کے شرور و فتن سے ہم تیری پناہ چاہتے ہوئے تجھی سے حسنِ خاتمہ کی التجا کرتے ہیں۔

تمت بالخیر